فہرستِ مخطوطات

(عربی و فارسی)

مرکزِ تحقیق

دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

جلدِ اوّل

ترتیب و تحقیق

مولانا سید محمد متین ہاشمی ایم اے، ریسرچ ایڈوائزر

مولانا ساجد الرحمٰن صدیقی ایم اے، ریسرچ اسسٹنٹ

شائع کردہ

مرکزِ تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

نسبت روڈ، لاہور

سلسلۂ مطبوعات دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نمبر ۱

ناشر : مرکز تحقیق ، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ، لاہور

مطبع : جدید اردو ٹائپ پریس ، چیمبرلین روڈ ، لاہور

طابع : مرزا نصیر بیگ

زیر اہتمام : ساجدالرحمان صدیقی ، ریسرچ اسسٹنٹ ، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ، لاہور

تعداد : پانچ سو

قیمت :

دریا بحباب اندر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گزارش احوال

دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نے گزشتہ سال سے مخطوطات کی فراہمی کا بندوبست کیا ہے ۔ اس خریداری کے لیے ہم راجہ حامد مختار صاحب کے مرہون منت ہیں جنہوں نے متروکہ وقف املاک بورڈ کے سابق رئیس ہونے کی حیثیت سے اس اہم ضرورت کو محسوس کیا اور لائبریری کے بجٹ میں ایک خصوصی رقم اس کام کے لیے منظور کر دی ۔ چنانچہ مختلف ذرائع سے مخطوطات کی فراہمی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے ۔ جن لوگوں سے ہم نے مخطوطات حاصل کیے ہیں ان میں جناب پروفیسر صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کا نام سرفہرست آتا ہے جنہوں نے بڑی فراخ دلی سے بیس کے قریب عمدہ مخطوطے ہم کو فراہم کر دیئے ۔ یہ ہماری خرید کا آغاز تھا اور بڑا مبارک ثابت ہوا ۔ چنانچہ اب تک ہم نے چار سو سے زائد مخطوطات جمع کیے ہیں اور ہماری خرید جاری ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گی ۔ مخطوطات کی فراہمی کے وقت جو باتیں پیش نظر رکھی گئیں وہ یہ تھیں کہ مخطوطہ اچھی حالت میں ہو ۔ نایاب مخطوطات یا مصور مخطوطات خرید کرنے کی ہم نے جد و جہد نہیں کی ۔ یہ کام عجائب خانوں کا ہے ۔ ہاں اگر ہماری خرید میں کوئی ایسا مخطوطہ آ گیا تو وہ ہماری خوش قسمتی سمجھی

چاہیے ۔ البتہ ہم نے ہر مخطوطہ میں کوئی نہ کوئی صفت ضرور ڈھونڈی اور یہ بات قارئین کو اس تفصیلی فہرست میں نظر آ جائے گی ۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے یک گونہ مسرت محسوس ہوتی ہے کہ ہماری اس کلیکشن میں عمدہ قسم کے مخطوطات آئے ہیں ۔ نوادرات نہ سہی مگر ان کی علمی حیثیت حتمی ہے ۔ محققین کے لیے یہ ذخیرہ بڑا مددگار ثابت ہوگا ۔

ان مخطوطات کے حصول کے بعد یہ طے پایا کہ ان کی تفصیلی فہرست مرتب کی جائے تاکہ صحیح طور پر ان سے استفادہ کیا جا سکے ۔ چنانچہ اس کام کے لیے متروکہ وقف املاک بورڈ نے ایک ریسرچ سیل (مرکز تحقیق) کھولنے کی منظوری دے دی اور اس مرکز میں ہم کو ایسے حضرات کی خدمات حاصل ہوگئیں جن سے ہم کو بڑی مدد ملی ۔ ان میں سے ایک تو ہمارے ریسرچ ایڈوائزر مولانا سید محمد متین ہاشمی صاحب ایم ۔ اے ہیں جو وافر علمی تجربہ رکھنے کے علاوہ ایک مجاہد بھی ہیں اور دوسرے نوجوان ساجد الرحمن صاحب صدیقی ایم ۔ اے ہیں جن کا علمی شغف اور تجربہ بھی لائق تحسین ہے ۔ ان دونوں احباب نے مل کر دن رات کی محنت کے بعد یہ پہلی جلد تیار کی ہے ۔ جو قارئین کی خدمت میں حاضر ہے ۔ دوسری جلد زیر ترتیب ہے اور امید ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ جوں جوں مخطوطات آتے چلے جائیں گے اور جلدیں تیار ہوتی چلی جائیں گی ۔

یہ پہلی جلد بڑی تفصیل سے مرتب کی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اتنی تفصیل سے آج تک کوئی فہرست مخطوطات مرتب نہیں ہوئی ۔ قارئین پڑھنے کے بعد خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ تفصیل تحقیق کرنے والوں کے لیے بڑی کارآمد ثابت ہوگی ۔ یہ فہرست بڑی جستجو کے بعد لکھی گئی ہے اور بعض مخطوطات کا تو خلاصہ بھی لکھا ہے اور ساتھ ہی پوری کیفیت بھی ۔ اب یہ تحقیق کرنے والوں کا اپنا کام

ہے کہ وہ یہ پتہ لگائیں کہ ایسے مخطوطات اور کہاں کہاں بکھرے پڑے ہیں۔ چند ایک مقام پر ہم نے بھی ان کی نشان دہی کر دی ہے۔ مگر سب کی نہیں۔ یہ علاحدہ تحقیقی کام ہے جو اس فہرست کے لیے لازم نہیں تھا اور یہ مرتب کا کام نہیں ہے بلکہ محقق کا ہے۔ مصنفوں کے احوال بھی اختصاراً شامل کر دیے گئے ہیں تاکہ نشان دہی ہو جائے مگر ان کا بھی تفصیلی حال معلوم کرنا محقق کا کام ہے، مرتب کا نہیں۔

ہم نے جتنے مخطوطات اس وقت تک حاصل کیے ہیں ان کو از سر نو جلد کروا کر محفوظ کر لیا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں جن اصحاب کے پاس ایسے قلمی نسخے پڑے ہوئے ہیں وہ ان کو محفوظ کرنے کا خیال نہیں کرتے۔ بس بطور تبرک رکھ چھوڑتے ہیں۔ ان میں سے بہت کم لوگ علمی شغف رکھتے ہیں اور وہ جو رکھتے ہیں وہ احتیاط برتتے ہیں۔ بہرحال ہم نے تمام مخطوطات کو اعلیٰ قسم کی جلدیں کرا کر محفوظ کر لیا ہے۔ ایسے محفوظ شدہ مخطوطے آپ کو اور کسی لائبریری میں نظر نہیں آئیں گے۔ اس حفاظتی اہتمام کا سہرا ہمارے سیکریٹری لائبریرین مسٹر مصباح الحق صدیقی کے سر ہے۔ جنہوں نے بڑی تگ و دو کے ساتھ جلدساز مہیا کیے اور عمدہ قسم کی جلدبندی کروائی۔ ہمارے کتب خانے میں مخطوطات اور قدیم کتابوں کی حفاظت کے لیے فیومی گیٹر بھی موجود ہے۔ جس میں دوائیوں کی مدد سے کاغذ اور جلدوں کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ ہر مخطوطہ اس میں رات گزارتا ہے اور صبح تازہ دم ہو کر نکلتا ہے۔ فیومی گیشن اور تازہ جلدبندی کے بعد اس کی عمر میں کم از کم ایک سو سال کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کے کیڑوں مکوڑوں سے یہ مخطوطات محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بعض تحقیق کرنے والوں کو بعض اوراق کا عکس درکار ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہمارے کتب خانہ میں فوٹو لینے کا انتظام موجود ہے اور ہم ان

کی فرمائش کے مطابق فوٹو سٹیٹ کاپی سستے داموں فراہم کر دیتے ہیں۔ تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ بڑی سہولت ہے۔ ایسے کام کرنے والوں کے لیے مخطوطات کو پڑھنے کی بھی سہولت مہیا کر دی گئی ہے۔ مثلاً جدید قسم کے ریڈر ہمارے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ جن سے مائیکرو فلم کاپیاں اور دیگر فوٹو بہ آسانی پڑھے جا سکتے ہیں۔ ایسی سہولتیں پاکستان میں شاید ہی کسی اور کتب خانہ میں موجود ہوں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور متروکہ وقف املاک بورڈ کی مدد سے ہوا ہے۔

ان مخطوطات کی فہرستوں کو اس طرح ترتیب دیا جا رہا ہے کہ جوں جوں مخطوطات خرید کیے جا رہے ہیں بحروف تہجی موضوعات کے مطابق تفصیلی طور پر فہرستیں تیار کر لی جاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر، تاریخ، تصوف، کلام وغیرہ کے تحت ان کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ آئندہ جلدوں میں بھی یہی اہتمام کیا جائے گا تاکہ ایک تسلسل قائم رہے۔

مخطوطات کی اس فہرست کو ترتیب دینے کے دوران چند مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن کا بیان کر دینا یہاں ناگزیر معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ان کا تعلق علمی کاموں سے ہے اور یہاں علمی اداروں کو چاہیے کہ اس طرف توجہ مبذول کریں تاکہ اس کمی کا تدارک کیا جا سکے۔

۱۔ **کاغذ کی شناخت :** کاغذ کی شناخت کے لیے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے فہرستوں میں اکثر یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ یہ کاغذ لاہوری ہے اور یہ سیالکوٹی اور قندھاری اور یہ کاشمیری ہے مگر ان کے اوصاف معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ یہ لکھ دینا تو آسان ہے مگر ان کا تعین بڑا مشکل ہے۔ ضروری ہے کہ ہمارے علمی ادارے خصوصاً وہ ادارے جن کا تعلق علوم شرقیہ سے ہے وہ از سر نو ان علوم کو زندہ کریں۔

۲۔ **خط کی شناخت :** مختلف قسم کے خط کی فہرست تو مل جاتی ہے مگر ان کے تفصیلی نمونے نایاب ہیں ۔ مثلاً خط گلزار، خط ماہی، خط گلفام اور خط غبار ۔ اس قسم کے متعدد خط ایجاد ہو چکے ہیں جو آج کل رائج نہیں ہیں، بلکہ ناپید ہوگئے ہیں ۔ ان کو محفوظ کرنا ازحد ضروری ہے ۔ کیونکہ بعض مخطوطوں کے اندر ان خطوں کے نمونے ملے ہیں ۔ میں یہاں ایک خط کا تذکرہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس خط کا ذکر کہیں بھی نہیں ملتا ۔ اس خط کو خط گلفام کہتے ہیں اور یہ قدیم زمانے میں خفیہ خط کا کام دیتا تھا ۔ (فوٹو ملاحظہ ہو)

میرے ذاتی کتب خانے میں اس خط کے چند اوراق موجود ہیں جن میں اس خط کی الف با موجود ہے اور چند ایک اشعار کو بھی اس خط میں منتقل کیا گیا ہے ۔ سب سے پرلطف معلومات اس خط کے متعلق آخری ورق پر درج ہیں ۔ لکھا ہے : ''سلطان محمود غزنوی پند نامہ تصنیف نمودند و بہ مرزا عبدالمعید نامی کہ ازمہربان ایشان بودہ فرمودند کہ خط وضع نمائیند و پند نامہ را با ہمون خط بنویسند''۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط اس غرض سے وضع کیا گیا تھا کہ سرکاری رازوں کو سربستہ رکھا جا سکے ۔ بعینہ اس طرح جیسے آج کل فوج اور امور خارجہ کے لیے خاص کوڈ موجود ہیں ۔ ان کے اشارے جانے بغیر مضمون حل نہیں ہو سکتا ۔ اس خط کی ایجاد کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ معلوم ہوتا ہے ۔ شکل و شباہت سے یہ چینی حروف کے مشابہ ہے ۔ اس زمانے میں عربی رسم الخط نسخ کی شکل اختیار کر چکا تھا ۔ مگر نستعلیق ابھی ایجاد نہ ہوا تھا ۔ چونکہ سلطان محمود غزنوی کا تعلق وسطی ایشیا سے بھی رہا ہے ۔ اس لیے بہت ممکن ہے کہ چینی حروف سے متاثر ہو کر یہ خط ایجاد کیا گیا ہو ۔ بہرحال یہ کہنا مقصود ہے کہ خط کے بیان میں ضرورت ہے کہ ایک تفصیلی کتاب

لکھی جائے جس میں خطاطوں کے تذکرے نہ ہوں بلکہ خط کا بیان ہو۔ تذکرے تو بہت مل جاتے ہیں۔

۳۔ **جلدیں :** مخطوطات کی جلدوں کے متعلق بھی معلومات موجود نہیں ہیں۔ جلد سازی اور جلد بندی ایک مستقل علم تھا جو قرطبہ اور غرناطہ سے لے کر کابل، لاہور اور دلی تک پھیلا ہوا تھا۔ مگر اب ان جلدوں کے بنانے والے بہت کم رہ گئے ہیں، بلکہ یہ علم ہی ناپید ہوگیا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب ہر صنعت ایک فن ہوتا تھا۔ مگر صد حیف کہ آج ہر فن صنعت بن کر رہ گیا ہے۔ دنیا میں جب سیم و زر کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے تو فنون لطیفہ معدوم ہو جاتے ہیں، جو چیز ملتی ہے وہ ان کی پرچھائیں ہوتی ہے۔ اصل چیز مفقود ہو جاتی ہے اور یہ حال آج کل علم کا ہے۔ جہاں صحافت اور سیاست کا دور دورہ ہو اور یہ بھی زر اندوزی کے پیشے بن گئے ہوں۔ وہاں علم و فن کس طرح برقرار رہ سکتے ہیں! یہ بات اگرچہ بڑی تلخ ہے مگر ہے یہ ایک حقیقت!!!

چہ گویمت کہ با تیموریاں چہ افتاد است!

کراچی میں ایک بزرگ بنام شیخ محبوب احمد ہیں جو کارخانہ محبوبیہ کے مالک، حیدر آباد دکن اور پاکستان کے مشہور جلد ساز ہیں۔ ان کے پاس جلد سازی کے فن پر ایک نایاب ذخیرہ کتب ہے جو انگریزی فرانسیسی اور جرمن زبانوں پر مشتمل ہے۔ ان کتابوں کے اندر جلدوں کے رنگین عکس بھی ہیں۔ کاش ان کتابوں کی مدد سے کوئی اورینٹل سکالر ایک کتاب اس موضوع پر مرتب کر دے۔

۴۔ **مہریں :** اکثر و بیشتر مخطوطات جو شاہی کتب خانوں میں رہتے تھے ان پر بادشاہوں کی مہریں اور ان کے دستخط موجود ہوتے تھے۔ ایسے مخطوطات آج کل عجائب گھروں میں دیکھنے میں آتے ہیں مگر ان مہروں اور تحریروں کو پرکھنے کے لیے کوئی کتاب موجود نہیں۔

بادشاہوں کے لیے جب ایک کتاب پیش کی جاتی تھی تو داخل کتب خانہ ہونے سے پہلے اکثر بادشاہ کی مہر ثبت کی جاتی تھی اور بادشاہ اپنے ہاتھ سے ''عرض دیدہ شد'' لکھ کر دستخط کر دیا کرتا تھا۔ آج ایسی معلومات ناپید ہیں اور فہرست مرتب کرنے والا — گر اس کے ہاتھ میں کوئی ایسا مخطوطہ آ جائے تو — استعجاب و حیرت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ کام آر کیور کے محکمہ کا ہے جنھوں نے آج تک ایسی کوئی کتاب مرتب نہیں کی۔ کاش یہ کام کوئی کر دکھائے۔

۵۔ **سیاہی :** سیاہی کی ساخت و شناخت پر بھی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ سیاہی بنانے کے نسخے یقیناً آج بھی بعض کاتبوں کو معلوم ہیں مگر یہ نامکمل ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ سینکڑوں سال پرانی تحریریں آج بھی روز روشن کی طرح جلی معلوم ہوتی ہیں اور اگر آج کوئی تحریر لکھیں تو جدید سیاہی دو سال سے زائد چل نہیں پاتی۔ یہ طریقے اور قدیم نسخے بھی معلوم کرنا بہت اہم ہے۔ درست ہے کہ اس وقت یہ ایک فن تھا۔ آج یہ ایک صنعت ہے۔ مگر کیا اب پھر ویسا زمانہ نہیں آئے گا اور ہم سب نقال بنتے چلے جائیں گے ؟ یقیناً وہ دور پھر آئے گا۔ تہذیبیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ ہماری تہذیب پھر ازسرنو مرتب ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ان نسخوں کو محفوظ کر لیں۔

۶۔ **تصویر کشی یا مصوری :** اکثر ایسے مخطوطات بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو مصور ہوتے ہیں۔ ان کا بیان بھی تفصیل چاہتا ہے۔ اگرچہ ایسے نسخے بہت نایاب ہیں اور عجائب گھر میں دیکھے جا سکتے ہیں مگر ان کے متعلق معلومات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ میرے محترم ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی یہ کام بہ آسانی کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس اس علم کا وافر ذخیرہ ہے۔ وہ اگر ایک مختصر سا مقالہ بھی اس فن پر لکھ دیں تو وہ افادیت سے پر ہوگا۔

حواشی پر سنہری بیل بوٹے، تصاویر اور دیگر طلائی کام، یہ بھی مخطوطات کا ایک مستقل فن تھا ۔ اب اس کی تفصیلات کہیں نہیں ملتیں ۔ اس پر بھی کام ہونا ضروری ہے ۔ قدیم نسخے آج کل بھی جگمگاتے نظر آتے ہیں ۔ آخر وہ کیا ترکیبیں تھیں جن سے یہ مخطوطات مزین کیے جاتے تھے ۔

خطاطوں کا جمالیاتی ذوق قابل صدتحسین ہے ۔ مگر افسوس کہ آج ایسے خطاط اور نقاش بھی ناپید ہو گئے ہیں ۔ ہر چیز پیسہ کمانے کے لیے صنعت کی شکل اختیار کر گئی ہے ۔ فاعتبرو ایا اولی الابصار ۔

آخر میں میں پھر راجہ حامد مختار صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ میں مولانا سید محمدمتین ہاشمی صاحب اور ماجد الرحمن صدیقی صاحب کا اور ان کے ساتھ ہی مصباح الحق صدیقی صاحب کا کہ ان تمام حضرات کے تعاون اور جد و جہد کے بغیر اس جلد کا منظرعام پر آنا ممکن نہ تھا ۔ اللہ تعالی ان سب احباب کو جزائے خیر دے، آمین !

لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) خواجہ عبدالرشید

چئیرمین

دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور

سخنہائے گفتنی

عالیجناب لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) خواجہ عبدالرشید صاحب چیئرمین دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے فکر انگیز مقدمہ سے قارئین کرام کو ریسرچ سیل (مرکز تحقیق) دیال سنگھ لائبریری کے قیام کی مختصر تاریخ اور آغاز کار کے حالات سے واقفیت ہو چکی ہوگی : اس سلسلے میں راقم الحروف کو کچھ عرض کرنا نہیں ہے ۔ فہرست مخطوطات جیسی کچھ ہے حاضر خدمت ہے ۔ اس کی خوبی و خرابی اور ہماری کوششوں کی کامیابی و ناکامی کا فیصلہ تو قارئین کریں گے ۔ لیکن اتنا عرض کر دینا ضروری تصور کرتا ہوں کہ زیر تذکرہ ایک سو مخطوطات کی تفصیلی فہرست کی تیاری میں مندرجہ ذیل امور کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے :

۱۔ ہر بات مستند حوالوں سے لکھی گئی ہے اور مراجع یا کتب المراجع کے عناوین کے تحت ان حوالوں ''کو'' یا ''کا'' ذکر کر دیا گیا ہے ۔ تاکہ اہل علم حضرات ان کی طرف بہ آسانی رجوع فرما سکیں ۔

۲۔ مخطوطات کا تعارف کراتے وقت نہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور نہ ضروری امور کے بیان سے اغماض برتا گیا ہے اور اس بات کی ایماندارانہ طور پر کوشش کی گئی ہے کہ زیر تذکرہ مخطوطہ کے حقیقی خد و خال قاری کے سامنے آ جائیں ۔ اس امر کی انجام‌دہی میں اگرچہ ایجازواختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے لیکن ایسا ایجاز بھی نہیں ہے کہ قاری کو تشنگی محسوس ہو ۔

۳۔ جہاں تک ممکن ہو سکا ہے مولف کے حالات ، مخطوطہ کی کیفیت ، اس کی افادیت اور اس کی علمی حیثیت پر سیر حاصل تبصرہ کر دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں بعض فہرستیں تو مقالہ کی شکل اختیار کر گئی ہیں لیکن ہم نے یہ طریقہ اہل تحقیق کی بہت ساری محنت کو بچانے کی خاطر اختیار کیا ہے ۔

۴۔ اختلافی امور میں محاکمہ سے احتراز برتا گیا ہے۔ اولاً تو قول راجح کو اختیار کر لیا گیا ہے یا پھر اشارتاً اختلافی اقوال ذکر کر دیے گئے ہیں ۔

۵۔ فہرست مخطوطات کی تیاری کے دوران اگر کسی مخطوطے کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ ہوا یا اس بات کا خیال آیا کہ زیرنظر مخطوطہ نادر الوجود یا غیرمطبوعہ ہے تو اس کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے تاکہ محققین کی نگاہوں کے سامنے مخطوطہ کا یہ پہلو بھی آ جائے ۔ مرتبین کا قول اس سلسلے میں قول فیصل نہیں ہے اور نہ ان کی تحقیق آخری و حتمی ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ مرتب کی نظر میں کوئی مخطوطہ غیرمطبوعہ یا نادرالوجود ہو اور حقیقت اس کے بر عکس ہو ۔ اس لیے مرتب کی رائے ہر وقت قابل اصلاح رہے گی اور ہم ان حضرات کے بے حد شکرگذار ہوں گے جو ہماری غلطیوں پر ہمیں دوستانہ اور مصلحانہ انداز میں متنبہ فرماویں گے ۔ ہمارا ایمان ہے کہ تحقیق و اکتشافات کا میدان لا محدود ہے ۔ آج ایک نظریہ قائم کیا جاتا ہے اور کل تارعنکبوت کی طرح بکھر جاتا ہے ۔ دلائل یا شواہد یا بعد کے انکشافات انہیں باطل ٹھہرا دیتے ہیں اور علم و تجربہ کا یہی وہ عنصر ہے جسے ہمارے علمی و تہذیبی ارتقا کا سبب اصلی قرار دیا جا سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو ہمارے سارے علوم منجمد و بے روح ہو کر رہ جائیں اور فکر و نظر کے سارے

سوتے خشک ہو جائیں ۔ اس لیے اس میدان میں ہم بلند بانگ دعووں کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہمیں اپنی کسی رائے پر اصرار ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب بھی حقیقت ہمارے سامنے آئے گی ہم اپنی رائے سے رجوع کرنے اور اپنی غلطی کے اعتراف سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہچکچائیں گے ۔

۶ ۔ زیر تذکرہ فہرست مخطوطات کو موضوعات کے اعتبار سے حروف تہجی کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا ہے ۔ ہماری لائبریری کے مخطوطات کے حوالہ جاتی شمارہ جات پیش نظر نہیں رکھے گئے ہیں ۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ فہرست مخطوطات کے پہلے مخطوطہ کا حوالہ جاتی نمبر ۸۶ ہو اور بیسویں کا نمبر ۲ ۔ یہ بات اس لیے ذکر کر دی گئی ہے کہ کسی مخطوطہ کا نمبر شمار دیکھ کر قاری کو خلجان نہ ہو ۔

۷۔ محققین حضرات کی سہولت کے لیے مخطوطات کی ایک فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے شامل کر دی گئی ہے نیز اسی اعتبار سے ایک ایک فہرست مولفین و خطاطین و مقامات کی بھی شامل اشاعت ہے ۔ امید ہے کہ ان فہرستوں سے قارئین کو بہت آسانی ہوگی ۔

جیسا کہ جناب خواجہ عبدالرشید صاحب چیئرمین دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نے اپنے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے کہ تفصیلی فہرست مخطوطات کی یہ پہلی جلد منظر عام پر لائی جا رہی ہے ۔ اللہ کے فضل و کرم سے دوسری جلد بھی تقریباً تیار ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر وقف املاک بورڈ ، حکومت پاکستان کا اسی طرح موثر تعاون جاری رہا تو بہت جلد دوسری جلد بھی قارئین کی خدمت میں آ جائے گی ۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس فہرست مخطوطات کی تیاری کے سلسلے میں جناب راجہ حامد مختار صاحب سابق چیئرمین متروکہ وقف

املاک بورڈ اور جناب لفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب چیئرمین دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کا شکریہ ادا نہ کریں جن کے مکمل تعاون ، مفید مشوروں اور ہمت افزائی کے بغیر ہم یہ کام انجام نہیں دے سکتے تھے - اول الذکر کو تو شرف تقدم حاصل ہے کہ انہوں نے اس کار خیر کی بنیاد رکھی اور سرپرستی فرمائی اور ثانی الذکر نے ہر ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی ، ہماری قوت عمل کو بیدار کیا ، دوران تحقیق جہاں کہیں بھی دشواری پیش آئی ہمیں اپنے ذاتی اور بیش بہا کتب خانہ سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا اور اپنے عالمانہ و محققانہ مشوروں سے مالامال کیا - اس بات کو ہم اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں کہ ہمیں علمی و تحقیقی دنیا کی ایک مسلمہ بین الاقوامی شخصیت کا اتنا قرب اور اتنا موثر تعاون حاصل رہا ہے - محترم جناب خواجہ صاحب نے ازراہ کرم اس کتاب کے مسودہ پر نظرثانی بھی فرمائی ہے اور ہماری بہت ساری خامیوں کی نشان دہی کی ہے - اس لیے ہم ان کے بے حد شکر گزار ہیں - ہم متروکہ وقف املاک کے موجودہ چیئرمین جناب ڈاکٹر خان سعید حمید صاحب اور سیکرٹری جناب شیخ حمید الٰہی صاحب کے بھی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی طباعت کے لیے فنڈز فراہم کیے- ہمیں یقین واثق ہے کہ آئندہ بھی ہمیں متروکہ وقف املاک بورڈ کا تعاون حاصل رہے گا - ہم اپنے کرم فرما جناب مصباح الحق صدیقی سیکرٹری/لائبریرین دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے بھی ممنون احسان ہیں جنہوں نے کتب حوالہ کی فراہمی اور اس کتاب کی تیاری کے سلسلے کی بیشتر دشواریوں پر قابو پانے میں مدد فرمائی - مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی مسرت ہو رہی ہے کہ اس فہرست کی تیاری میں مجھے ساجد الرحمن صدیقی صاحب جیسے بالغ نظر ، با صلاحیت اور ممتاز اہل قلم کا تعاون حاصل رہا

ہے اور اس فہرست کی تیاری میں ان کا معتدبہ حصہ ہے ۔ انہوں نے اس فہرست کی ایڈیٹنگ کر کے متعدد اشاریے مرتب کیے اور اس فہرست کی طباعت کی جملہ ذمہ داریاں بھی حسن و خوبی سے انجام دی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ جملہ حضرات کے مخلصانہ تعاون کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ، آمین !

سید محمد متین ہاشمی
ریسرچ ایڈوائزر
مرکز تحقیق (ریسرچ سیل)
دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور
مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۷۵ء

پنجسوره

(مخطوطه نمبر ۸۰)

۱- **تقطیع** : طول چار انچ - عرض ساڑھے چار انچ ،

۲- **اوراق** : ۹۵ ورق - ۱۹۰ صفحه .

۳- **خط** : نسخ .

۴- **کاتب** : حافظ عبدالسلام ولد شیخ عبدالرحمن ۱۰۹۰ھ .

ترقیمه

''این دوستان و بزرگان قاریان مصحف و فاضلان و و جمیع اهل خدمت شریف ایشان اعلام آنکه هرگاه که درین پنجسوره حضرت فرقان ؟ کسے حرف غلط و شکسته شود براه عندالله ؟ صحیح کنید و عیب دارنکنید

کہ بے عیب ذات پاک خداست و کاتب عاجز بندہ بہ ایمان یادآرید . . . ؟ وطعنہ ،زن کہ ہیچ نفس خالی از خطا نبود تمت تمام شد در روز ادینہ بوقت نماز جمعہ تحریر بیست پنجم ماہ محرم الحرام یکہزار .۹ ؟ کاتب العبد . . . ؟ عبدالسلام ولد شیخ عبدالرحمن عرف . . . ؟ ساکن موضع رنگ پور معمولہ . . . ؟ سیالکوٹ . . . ؟ میاں شیخ المشائخ مغفورلہ مرحوم میاں شیخ رشید حافظ عبدالسلام است‘‘ ۔

۵۔ آغاز : ’’یسٰن والقرآن الحکیم‘‘

۶۔ اختتام : ’’رافع الدرجات ویا قاضی الحاجات برحمتك یاارحم الراحمین‘‘ ۔

۷۔ کیفیت : اس مخطوطے میں درج ذیل سورتیں اور پارہ عم مکمل موجود ہیں :

(۱) سورۃ یٰسٓ	(۲) سورۃ نوح
(۳) سورۃ رحمن	(۴) سورۃ الواقعہ
(۵) سورۃ الملک	(۶) سورۃ المزمل
(۷) سورۃ الجمعہ	(۸) سورۃ الفتح

ابتدا میں سورہ یٰسٓ کا ابتدائی صفحہ بعد میں لکھ کر لگایا گیا ہے ۔ اکثر اوراق کے کنارے پھٹ چکے ہیں ۔ جن کی بعد میں مرمت کی گئی ہے ۔ آخر میں دعائے ختم قرآن ہے ۔ تمام مخطوطہ مجدول سرخ و سیاہ ہے ۔ عناوین سورت سرخ حروف میں لکھے گئے ہیں ۔

پنجسورہ

(مخطوطہ نمبر ۵۸)

۱- تقطیع : طول پانچ انچ ، عرض ساڑھے چار انچ .

۲- اوراق : ۱۰۹ ورق ، ۲۱۸ صفحات .

۳- خط : نسخ ، ۹ سطری .

۴- کاتب : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے .

۵- آغاز : ''الحمد لله رب العالمین''.

۶- اختتام : ''الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس''.

۷- کیفیت : اس مخطوطے میں درج ذیل سورتیں اور پارہ عم مکمل موجود ہے :

(۱) سورۃ فاتحہ (۲) سورہ یٰس
(۳) سورۃ فتح (۴) سورۃ رحمن
(۵) سورۃ واقعہ (۶) سورۃ الملک
(۷) سورۃ المزمل

سورۃ الفاتحہ ، سورۃ یٰس اور سورۃ الناس میں دو دو صفحات منقش و مطلا اور خوبصورت بنائے گئے ہیں - ہر صفحہ کبود و سرخ و مطلا مجدول ہے - سورتوں کے عنوانات سرخ لکھے گئے ہیں اور علامات وقف بھی سرخ ہیں -

پنجسورہ

(مخطوطہ نمبر ۲۴۰)

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے چھ انچ ، عرض ساڑھے چار انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۲۴ ورق ، ۴۸ صفحہ ۔

۳۔ **خط** : نسخ ۔

۴۔ **کاتب** : نامعلوم ۔

۵۔ **آغاز** : ''فہدیٰ و الذی اخرج المرعیٰ'' ۔

۶۔ **اختتام** : ''یا لیتنی کنت ترابا'' ۔

۷۔ **کیفیت** : درج ذیل سورتیں مندرج ہیں :

(۱) الطارق	(۲) البروج
(۳) المطففین	(۴) انفطار
(۵) التکویر	(۶) عبس
(۷) النازعات	(۸) النباء

ابتدا میں ایک صفحہ پر بزبان فارسی یہ درج ہے کہ کس وقت بچہ پیدا ہو تو کیا نام رکھنا چاہیے ۔ آخر میں ایک صفحہ دعائے گنج العرش کا ہے اور کچھ صفحات میں اورادو وظائف لکھے ہوئے ہیں ۔

حمائل شریف مترجم فارسی ۱۵ پارے

(مخطوطہ نمبر ۷۳)

۱- تقطیع : طول پانچ انچ ، عرض ساڑھے چار انچ ۔

۲- اوراق : ۴۶۰ ورق ، ۹۲۰ صفحات ۔

۳- خط : نسخ ۔

۴- کاتب : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے - البتہ صفحہ اول کی مہر میں ۱۱۸۱ھ موجود ہے -

۵- مترجم : نام مذکور نہیں ہے -

۶- آغاز : ''بنام خدای بخشائیندہ مہربان سپاس مر خدای را کہ پروردگار جہانیانست''۔

۷- اختتام : ''کہ آوردی کاری ناپسندیدہ گفت آیا نگفتہ بودم مر ترا''

۸- کیفیت : ۱۵ پاروں پر مشتمل فارسی ترجمے کے ساتھ حمائل شریف ہے - صفحہ اول پر مہر ہے -
''ان اللہ یبشرک بیحییٰ''

جس سے اندازہ ہوتا ہے ، کہ یحیی نامی شخص یا تو کاتب ہے یا مالک رہا ہے - اس مہر میں ۱۱۸۱ھ تحریر ہے - اسی مہر والے صفحہ اول پر یہ عبارت بھی تحریر ہے -
''در حال صحت ذات و ثبات عقل این حمائل فرزند ارجمند نعیم اللہ خاں راہبہ نمودم و بخشیدم و تملیک و تسلیم ساختم'' -

اس سے پہلے ایک صفحہ پر اس طرح تاریخ مذکور ہے۔

''بتاریخ پنجم ربیع اول ۱۲۰۱ ھ بلدۂ لکھنئو بمستقر الخلافہ لکھنئو اکبر آباد بندہ درگاہ خادم کلام اللہ نعیم اللہ را رسیدہ۔''

سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ پر بڑی اچھی مطلا کبود و سرخ لوحیں بنی ہوئی ہیں۔ آخر تک بین السطور میں فارسی ترجمہ سرخ روشنائی سے بہترین نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ نہایت عمدہ اور بہترین نسخہ ہے۔

قرآن کریم

۲۹۷ء۱۴
ق

(مخطوطہ نمبر ۱٦۸)

۱۔ **تقطیع** : طول تیرہ انچ، عرض سات انچ۔

۲۔ **اوراق** : ٦۲۱ ورق، ۱۲۴۲ صفحات، ۱۰ سطریں۔

۳۔ **خط** : نسخ، عمدہ، جلی۔

۴۔ **کاتب** : غلام قادر ولد میاں صاحب غلام حسین، ۱۲۸۹ ھ۔

ترقیمہ

''تمت تمام شد مصحف شریف بعون اللہ تعالی بروز دو شنبہ بتاریخ سیزدھم ماہ ربیع الاول ۱۲۸۹ھ مقدوس و معلی کاتبہ غلام قادر ولد میاں صاحب ساکن موضع دھودہ تھانہ ؟ غلام حسین . . . . ؟ ولد حافظ . . . . ؟ نور اللہ مرقد ھما . . . . ؟

۵- آغاز : ''الحمدللہ رب العالمین'' .

۶- اختتام : ''من الجنة والناس''.

۷- کیفیت : بہت جلی اور موٹے حروف میں لکھے ہوئے بڑے سائز کا مصحف مجید ہے - پانی سے اول و آخر کے صفحات خراب ہوگئے ہیں علامات وقف سرخ روشنائی سے لگائی گئی ہیں - اور ہر سورت کی ابتدا میں حاشیے پر اس کی آیات و رکوعات کی تعداد بتائی گئی ہے ، آخر صفحہ پر حاشیے میں کاتب کا نوٹ ہے جو پانی سے خراب ہو چکا ہے -

قرآن کریم

ع
۲۹۷۰۱۴
ق

(مخطوطہ نمبر ۹۰)

۱- تقطیع : طول گیارہ انچ ، عرض نو انچ .

۲- اوراق : ۳۴۷ ورق ' ۶۹۴ صفحات ، ۱۱ سطریں .

۳- خط : نسخ ، عمدہ ، جلی .

۴- کاتب : نام کاتب اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے .

۵- آغاز : ''آلم ذلک الکتاب لا ریب فیہ''.

۶- اختتام : ''من الجنة والناس'' .

۷- کیفیت : نہایت عمدہ اور بہترین مصحف ہے - کافی بوسیدہ ہے - ابتدائی صفحہ موجود نہیں ہے ، اس لیے سورۃ الفاتحہ کی بجائے مصحف الٓم سے شروع ہوا ہے ابتدائی صفحہ مطلا اور کبود ہے اور منقش نقش لوح و حاشیہ بنا ہوا ہے رکوعات کے لیے حاشیے پر شمسے بنے ہوئے ہیں - آخر میں

کافی صفحات پر پانی پہنچا ہوا ہے اور کرم خوردہ ہیں ۔ سورۃ والناس کے بعد دعائے ختمِ قرآن دی گئی ہے ۔ سورۃ الاسراء اور سورۃ ق کے دو دو صفحات پر نہایت خوبصورت بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں جو کافی حد تک دھندلا چکے ہیں ۔

قرآن کریم

۲۹۷ء۱۴
ق

(مخطوطہ نمبر ۱۹۲)

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے آٹھ انچ ، عرض ساڑھے پانچ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۵۴۷ ورق ، ۱۰۹۴ صفحات ، سطریں ۱۱ ۔

۳۔ **خط** : نسخ عمدہ جلی ۔

۴۔ **کاتب** : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے ۔

۵۔ **آغاز** : ''الحمد اللہ رب العالمین''۔

۶۔ **اختتام** : ''من الجنۃ والناس'' ۔

۷۔ **کیفیت** : نہایت عمدہ اور بہترین نسخہ ہے ۔ پہلے دو صفحوں پر کبود و مطلا لوحیں بنی ہوئی ہیں ۔ ہر صفحہ کبود و مطلا مجدول ہے ۔ رکوعات کے لیے حاشیے پر مطلا شمسے بنائے گئے ہیں ۔ سورتوں کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں ۔ آخر کے دو صفحات سورۂ نصر سے والناس تک بعد میں لکھ کر شامل کیے گئے ہیں جو غیر مطلا اور غیر مجدول ہیں ۔ ایک وقیع اور قیمتی نسخہ ہے ۔

قرآن کریم مترجم فارسی

(مخطوطه نمبر ۱۹۴)

۱- تقطیع : طول دس انچ، عرض ساڑھے چھ انچ .

۲- اوراق : ۳۷٦ ورق، ۷۵۲ صفحات .

۳- خط : متن نسخ خوش خط، ترجمہ نستعلیق خوش خط .

۴- کاتب : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں ہے .

۵- آغاز : ۱- متن : "مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل" .

۲- ترجمہ : "مریم مگر فرستادہ بدرستیکہ گزشت پیش ازین پیغمبران".

۶- اختتام : ۱- متن : "الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس".

۲- ترجمہ : "آنکہ وسوسہ در سینہائے مردمان از دیواں و آدمیاں".

۷- کیفیت : یہ مصحف مجید اگرچہ تمام مطلا ہے مگر گردش ایام نے اس کی طلاوت کو پژمردہ کر دیا ہے اور کہنگی کے ہاتھوں بیشتر اوراق بڑے کمزور اور تھوڑے سے دریدہ ہوگئے ہیں۔ کہیں کہیں پانی بھی پہنچا ہے، جس سے آخر کے اوراق زیادہ شکستہ و بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ متن بہترین خوش خط نسخ جلی میں ہے اور بین السطور میں عمدہ نستعلیق میں فارسی ترجمہ دیاگیا ہے۔ ہر صفحہ مجدول بخط کبود و سرخ اور مطلا ہے۔ ابتدا کے چھ سپارے غیر موجود ہیں اور ابتدائی دو صفحات کے بعد

ساتواں پارہ شروع ہوگیا ہے - آخر سے مکمل ہے -

قرآن کریم

۲۹۷ع۱۴

(مخطوطہ نمبر ۳۲۱)

۱- تقطیع : طول سات انچ ، عرض نو انچ -

۲- اوراق : ۳٦۸ ورق ، ۷۳٦ صفحات ، مجدول مطلا و کبود ، ۱۱ سطریں .

۳- خط : خط ثلث ، پختہ ، عمدہ .

۴- کاتب : میر کلاں بن میرکی بن درویش محمد ، ۱۹ ربیع الثانی ۹۷۲ھ .

ترقیمہ

''تمت الکتاب الملک الوهاب علی یدالعبدالضعیف المحتاج الی رحمة الله تبارک و تعالی میر کلاں بن میرکی ابن درویش محمد مجلد فی لیل الجمعة التاسع العشرة ربیع الثانی سنة اثنان و سبعین وتسعمائة من الهجرة النبویة اربع عشرة مصحف''.

٦- آغاز : ''الحمد الله رب العالمین''.

۷- اختتام : ''من الجنة والناس''.

۸- کیفیت : چار صدی سے زیادہ کا لکھا ہوا قدیم مصحف ہے - بہترین خط ثلث میں لکھا گیا ہے - جلد بھی اصلی ہے - کاتب ایک بہت مشہور بزرگ درویشؒ محمد کے پوتے ہیں - اس لحاظ سے یہ مصحف نہایت گرانقدر اور اعلی نسخہ ہے .

تفسیر بیضاوی

مخطوطہ نمبر ۲۸۳

تفسیر 'عربی'

۱۔ **تقطیع** : طول ۱۰ انچ ، عرض ساڑھے چھ انچ

۲۔ **اوراق** : ۱۲۷ ورق ، ۲۵۴ صفحات

۳۔ **خط** : نستعلیق

۴۔ **کاتب** : نامعلوم ۱۲۴۲ھ۔

۵۔ **مولف** : ناصرالدین البیضاوی۔

۶۔ **آغاز** : الحمد للہ الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ۔

۷۔ **اختتام** : عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ المعوذتین فکا نما قرأ الکتاب الذی انزل اللہ تعالیٰ والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

۸۔ **کیفیت** : اس مخطوطہ میں پہلے پارہ آلم کی مکمل تفسیر ہے ۔ اس کے بعد دوسرے پارہ سیقول کے صرف ڈیڑھ رکوع کی تفسیر ہے ۔ ورق ۹۲ سے پارۂ عم کی تفسیر شروع ہوتی ہے جو سورۃ والناس پر اختتام پذیر ہوتی ہے ۔ گویا اس مخطوطہ میں پہلا پارہ اور دوسرے پارے کے ڈیڑھ رکوع اور پھر آخری پارے کی تفسیر ہے درمیان کے پاروں کی تفسیر غائب ہے ۔

مخطوطے کی جلد بہت قدیم معلوم ہوتی ہے جلد کے دونوں

طرف کی دفتیوں کے بیرونی حصوں پر دو دو مہریں لگی ہوئی ہیں ۔ مہروں کی عبارت یہ ہے ۔

"مہر سید محمد"

اس عبارت کے نیچے غالباً پشتو میں کچھ لکھا ہوا ہے جو پڑھا نہیں جاتا ۔

مخطوطے کے پہلے صفحے کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے ۔

"ایں کتاب عبد حمید مخدوم جو باری"

دوسرے صفحے پر بھی ایک مہر ہے اس کی عبارت یہ ہے ۔

"کتب خانہ مولانا فضل حق صاحب کڑی شوری ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں"

مخطوطے کی روشنائی روشن ۔ حروف واضح اور کتابت غیر متغیر ہے ۔ آیات قرانی کے نیچے سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے تاکہ آیات نمایاں رہیں ۔

امام بیضاوی کے حالات کے لیے مخطوطہ نمبر ۲۱۳ "حاشیہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علی انوار التنزیل للبیضاوی" کی طرف رجوع فرمائیں ۔

حاشیۃ السیالکوٹی علی البیضاوی

مخطوطہ نمبر ۲۱۴

تفسیر ، عربی

۱- **تقطیع** : طول آٹھ انچ ، عرض ساڑھے چار انچ .

۲- **اوراق** : ۳۹۴ ورق ، ۷۹۸ صفحات .

۳۔ خط : نسخ ۔

۴۔ کاتب : نامعلوم ۔

۵۔ مولف : ملا عبدالحکیم سیالکوٹی ۱۰۶۸ھ۔

۶۔ آغاز : الحمد للہ الذی انزل القرآن شفاء لما فی الصدور واخرج به عبادہ من الظلمات الی النور والصلوٰۃ علی رسولہ الماحی آثار الکفر و الشرور ۔

۷۔ اختتام : قولہ فیما بین آدم و ادریس ذکر فی روضۃ الاحباب انه قد ثبت ان الناس فی زمان آدم کانوا موحدین متمسکین بدینه حبث یصافحون الملائکۃ ۔

۸۔ کیفیت : قاضی بیضاوی کی مشہور عالم تفسیر ''انوار التنزیل و اسرار التاویل'' پر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کا یہ مشہور حاشیہ ہے ۔ چونکہ مخطوطہ نامکمل ہے اس لیے نہ کاتب کے نام کا پتہ چل سکا اور نہ تاریخ کتابت کا ۔ لیکن غالب گمان ہے کہ یہ مخطوطہ ڈھائی سو برس پرانا ہے ۔ محشی نے جہاں جہاں بیضاوی کی عبارت لکھی ہے وہاں وہاں سرخ روشنائی سے قولہ لکھا ہے ۔ سارا مخطوطہ خط نسخ میں ہے لیکن دیگر عبارات سے ممتاز کرنے کے لیے قولہ خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے آخری ۹۷ صفحات آب رسیدہ اور قدرے کرم خوردہ ہیں ۔ حاشیہ کی عبارت کی مزید وضاحت کے لیے اس پر حاشیہ چڑھایا گیا ہے ۔ لیکن حاشیہ کے محشی کا نام درج نہیں ہے ۔ مقدمہ میں سیالکوٹی نے وضاحت کر دی ہے کہ تفسیر بیضاوی کے مشکل اور حل طلب مقامات کی توضیح

کے لیے انہوں نے یہ حاشیہ لکھا ہے - محشی نے مقدمہ میں سلطان ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہ جہان کی بڑی تعریفیں کی ہیں اور اسے نہایت گراں قدر القاب سے نوازا ہے - محشی نے بادشاہ کی علم دوستی اور علماء کی قدر دانی کا بھی تذکرہ فرمایا ہے -

(رک : مخطوطہ نمبر ۲۹

حاشیتہ السیالکوٹی)

امام عبداللہ ن عمر بن محمد بن علی ناصرالدین البیضاوی فارس کے علاقہ بیضا کے رہنے والے تھے - آپ کا تعلق شافعی مذہب سے تھا اور عرصہ تک شیراز کے قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے - تفسیر انوارالتنزیل قاضی بیضاوی کی بہت مشہور و متداول تفسیر ہے - دراصل یہ تفسیر کم و بیش زمخشری کی تفسیر کشاف کی تلخیص ہے - چونکہ کشاف پر معتزلی رنگ چڑھا ہوا ہے اس لیے امام بیضاوی نے اس بات کی حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اس رنگ کی اصلاح کی جائے - چنانچہ امام صاحب نے اسے بعض اوقات مسترد اور کبھی کبھی حذف بھی کردیا ہے - قاضی بیضاوی نے اپنی کتاب کے مقدمے میں اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ یہ کتاب اوریجنل نہیں ہے بلکہ اکثر صحابہ کرام اور متعدد علمائے تابعین کے افکار کا خلاصہ ہے - بیضاوی نے اپنی تفسیر میں مستند قاریوں کی مختلف قرأتوں کا بھی تذکرہ کیا ہے - بروکلمان نے لکھا ہے کہ تفسیر بیضاوی کی تقریباً تراسی شرحیں اور حاشیے لکھے گئے

ہیں ۔ اس قول سے اس تفسیر کی مقبولیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

آپ کی تاریخ وفات بقول السبکی ۶۹۱ھ/۱۲۹۳ع اور بقول یافعی ۶۹۲ھ/۱۲۹۳ع ہے ۔ ڈاکٹر رضا زادہ شفق نے تاریخ ادبیات ایران میں بمقام تبریز ۶۸۵ھ لکھا ہے ۔ ریو (Rieu) نے ۷۱۶ھ/۱۳۱۶ع تاریخ وفات بتلائی ہے ۔

امام بیضاوی کی دیگر مشہور تصانیف یہ ہیں :

(۱) منہاج الوصول الی علم الاصول (۲) الغایۃ القصوی (دستاویز قانون) (۳) لب الالباب فی علم الاعراب (صرف و نحو) (۴) طوالع الانوار فی مطالع الانظار (علم کلام) (۵) نظام التواریخ (تاریخ عالم)

کتب المراجع

(۱) دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۵ پنجاب یونیورسٹی
(۲) تاریخ ادبیات ایران ڈاکٹر رضا زادہ شفق ترجمہ سید مبارزالدین رفعت

تفسیر حسینی

(مخطوطہ نمبر ۲۵۱)

تفسیر ، فارسی ، نثر

۱۔ **تقطیع** : طول ۱۲ انچ ، عرض ساڑھے سات انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۶۹۴ ورق ، ۱۳۸۸ صفحات ، ۲۸ سطریں ۔

۳۔ **خط** : نسخ عمدہ ، مجدول کبود و مطلا ۔

۴۔ **کاتب** : کاتب کا نام مذکور نہیں ہے ۔

۵۔ مولف : کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی بیہقی ، المتوفی ۳ جون ۱۵۰۵ء/۱۰ ذی الحجہ ۹۱۰ھ (بحوالہ ذیل نمبر ۸) ۔

۶۔ آغاز :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"بعد آں تمہید قوانین محامد نا متناھی الٰہی و تاسیس مبانی ثنا خوانی حضرت رسالت پناھی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ صلوۃ مصونۃ عن التناھی نمودہ میشود قبل ازین باشارت مشتمل بربشارت کہ از عالیجناب امارت پناہ ایالت دستگاہ . . ."

۷۔ اختتام : "و فرزند اوجمند لاز ال قدرہ علیا و قلبہ صفا در تاریخ اتمام آں رباعی انشا فرمودہ وایرا د آں در آخر ایں اوراق مناسب نمودہ و ھذا رباعیہ ۔

باخانہ کہ ایں نائے اقبال نوشت
و انجام سخن با یمن الفال نوشت
گفتم مہ و روز وسال تاریخ نویس
فی الحال دوم زشہر شوال نوشت"

۸۔ کیفیت : خراسان میں نیشاپور کی مغربی جانب بیہق ایک ضلع کا نام تھا جس میں ۳۹۰ گاؤں شامل تھے اور جس کے بڑے بڑے شہر سبزوار اور خسرو جرد تھے (بحوالہ ذیل نمبر ۴) ملا حسین واعظ کاشفی اسی بیہق ضلع کے شہر سبزوار میں پیدا ہوئے ۔ فارغ التحصیل ہو کر درس و تدریس اور وعظ و خطابت کا سلسلہ شروع کیا اور جلد ہی

ایک فصیح البیان مقرر ، ایک متبحر عالم اور ایک ماہر انشاء پرداز کی حیثیت میں شہرت حاصل کر لی ۔ آخری تیموری بادشاہ سلطان حسین مرزا (ابوالغازی) نے انہیں اپنے معززین حکومت میں شامل کر لیا تھا اور انہیں ہرات کا واعظ مقرر کر دیا تھا ۔ اس منصب پر وہ اپنی تاریخ وفات تک فائز رہے ۔ سلطان حسین مرزا آپ کی بڑی قدر کرتا تھا ۔ نیز سلطان حسین کا وزیر میر علی شیرنوائی جو ایک علم پرور شخص تھا آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا ۔

ملا حسین واعظ کاشفی تفسیر ، حدیث ، فقہ ادب اور اخلاق میں بڑی مہارت رکھتے تھے اور مروجہ علوم پر ان کی بڑی گہری نگاہ تھی ۔ انہوں نے ان علوم پر جو تصنیفات چھوڑی ہیں وہ بیش بہا اور شہرت دوام کی حامل ہیں ۔

(۱) **اخلاق محسنی** : اخلاق پر نہایت اہم اور عالمانہ تصنیف ہے ۔ اس کی عبارت شگفتہ اور رواں ہے ۔ یہ ایک دیباچہ اور چالیس ابواب پر مشتمل ہے ۔ اس کتاب کا سن تالیف ۹۰۰ھ ہے ۔

(۲) **انوار سہیلی** : بید پائے ہندی کی حکایات ایران میں نوشیرواں کے عہد میں متعارف ہوئیں ۔ نوشیرواں نے حکیم برذویہ سے ان کا پہلوی میں ترجمہ کرایا جو کلیلہ ودمنہ کے نام سے مشہور ہوا ۔ ملا حسین نے اسی کتاب کو سلیس و شگفتہ فارسی میں

منتقل کر کے اپنے مربی امیر سہیلی کے نام سے
منسوب کیا جو ابوالغازی سلطان حسین کا ایک
فوجی افسر تھا۔

مشرق ادب میں بہت کم کتابیں ایسی ہیں جو انوار سہیلی کی طرح قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں جس میں مشہور فاضل مستشرق سر ولیم جونز (SIR WILLIAM JONES) کے قول کے مطابق مشرق اقوام کی دانش و حکمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

ان کی دیگر کتابوں کے نام یہ ہیں :

(۳) روضتہ الشہداء (۴) صحیفۂ شاہی
(۵) اسرار قاسمی (۶) لب لباب خلاصہ مثنوی معنوی
(۷) سبع کاشفہ (۸) مطلع الانوار
(۹) لطائف الطوائف۔

ملا واعظ کاشفی کی اہم ترین تصانیف میں ایک جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر ہے جو انہوں نے سلطان حسین مرزا کے ایماء پر نہایت مسبوط و مطول لکھنی شروع کی اور اس کی چار ضخیم جلدیں مرتب کر لیں۔ جواہر التفسیر کا ایک نام عروس بھی ہے۔ اور اسے زہراوین بھی کہا گیا ہے کیونکہ یہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ (جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر کی جلد اول کا ایک قلمی نسخہ راقم الحروف نے کتب خانہ خانقاہ سراجیہ، کندیاں میں مطالعہ کیا۔

یہ ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ڈھائی سپاروں کی تفسیر ہے تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل اصول تفسیر پر مقدمہ ہے) - اس کے بعد ۸۹۷ھ میں خیال ہوا کہ پہلے ایک سلیس و شگفتہ زبان میں موجز تفسیر لکھ دی جائے چنانچہ انہوں نے مواہب علیہ تصنیف فرمائی جو تفسیر حسینی کے نام سے مشہور ہے - اس تفسیر کی تالیف سے وہ ۲ شوال ۸۹۹ھ میں فارغ ہوئے - جیسا کہ تفسیر کے آخر میں درج شعر سے ظاہر ہوتا ہے -

گفتم مہ و روز و سال تاریخ نویس

فی الحال دوم ز شہر شوال نوشت

زیر نظر مخطوطہ ہر لحاظ سے مکمل اور قیمتی نسخہ ہے - عمدہ خط نسخ میں لکھا ہوا ہے قرآنی آیات سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں ۔ آخر میں دعائے ختم قرآن درج ہے جو بعد کی لکھی ہوئی ہے -

---

المراجع :

۱- انوار سہیلی ، مطبوعہ تہران -

۲- مقبول بیگ بدخشانی ، ادب نامہ ایران ، ص ۳۸۰ ، لاہور -

۳- رضا زادہ شفق ، تاریخ ادبیات ایران ، ترجمہ مبارز الدین رفعت ، دہلی -

۴- دائرہ معارف اسلامیہ ، اردو ، دانشگاہ ، پنجاب ، لاہور -

۵- فہرست مخطوطات ، پنجاب پبلک لائبریری ، ص ۲۶ ، لاہور -

۶- محمد علی تبریزی ، ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین فی الکنیۃ واللقب ، ج ۳ ، ص ۳۴۵ -

۷- Rieu, C. Catalogue of the Persian Mss. in the British Museum, Vol. I, P. 9.

۸- Beal, T.W. An Oriental Biographical Dictionary, Sind Sagar Academy, Lahore.

تفسیر بیضاوی (جلد ثانی)

(مخطوطه نمبر ۱۹۳)

تفسیر ، عربی

۱- **تقطیع** : طول ۱۰ انچ ، عرض ٦ انچ .

۲- **اوراق** : ۲۹۲ ورق ، ۵۸۴ صفحات ، ۲۳ سطریں .

۳- **خط** : نسخ .

۴- **کاتب** : نامعلوم ۱۰۴۳ھ .

۵- **مؤلف** : ناصرالدین البیضاوی ٦۹۲ھ.

٦- **آغاز** : سورة مریم مکیـة الا آیة السجدة وهی ثمان اوتسع و تسعون .

۷- **اختتام** : قل من ذالذی یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوء او ارادبکم رحمة ای او یصیبکم بسوء ان اراد بکم رحمة فاختصرالکلام کما فی قوله متقلداً سیفاً .

۸- **کیفیت** : مخطوطہ کا آخری حصہ نامکمل ہے۔ کتاب کی ابتدا سورۂ مریم پارہ سولھواں سے ہوتی ہے۔ اور اختتام سورۂ مدثر پر ہے لیکن وکنا نکذب بیوم الدین کے بعد والی آیات اور انکی تفسیر کے اوراق غائب ہیں۔ اسکے بعد جلد ساز نے غلطی سے سورۂ احزاب مع تفسیر کے دو صفحات شامل کر دیئے ہیں جو آیات آمنوا اذ کروا نعمة اللہ علیکم اذ جاء تکم سے شروع ہو کر آیت قل من ذالذی یعصمکم من اللہ ان ارادبکم سوء آوارادبکم رحمة تک اختتام پذیر ہو جاتے ہیں۔ نیچے یہ

عبارت مندرج ہے -

خاتمۃ الکتاب المورخہ ۱۰۴۳ھ

اگرچہ مخطوطہ کافی پرانا ہے لیکن کاغذ ، کتابت ہر چیز محفوظ ہے اور بوسیدگی کے اثرات بہت کم پائے جاتے ہیں - امام بیضاوی کے سوانح کے لیے مخطوطہ حاشیہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علی انوار التنزیل للبیضاوی کی طرف رجوع فرمائیں -

تفسیر حسینی یا مواہب علیہ

(مخطوطہ نمبر ۲۲۰)

تفسیر ، فارسی ، نثر

۱- **تقطیع** : طول گیارہ انچ ، عرض ساڑھے چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۴۶۷ ورق ، ۹۳۶ صفحہ .

۳- **خط** : نستعلیق ، عمدہ ، مجدول کبود و سرخ ، ۱۹ سطری .

۴- **کاتب** : نام مذکور نہیں ہے .

۵- **مولف** : کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی بیہقی ، المتوفی ۳ جون ۱۵۰۵ع/ ۳ ذی الحجہ ۹۱۰ھ .

۶- **آغاز** : بسم اللہ الرحمن الرحیم .

"اللہ ولی التوفیق والحمد و الثنا تحقیق بعد از تمہید قواعد محامد الہی و در آمدن بیان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ صلوۃ مصونۃ عن التناہی نمودہ میشود کہ قبل ازیں باشارۂ مشتمل بربشارت کہ از

عالیجناب''.

۷- اختتام : ''بعبادۃ ربہ بہ پرستش پروردگار خود احداً یکی را یعنی بریاو تصنع عمل نکند کہ ریا شرک اصغر است وتباہ کنندۂ عمل نعوذ باللہ من الریا و نعتصم بہ من وقوع ذلک و اللہ اعلم بالصواب تمام شد دفتر اول من تصنیف حضرت سید امام حسین واعظ قدس اللہ سرۂ العزیز''.

۸- کیفیت : تفسیر حسینی کا یہ نسخہ ابتدائی پندرہ پاروں پر مشتمل بہترین ، خوشنما بخط نستعلیق لکھا ہوا ہے - قرآنی الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں - تاریخ کتابت اور نام کاتب مذکور نہیں ہے - البتہ صفحہ آخر پر مالک کتاب کا نام ''مسرور'' درج ہے اور ۱۲۸۹ھ تاریخ خرید نسخہ مذکور ہے .

تفسیر حسینی یا مواہب علیہ

ف
۲۹۷ء۱۶
ک ـ ت

(مخطوطہ نمبر ۲۱۰ ـ الف)

تفسیر ، فارسی ، نثر

۱- تقطیع : طول ساڑھے گیارہ انچ ، عرض ساڑھے سات انچ .

۲- اوراق : ۳۱۲ ورق ، ۶۲۴ صفحہ ، ۲۵ سطریں .

۳- خط : نستعلیق ، عمدہ .

۴- کاتب : امان اللہ بن شیخ اسمعیل خوشابی ، ذی الحجہ ۱۰۹۸ھ .

ترقیمہ

تمت تمام شد کارمن نظام شد تفسیر حسینی ... یوم

الخمیس بوقت چاشت فی شہر ذی‌الحجہ ۱۰۹۸ھ من الہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم از ید فقیر الحقیر خاکپائے زمرۂ درویشاں شیخ امان اللہ بن شیخ اسمعیل خوشابی برائے مشیخت‌مآب .... میاں شیخ امان اللہ چنو سلمہ اللہ تعالی کہ در پرگنہ اتک بنارس تحریر یافت ...... بندۂ گنہ‌گارم"۔

۵- **مولف** : کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی ، بیہقی المتوفی ۳ جون ۱۵۰۵ء/۳۰ ذی الحجہ ۹۱۰ھ۔

۶- **آغاز** : "قال گفت حق سبحانہ و تعالی مرابلیس را بعداز دعوی خیریت او کہ فاخرج منہا پس بیرون رو از بہشت یا از آسمان یا از صورت ملکیہ"۔

۷- **اختتام** : "با خامہ کہ این نامۂ اقبال نوشت

انجام سخن بایمن الفال نوشت

گفتم مہ و سال روز تاریخ نویس

فی الحال ز بیست سیوم ذی قعد نوشت"

۸- **کیفیت** : تفسیر حسینی کا یہ نسخہ ۲۳ پارے کے آخر (سورۂ الزمر) سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدائی صفحات سورۂ صٓ کے آخر پر مشتمل ہیں اور آخر صٓ سے والناس تک مکمل ہے۔ اس طرح یہ نسخہ قرآن کے آخری سات پاروں پر مشتمل ہے۔ بہترین نستعلیق میں لکھا ہوا عمدہ نسخہ ہے۔ تھوڑا سا کرم‌خوردہ ہے ، کہیں کہیں سے آب رسیدہ بھی ہے۔

تفسیر حسینی یا مواهب علیه

ف
۲۹۷۰۱۶
ک۔ت

(مخطوطہ نمبر ۲۱۰ ب)

تفسیر ، فارسی ، نثر

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے سات انچ ، عرض ساڑھے گیارہ انچ .

۲۔ **اوراق** : ۳۰۱ ورق ، ۶۰۲ صفحہ .

۳۔ **خط** : نستعلیق ، عمدہ .

۴۔ **کاتب** : امان اللہ بن شیخ اسمعیل خوشابی ، ذی الحجہ ۱۰۹۸ھ .

۵۔ **مؤلف** : کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی بیہقی المتوفی ۳ جون ۱۵۰۵ع/۳۰ ذی الحجہ ۹۱۰ھ .

۶۔ **آغاز** : ''کہیعص در موہبہ صوفیان بآیتہ از مواہب الہی کہ بر حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ وارد شدہ مذکور است کہ حضرت را . . .''

۷۔ **اختتام** : ''در مخزن کنت کنزا ہر نقد کہ بود
تسلیم تو کردہ اند در دل داری''

۸۔ **کیفیت** : یہ حصہ تفسیر حسینی کا سورۂ مریم کے آغاز سے سورۂ ص کے آخر تک ہے۔ سورۂ ص کے آخری صفحات دوسری جلد (رک مخ نمبر ۲۱۰ الف) میں شامل ہیں .

ف
۲۹۷ء۱۶
ی۔ت

تفسیرحسینی یا مواهب علیه

(مخطوطه نمبر ۱۷۸)

۱۔ تقطیع : طول ساڑھے دس انچ ، عرض سات انچ .

۲۔ اوراق : ۳۰۶ ورق ، ۶۱۲ صفحات .

۳۔ خط : نستعلیق شکستہ .

۴۔ کاتب : نام مذکور نہیں .

۵۔ مولف : کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی ، بیہقی، ۹۱۰ھ .

۷۔ آغاز : ''کہیعص در مواهب صوفیه بآیته از مواهب الہی که بر حضرت شیخ رکن الدین علاءالدوله سمنانی قدس سره وارد شده مذکور است که حضرت را . . .''

۸۔ اختتام : ''لو تشعرون اگر دانید که عالم الغیب او است''.

۹۔ کیفیت : تفسیر حسینی کا یہ نسخہ سورۂ مریم سے سورۂ شعرا تک کی سورتوں پر مشتمل ہے ۔ معمولی سا نسخہ ہے ۔ خط بے حد شکستہ ہے .

ف
۲۹۷ء۱۶
ی۔ت

تفسیر چرخی

(مخطوطه نمبر ۲۱۷)

تفسیر ، فارسی

۱۔ تقطیع : طول بارہ انچ ، عرض سات انچ .

۲۔ اوراق : ۱۲۳ ورق ، ۲۴۶ صفحات ، ۱۶ سطریں .

۳۔ خط : نستعلیق .

۴- **کاتب** : ملا محمد واخند فرید .

۵- **مولف** : یعقوبؒ بن عثمان چرخی .

۶- **آغاز** : لک الحمد یا من بیده الملک و هو علی کل شی قدیر والصلوة والسلام علی جمیع الانبیاء والمرسلین .

۷- **اختتام** : سہو و نسیان را مبدل کن بعلم
من ہمہ جہلم مرا کن جملہ علم
آمین رب العالمین .

۸- **کیفیت** : اس مخطوطے پر تاریخ کتابت مندرج نہیں ہے لیکن اندازاً یہ تیرہویں صدی کے اوائل کا معلوم ہوتا ہے ۔ اس کے آخری صفحے پر یہ عبارت لکھی ہے ۔

"ایں کتاب ملا صبغت اللہ ولد فضیلت پناہ کمالت دستگاہ حقائق و معارف آگاہ محمد عثمان قوم کاکری ہر کس کہ دعوہ کند دعوۂ او باطل است بحکم شرع".

اس عبارت کے نیچے یہ عبارت مرقوم ہے ۔

"این کتاب غلام محمد ولد فضیلت پناہ کمالات دستگاہ حقائق و معارف آگاہ ملا محمد غوث . . . ہر کس کہ دعوہ کند دعوۂ او باطل و منصوخ ؟ گردد فقط ."

اس مخطوطے میں کتابت کی بے شمار غلطیاں ہیں ۔ کتاب کا مقدمہ عربی میں لکھا ہوا ہے اور اصل تفسیر فارسی میں ہے ۔

"مفسر حضرت مولانا چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمے میں وضاحت فرما دی ہے کہ میرے احباب اور اخوان

طریقت نے خواہش ظاہر کی کہ میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک سے تا اختتام تفسیر مرتب کر دوں تاکہ عوام فائدہ اٹھا سکیں۔ کیونکہ تفسیر کشاف وغیرہ عربی میں ہونے کی وجہ سے عوام کی دسترس سے باہر ہیں۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ میں اپنے اندر اس کار عظیم کی انجام دہی کی صلاحیت نہیں پاتا تھا محض توکلاً علی اللہ میں نے اس کام کا آغاز کر دیا"۔

یہ تفسیر خالص صوفیانہ اور محدثانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ جگہ جگہ مفسر نے حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کے حوالے دیے ہیں۔ حضرت جنیدؒ بغدادی اور حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کے اقوال بھی پیش فرمائے ہیں۔ مختلف مقامات پر کسی نے مختصر وضاحتی حاشیے بھی لکھے ہیں۔ لیکن یہ حاشیے اشاریہ کہے جا سکتے ہیں۔

اس اعتبار سے یہ کتاب اہم ہے کہ نادرالوجود ہے اور محض چند کتب خانوں میں موجود ہے۔ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ نقشبندیہ میں بڑی ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔

آپ موضع چرخ کے رہنے والے ہیں جو علاقہ غزنین میں واقع ہے۔ آپ پہلے پہل حضرت خواجہ بہاء الدینؒ نقشبند کی خدمت میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتا۔ آج رات دیکھوں گا اگر انہوں نے (اللہ تعالی) قبول کیا تو میں بھی قبول کر لوں گا۔ مولانا یعقوبؒ چرخی

فرماتے ہیں کہ وہ رات میرے لیے بڑی سخت تھی کہ دیکھیں کیا حکم ہوتا ہے - جب صبح میں حاضر ہوا تو حضرت خواجہ بزرگ نے مجھے قبول فرما لیا - مجھ سے بیعت لے لی لیکن تربیت کے لیے خواجہ علاء الدینؒ عطار کے سپرد فرمایا - آپ نے خواجہ عطار ہی کی صحبت میں مرتبۂ کمال حاصل کیا اور علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہوئے - آپ کا فیض بہت جاری ہوا - حضرت خواجہ عبیدؒاللہ احرار آپ ہی کے مرید و خلیفہ ہیں - آپ کی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی -

آپ کا مزار موضع ملغوقو میں ہے جو حصار شادماں کے علاقہ کا ایک گاؤں ہے -

المراجع (۱) سفینۃ الاولیا داراشکوہ

(۲) نفحات الانس مولانا جامی

ف
۲۹۷ء۱۶۲۲
الھد-ت

تفسیر سورۃ الفتح

(مخطوطہ نمبر ۲۵۰ الف)

تفسیر، فارسی

۱- **تقطیع** : طول ۷ انچ، عرض ۴ انچ .

۲- **اوراق** : ۹ ورق، ۱۸ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : محمد صادق چشتی ۱۱۱۸ھ.

ترقیمہ

''تمام بتاریخ بیست و نہم شہر جمید الاول ۱۱۱۸ ہزار

وبک صد و ہیژدہ بید عبد ضعیف نحیف عاصی فقیر
محمد صادق چشتی ہداہ اللہ سبحانہ الی المطلب الا علی
والمقصد الاسنیٰ بحرمتہ لاالہ الا اللہ وبوساطت خواصگانش
خصوصاً حضرات خواجگان چشتیہ قدس اللہ تعالی ارواحہم
المقدسہ آمین یا رب العلمین''۔

۵۔ **مولف** : حضرت شیخ الهداد رحمۃاللہ علیہ (؟)

۶۔ **آغاز** : الحمد للہ الذی یخرجنی من الظلمٰت الی النور والصلوۃ
والسلام علی محمد المبعوث و علیٰ آلہ و اصحابہ الذین
وصلوا بمتابعتہ الی مقام المحمود ۔

۷۔ **اختتام** : مغفرۃ واجراً عظیما کہ ایشان نیز مشرف آں مرتبہ شوند
و اجمال را کماھو دریابند ہمیشہ در تفصیل ۔

۸۔ **کیفیت** : شیخ الہ داد رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ سورۃ الفتح
کی یہ تفسیر خالص صوفیانہ رنگ میں لکھی گئی ہے ۔
اکثر آیات سے صوفیانہ احوال و مقامات کا استنباط کیا گیا
ہے ۔ شیخ موصوف کا شمار سلسلہ چشتیہ کے اکابر مشائخ
میں ہوتا ہے ۔
اگرچہ یہ مخطوطہ ہونے تین سو سال پرانا ہے لیکن بہت
اچھی حالت میں ہے ۔ کتابت ، روشنائی اور کاغذ میں
امتداد زمانہ کے باعث کسی قسم کا تغیر نہیں پیدا
ہوا ہے ۔
آیات قرآنی کے نیچے سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے تاکہ
دوسری عبارت سے آیات کریمہ ممتاز رہیں ۔
کتاب کے مقدمے میں سب سے پہلے حضرت مولفؒ نے ان

حالات و اسباب کی طرف اشارہ فرمایا ہے جنکے تحت انکے قلب میں اس تالیف کا داعیہ پیدا ہوا ۔ فرماتے ہیں :

''باعث تصنیف تفسیر کہ درغایت لطیف است ایں بود کہ چوں دیدہ میشد اکثر در عالم منکراں اند کہ از غایت جہل در انکار افتادہ اند و طالبان آلہہ راسد راہ گشتہ اند''

حضرت مولف نے یہ بھی دعویٰ فرمایا ہے کہ یہ تالیف الہامی ہے ۔ اور ایک خاص کیفیت کے طاری ہونے کے بعد انہوں نے اسکو تالیف فرمایا ہے ۔ آپ نے اس تالیف کا نام ''ردمنکرین'' رکھا ۔ اور اس کی وجہ یہ بتلائی ہے ۔

''شاید کہ بدیں رجوع نماید و بتامل بداند حقیقت کار بروے بکشاید مبداو معاد را کما حقہ بشناسد و ازشر منکراں و ملحداں امن و امان یابد''۔

جویان راہ حقیقت اور ارباب ذوق کے لئے یہ تفسیر ایک قیمتی سرمایہ ہے ۔

اگرچہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن غالب گمان یہ ہے کہ اس کتاب کے مولف مولانا الہ داد لنگر خانی لاہوری ہیں جن کا شمار دور اکبری کے اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے ۔ آپ نہایت فرشتہ سیرت اور بلند اخلاق معلم تھے ۔ آپ کے انتہائے تقویٰ کے باعث لوگ آپ کو ''متقی'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے ۔ آپ سنت کے بہت پابند تھے اور ساری زندگی سنت سے سرمو تجاوز کو بھی پسند نہیں فرمایا ۔ نہ آپ کبھی بھی امرائے وقت کے دربار میں گئے ۔ اہل دنیا سے میل جول کو ناپسند

کرتے تھے ۔ بہت سارے امیروں نے کوشش کی کہ آپ ان سے مدد معاش قبول فرما لیں مگر آپ نے منظور نہ فرمایا ۔ آپ کی بسر اوقات کا انحصار ان چند چکیوں پر تھا جنہیں آپ نے اپنے گھر میں لگا رکھا تھا ۔ ساری عمر آپ کا مشغلہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف رہا ۔ اور پیرانہ سالی کے باوجود آپ کے ان مشغلوں میں کوئی فرق نہ آیا ۔ ملا بدایونی نے اپنی تاریخ میں آپ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے ۔

آپ کے بارے میں تذکرہ علمائے ہند کا مصنف رقمطراز ہے

”در اکثر علوم متداولہ ماہر و متجر بود ، تشرع ، تورع ، تقویٰ و صلاح بغایتے داشت و پیوستہ بدرس مشغول می بود ۔ ہرگز نجانۂ ارباب دنیا نہ رفتہ واز ملوک زمانہ حاجتے نخواستہ و مدد معاش نگرفتہ عفراللہ لہ“۔

المراجع : (۱) تذکرہ علمائے ہند ، صفحہ ۲٦ ، رحمان علی ، مطبوعہ نولکشور

(۲) تاریخ ملا بدایونی ، جلد ۳ ، صفحہ ۱۵۳ ، بحوالہ نقوش لاہور عنبر صفحہ ۱۷۴ ۔

ع
۲۹۷۰۲
علی-ر

رسالہ تحقیق عمامہ

(مخطوطہ نمبر ۷۵۹)

عربی ، حدیث ، (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ ۔

۲- **اوراق** : ٦ ورق ، ۱۲ صفحات.

۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : محمد محکم الدین ۱۳۰۵ھ .

ترقیمہ کاتب

''قدتم بعون اللہ تعالیٰ یوم الجمعة بعد طلوع الشمس الخامس والعشرین من شہر جمادی الثانی من ید احقر العباد محکم الدین غفراللہ لہ ولوالدیہ''۔ ۱۳۰۵ھ .

۵- **مولف** : علی بن سلطان القاری .

٦- **آغاز** : ''الحمد للہ الذی خلق الخلق خاصة و ھداھم الی المحبة بالحجة التامة والصلوة والسلام علی المظلل بالغمامة والمنزل لا عانتہ الملٰئکة مسومین بالعمامة و علی آلہ و صحبہ اصحاب العز والکرامة''.

۷- **اختتام** : نعلمت ما بین السماء والارض فارسل العذبة صبحیة ملک اللیلة بین کتفیہ ولا شک ان من حفظ حجتہ علی من لم یحفظ و حسن الظن بالثقات من مستحسن الصفات واللہ اعلم بالصواب .

۸- **کیفیت** : ابتداء رسالہ میں مصنف نے عمامہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دیا ہے اور اس کے استحباب پر دلائل پیش کیے ہیں ۔ مصنف نے زیادہ تر دلائل ترمذی ، ابوداؤد ، طبرانی ، حاکم ، بیہقی کی روایات سے لیے ہیں ۔ اس کے بعد عمامہ مسنونہ کے رنگ ، کپڑے کی نوعیت ، عمامہ باندھنے کے مسنون طریقے ، اس کے طول

و عرض وغیرہ پر بحث کی ہے اور عموماً احادیث و اقوال صوفیاء سے استدلال کیا ہے۔ ضمناً حضرت مصنفؒ نے آستینوں کے طول و عرض پر بھی بحث کی ہے۔ مصنف نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ملائکہ جب انسانی حلیہ اختیار کرتے ہیں تو روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر ان کے سروں پر عمامہ رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ عمامہ فرشتوں کا پسندیدہ لباس ہے اور جو لباس ملا اعلی کا پسندیدہ ہو۔ وہ اللہ و رسول کا بھی پسندیدہ لباس ہوگا۔

مخطوطے کا خط صاف ہے اور کاغذ بھی بوسیدہ نہیں ہے۔ مخطوطات کی مطبوعہ فہرستوں میں اس رسالے کا تذکرہ نہیں ملتا ہے اور نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ کہیں طبع ہوا ہے مولف کے حالات کے لیے۔

''رسالہ لمعان فی شرب الدخان'' کے نوٹ کی طرف رجوع کیا جائے۔

رسالة رفع الجناح باربعين حديثا فی باب النكاح

ع
۲۹۷ء۲
قار

(مخطوطہ نمبر ۵۹ ج)

عربی ، حدیث

۱- **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۲ ورق ، ۴ صفحات ، ۱۸ سطریں .

۳- **خط** : نستعلیق .

۴۔ **کاتب** : (غالباً) محکم الدین ۱۳۰۵ھ۔

۵۔ **مولف** : (غالباً) نورالدین علی بن سلطان محمد الھروی الحنفی المعروف بالقاری ۱۰۱۴ھ۔

۶۔ **آغاز** : الحمد للہ الذی زوج الازواج بالاشباح واحل النکاح و حرم السفاح والصلوٰۃ والسلام علی من فصل بین الممنوع والمباح وعلی آلہ واصحابہ ارباب الصلاح والفلاح ۔

۷۔ **اختتام** : وقال علیہ السلام دینار نفقۃ فی سبیل اللہ و دینار فی رقبۃ و دینار تصدقت علی مسکین و دینار (نامکمل) ۔

۸۔ **کیفیت** : یہ مخطوطہ نامکمل ہے۔ اخیر کے صفحات غائب ہیں۔ اس لیے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا کاتب کون ہے، لیکن اس مخطوطے کے ساتھ جو دیگر مخطوطات منسلک ہیں۔ وہ محکم الدین کے لکھے ہوئے ہیں۔ دیگر مخطوطات کی تحریر اور اس مخطوطے کی تحریر میں یکسانیت ہے۔ اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ بھی محکم الدین کاتب ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہوگا۔ چونکہ اس مخطوطے کے ساتھ منسلک مخطوطات کے مولف علی قاری ہیں اور اس مخطوطے کا انداز بیان اور طرز تحریر ملا علی قاری کے دیگر منسلکہ رسائل سے بہت ملتا جلتا ہوا ہے۔ اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ رسالہ بھی ملا علی قاری ہی کی تالیف ہوگا۔ تلاش بسیار کے باوجود راقم الحروف کو اس رسالہ کا تذکرہ کسی ایسی فہرست مخطوطات و مطبوعات میں نہیں ملا جو ہمارے پاس موجود ہے۔

رسالہ میں نکاح کی فضیلت میں روایات کو جمع کر دیا

گیا ہے ۔ مصنف نے سب سے پہلے قرآنی آیات سے استدلال کرکے نکاح کی فضیلت کو ثابت کیا ہے ۔ اس کے بعد احادیث کی طرف متوجہ ہوا ہے اور اس نے صحاح ستہ کے علاوہ ابن عدی ، ابو عساکر ، بیہقی ، جامع عبدالرزاق ، ابونعیم بزار مستدرک للحاکم ، طبرانی ، صحیح ابن حبان وغیرہ سے روایتیں لے کر ان سے استشہاد کیا ہے ۔

افسوس ہے کہ رسالہ نامکمل ہے ورنہ یہ ایک مفید علمی و تحقیقی مجموعہ ہوتا ۔

رسالہ ”عصا“

(مخطوطہ نمبر ۵۹ ہ)

حدیث ، عربی

۱۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ .

۲۔ **اوراق** : ۱ ورق ، ۲ صفحات .

۳۔ **خط** : نستعلیق .

۴۔ **کاتب** : محکم الدین ۱۳۰۶ھ .

ترقیمہ کاتب

”تمت رسالة العصا یوم الاربعاء وقت الضحی سادس عشر شهر جمادی الثانی سنه الف و ثلاث مأة و خمس من ہجرة

فی الدین القویم''۔

۷۔ **اختتام** : ومنها ماروا‌ه مسلم فی صحیحہ من حدیث ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال غسل یوم الجمعة علی کل محتلم والسواک ویمس من الطیب ما قدر علیہ ۔

۸۔ **کیفیت** : حدیث کی کتابوں میں مسواک کی فضیلت کے سلسلے میں بے شمار احادیث مروی ہیں ۔ مولف نے اس رسالہ میں کثیر تعداد میں انہیں روایات کو جمع کر دیا ہے ۔ موطا امام مالکؒ ، مسند امام احمدؒ ، بخاریؒ ، مسلم ، ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ ، ابو داؤد ، بیہقی ، مستدرک للحاکم ، ابونعیم ، ابن حبان ، طبرانی ، دیلمی ، ابو یعلی ، ابن خزیمہ ، بزار ۔ ان تمام کتابوں سے روایات لی گئی ہیں اور اس میں شک نہیں ہے کہ مولف اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے ۔

اللمعة فی اجوبة الاسولة السبعة

ع
۲۹۷ء۲
ا ۔ سیو

(مخطوطہ نمبر ۵۹ ز)

عربی ، حدیث (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۱ ورق ، ۲ صفحات ۔

۳۔ **خط** : نستعلیق ۔

۴۔ **کاتب** : محمد محکم الدین ۱۳۰۵ھ ۔ (غالباً)

۵- مولف : شیخ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ۔

۶- آغاز : الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فہذہ رسالة موسومة بالملمعة فی اجوبة الاسولة السبعة ۔

۷- اختتام : "وروی عن ابی الدنیا فی کتاب المقامات حدیث القاسم و ہاشم بن محمد بن رزق اللہ قال حدثنا یحیٰی بن صالح ابو خاطی حدثنا ابو اسمعیل" (نا مکمل) ۔

۸- کیفیت : زیر نظر مخطوطہ نامکمل ہے اور اس کے بعد کے صفحات نہیں ہیں ۔ اس لیے یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس کا کاتب محمد محکم الدین ہے ۔ لیکن چونکہ اس سے منسلک دیگر مخطوطات محمد محکم الدین کے لکھے ہوئے ہیں اور ان مخطوطات کی تحریر اس سے ملتی جلتی ہوئی ہے ۔ اس لیے خیال ہے کہ یہ بھی محکم الدین ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہوگا ۔

اس رسالہ میں علامہ جلال الدین سیوطی نے اموات اور بعد الموت پیش آنے والے حالات کے بارے میں سات سوالوں کے جواب دیئے ہیں ۔ مثلاً یہ کہ کیا مردوں کو زندہ لوگوں کی زیارت کا علم ہوتا ہے ؟ کیا مردے لوگوں کی باتیں سنتے ہیں ؟ مرنے کے بعد روحیں کہاں رہتی ہیں ؟ کیا ارواح ایک جگہ بھی جمع ہوتی ہیں ؟ کیا ایک روح عالم ارواح میں دوسری روح سے ملاقات کر سکتی ہے ؟ کیا شہداء اور معصوم بچوں سے بھی نکیرین سوال کریں گے ؟ وغیرہ وغیرہ ۔ مصنف نے مذکورہ بالا سوالات کے جواب میں نہایت واضح اور

خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا حررہ الفقیر الی اللہ القوی المتین عبدہ محکم الدین غفراللہ لہ ولو الدیہ ولا ستاذہ ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین و المسلمات الاحیاء منہم والاموات انک مجیب الدات برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

۵۔ **مولف** : نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی الحنفی المعروف باالقاری ۱۰۱۴ھ ۔

۶۔ **آغاز** : الحمد للہ الذی حمد من اطاعہ و ذم من عصاہ والصلوۃ والسلام علی الذین اطاعہ فقد اطاع اللہ وعلی آلہ و اصحابہ المقتدین بھداہ ۔

۷۔ **اختتام** : واذا ارادالاستسقاء عن البیراد لاھا فظلت علی طول البیر فصارت شعبۃ کا لد لو حتی یستسقی و کانت تضئی باللیل کالسراج و اذاظھر لھاعدو کانت تحاربہ و تناصر عنہ ختم لنا بالحسنی و بلغنا المقام الاسنی ۔

۸۔ **کیفیت** : رسالہ کے مصنف ملا علی قاریؒ سے ایک حدیث من جاوز الاربعین و لم یا خذ بالعصا کی صحت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے یہ رسالہ تالیف فرمایا ۔ اس رسالہ میں مصنف نے حدیث مذکورہ بالا کی صحت سے انکار کیا ہے ۔ لیکن "عصا" کی فضیلت کے بارے میں بہت ساری روایات نقل کی ہیں ۔ اس سلسلے میں ... امام شافعیؒ ، عکرمہؒ ، جامع الصغیر ، عوارف المعارف ... دیلمی ، لبستان اور مدخل کی روایات پیش کی ہیں ... رسالہ کی افادیت سے قطع نظر مصنف کے ذوق تحقیق کی

داد دینی پڑتی ہے ۔

رسالۃ فضیلۃ السواک

(مخطوطہ نمبر ۵۹ ج)

حدیث ، عربی

۱۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۲ ورق ، ۴ صفحات ۔

۳۔ **خط** : نستعلیق ۔

۴۔ **کاتب** : محمد محکم الدین ۱۳۰۵ھ ۔

۵۔ **مولف** : نورالدین علی بن سلطان محمد الهروی الحنفی المعروف بالقاری ۔ ۱۰۱۴ھ

ترقیمہ کاتب

تمت الرسالۃ المولفہ لعلی القاری فی فضیلۃ السواک قریباً من نصف النهار یوم السبت تاسع عشر شهر جمادی الثانی سنۃ الف و ثلاث مأۃ و خمس من سنین الهجریہ علی صاحبها آلاف التسلیم والتحیہ من ید خادم المعلمین احقر الادمیین عبدہ محکم الدین غفراللہ لہ ولجمیع المومنین و جعل فی الجنۃ مثواهم بحرمتہ خاتم النبیین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

۶۔ **آغاز** : ''الحمد للہ العلی العظیم والصلوۃ والتسلیم علی نبیہ و رسولہ و حبیبہ و خلیلہ الفخیم و علی آلہ و اصحابہ التابعین

مدلل انداز بیان اختیار کیا ہے - یعنی جواب دیتے وقت وہ مسئلہ پر سب سے پہلے اپنی حتمی رائے دے دیتے ہیں - پھر اس کے حق میں احادیث پیش کرنا شروع کرتے ہیں - مصنف نے اپنے دلائل میں زیادہ تر ابن ابی الدنیا ، ابن عبداللہؒ ، مسند امام احمدؒ ، طبرانی اور نوادرالاصول (حکیم ترمذیؒ) کی روایات سے کام لیا ہے - افسوس کہ یہ مجموعہ نامکمل ہے - ورنہ یہ ایک اچھی علمی تحقیق کہے جانے کے قابل تھا۔

علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن کمال ابی بکر بن محمد السیوطی کی ولادت ۱۴۴۵ع میں شمالی مصر کے قصبہ السیوط میں ہوئی - ان کا خاندان ایران سے آیا تھا - ان کی عمر ساڑھے سات برس کی تھی کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا - آٹھ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس کے بعد جلد ہی دیگر علوم میں مہارت حاصل کرکے قاہرہ میں درس دینے لگے - ۱۵۰۵ع تک علامہ سیوطی درس و تدریس میں مشغول رہے - اس کے بعد آپ نے تدریسی مشغلہ ترک کر دیا اور نیل کے ایک ٹاپو میں گوشہ نشینی اختیار کرکے یاد الہی میں مصروف ہوگئے - بالآخر ۹۱۱ھ بمطابق ۱۵۰۵ع میں قاہرہ میں آپ کی وفات ہوگئی۔

علامہ جلال الدین سیوطی کا شمار نامور علماء میں ہوتا ہے - آپ نے تفسیر ، حدیث ، تاریخ ، فقہ اور فلسفہ پر تقریباً پانچ سو ساٹھ کتابیں تصنیف کی ہیں - سب سے پہلی کتاب

آپ نے سترہ سال کی عمر میں لکھی۔ آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔ (۱) تفسیر جلالین (اسے آپ کے استاد جلال الدین محلی نے شروع کیا لیکن اس کی تکمیل سیوطی نے کی)۔ (۲) تفسیر در منثور (۳) الاصابہ فی اسماء الصحابہ، (۴) المنتقی (۵) طبقات الشعراء (۶) طبقات المفسرین (۷) طبقات الاصولیین (۸) طبقات الحفاظ (۹) طبقات النحاۃ الکبیر (۷ جلدیں) (۱۰) انباء الاذکیاء (۱۱) تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد، (۱۲) قلائد الفوائد، (۱۳) درر الکلام وغیرہ وغیرہ۔

المراجع : ۱۔ القاموس الاسلامی ۱۲۶ مطبوعہ قاہرہ احمد عطیۃ اللہ۔

۲۔ اردو انسائیکلوپیڈیا نیا ایڈیشن۔

۳۔ فلسفیان اسلام ــــ ڈاکٹر برق۔

معارج النبوة (رکن سوم)

ف
س
فر ـ م

(مخطوطہ نمبر ۱۷۶ ـ الف)

سیرت، فارسی

۱۔ **تقطیع** : طول ۱۳ انچ، عرض ساڑھے چھ انچ۔

۲۔ **اوراق** : ۱۷۰ ورق، ۳۴۰ صفحات، ۲۳ سطریں۔

۳۔ **خط** : نستعلیق۔

87587

۴۔ **کاتب** : عنایت اللہ کشمیری ۱۰۹۴ھ۔

۵۔ **مولف** : معین بن حاجی محمد السراجی ؟ (المراھی)۔

۶۔ **آغاز** : ربنا آتنا من لدنک رحمة وھیی لنا من امرنا رشدا

رکن سیوم از کتاب معارج النبوۃ ۔

۷۔ **اختتام** : وقولہ تعالی و اذ یمکربک الذی کفروا یثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکراللہ واللہ خیر الماکرین ۔

۸۔ **کیفیت** : یہ مخطوطہ تین سو برس پرانا ہے ۔ لیکن کاغذ ، کتابت اور روشنائی بہت اچھی حالت میں ہے ۔ اگرچہ کتابت کی بہت ساری غلطیاں موجود ہیں بالخصوص آیات قرآنی اور احادیث کی کتابت میں کاتب نے احتیاط نہیں برتی ہے ۔ پہلا صفحہ مطلا اور منقش ہے ۔ دیگر صفحات کے حاشیے مطلا ہیں ۔ سارے مخطوطے میں حاشیہ پر ابواب عنوانات کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں ۔ جہاں جہاں ابواب یا فصول ہیں یا آیات قرآنی یا احادیث ہیں وہاں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے ۔ یہ مخطوطہ کتاب معارج النبوۃ کی تیسری جلد ہے اس جلد میں پانچ ابواب ہیں ۔ (۱) باب اول در نزول وحی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (۲) باب دوم در ذکر وقائع سال پنجم از نبوت و بیان مہاجرت اصحاب ایشان بجانب حبشہ ۔ (۳) باب سیوم در وقائع سال ہفتم از بعثت ۔ (۴) باب چہارم در ذکر معراج رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (۵) باب پنجم در ذکر بیعت عقبہ ثانیہ و ہجرت ۔

اس جلد ۳ کے صفحہ اول سے پہلے جلد ۲ کا آخری صفحہ لگا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جلد ۲ اور ۳ ایک ساتھ تھیں جنہیں بعد میں الگ کیا گیا ہے ۔ جلد ۲ کے آخری

صفحہ کو اس لیے الگ نہیں کیا جا سکا کہ اسکی پشت پر
جلد ۳ کا صفحہ اول مرقوم ہے -

معارج النبوۃ (رکن چہارم)

ف
س
فر - م

(مخطوطہ نمبر ۱۷۶ - ب)

سیرت ، فارسی

۱- **تقطیع** : طول ۱۲ انچ ، عرض ساڑھے چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۲۹۴ ورق ، ۵۸۸ صفحات ؛ ۲۳ سطریں .

۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : عنایت اللہ کشمیری ۱۰۹۴ھ .

ترقیمہ

''تمت بعون الملک الوہاب بتاریخ بیست و چہارم شہر
ربیع الثانی ۱۰۹۴ تحریر یافت
ہرکہ خواند دعاطمع دارم زانکہ من بندۂ گنہ گارم
من نوشتم صرف کردم روزگار
من نمانم این بماند یادگار
تم تم تمام شد کارمن نظام شد
فقیر الحقیر کاتب المعروف عنایت اللہ کشمیری جہت
مرزا نظر بیگ بدخشی زاد اللہ عمرہ تحریر یافت''

۵- **مولف** : معین بن حاجی محمد الفراہی .

۶- **آغاز** : رکن چہارم در ذکر ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
از مکہ متبرکہ بمدینہ سکینہ و درین رکن واقعاتی کہ از

ہجرت تا بایام وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوقوع
رسیدہ مبین گردد ۔

۷۔ **اختتام** : معینی را تمنا غیر ازیں نیست

دراں بستاں تماشا غیر ازیں نیست

من درویش را در ہر دو عالم

توئی مقصود بس واللہ اعلم

۸۔ **کیفیت** : زیر نظر مخطوطہ تین سو برس پرانا ہے اور بہت اچھی
حالت میں ہے ۔ پہلا صفحہ مصلا اور منقش ہے ۔ دیگر
تمام صفحات کے حاشیے مطلا ہیں ۔ جلد سوم کی طرح جلد
چہارم میں بھی آیات و احادیث نیز ابواب و فصول کے
اوپر سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے ۔ اس کتاب میں
چودہ ابواب ہیں ۔ (۱) باب اول در ہجرت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم (۲) باب دوم در واقعات
از ہجرت (۳) باب سوم در وقائع سال دوم
(۴) در اموریکہ در غزو بدر واقع بود
سال سوم از ہجرت (۶) باب ششم در
پنجم (۷) باب ہشتم (یہاں کتابت کی غلطی ہے
ہفتم کے ہشتم لکھا ہوا ہے) دربیان وقائع
ہجرت (۸) باب ہشتم در وقائع سال
(۹) باب یازدھم (یہاں بھی کتابت کی غلطی ہے
نہم کے یازدھم لکھا ہوا ہے) در واقعات
(۱۰) باب نہم (یہاں بجائے دھم کے نہم
در وقائع سال نہم از ہجرت

یازدهم کے دہم لکھا ہوا ہے) در وقائع سال دہم از ہجرت (۱۲) باب یازدہم (بجائے دوازدہم کے یازدہم لکھا ہے) در وقائع سال یازدہم از ہجرت (۱۳) خاتمۃ الکتاب (اس میں دو باب ہیں) باب اول در معجزات عقلیہ (۱۴) باب دوم در معجزات حسیہ - ابواب کی بے ترتیبی کا تذکرہ مسٹر ریو (RIEU) نے بھی (Catalogue of the Persian Manuscripts) میں کیا ہے - ان کے پاس بھی جتنے نسخے ہیں ان سب میں یہ خامی مشترک ہے -

خاتمۃ الکتاب کے بعد مولف نے اپنی نظم کردہ ایک مثنوی مناجات شامل کر دی ہے جسکا پہلا شعر یہ ہے -

خدا وندا کریما کردگارا   توئی پروردگار بے مدارا

اور آخری شعر یہ ہے -

من درویش را در ہر دو عالم   توئی مقصود بس واللہ اعلم

اس مثنوی مناجات میں کل سو اشعار ہیں - ان اشعار میں شاعر کا سوز دروں اور جذبۂ صادق پوری طرح جھلک رہا ہے - شاعر نے اپنا تخلص معینی بتلایا ہے -

مولانا معین بن حاجی محمد الفراہی بنیادی طور پر واعظ ہیں - وہ تقریباً تیس پینتیس سال ہرات کی مسجد میں ہر جمعہ کو وعظ فرماتے رہے اور اس دوران انہوں نے حدیث کا مطالعہ جاری رکھا - معارج النبوۃ در حقیقت ان کے تیس سالہ مطالعہ حدیث کا نچوڑ ہے - ربیع الاول ۸۹۱ھ میں انہوں نے سیرت پاک کے جستہ جستہ واقعات

کو جمع کرنا شروع کیا - جسے اس دور کے علماء نے
بہت پسند کیا - اہل علم کی قدر دانی مولف کے ذوق
تالیف کے لیے مہمیز ثابت ہوئی اور انہوں نے اس کتاب
کو مرتب کر دیا - مولف چونکہ واعظ ہیں اس لیے
ان کی نگاہیں ان روایات پر زیادہ اٹکتی ہیں جن سے گرمی
محفل پیدا ہوا کرتی ہے - ظاہر ہے کہ ایسی ساری
روایات جرح و تعدیل کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی ہیں-
لہذا کتاب میں چند ضعیف و موضوع روایات بھی شامل
ہو گئی ہیں - لیکن چونکہ مناقب کی روایات کو احکام
کی روایات کے معیار سے نہیں جانچا جاتا اور مناقب میں
محدثین نے کسی قدر تسامح سے کام لیا ہے اس لیے مولف
کو رعایت دینی چاہیے -

خاتمة الکتاب میں مولف نے لکھا ہے کہ اس کی خواہش
تھی کہ سیرت پاک کی اس کتاب کے بعد سیرت الخلفاء
اور سیرت الائمہ پر ایک کتاب مرتب کرے لیکن احباب
نے اصرار کر کے اس کام سے باز رکھا اور مجبور کیا کہ
اپنی تفسیر بحرالدرر (جسکے لیے مصنف نے پینتیس سال
سے مواد جمع کر رکھا تھا) کو مکمل کرے - ناچار
اس کام میں لگنا پڑا اور سابقہ منصوبے کو خیرباد
کہدیا -

مولانا معین بن حاجی محمد الفراہی مولانا شرف الدین
حاجی محمد کے صاحبزادے ہیں - ان کے والد اپنے دور
کے مانے ہوئے فقیہ تھے - مولانا معین الدین کے بڑے

بھائی نظام الدین محمد عرصہ دراز تک ہرات کے قاضی رہے - ان کی وفات ۹۰۰ھ میں ہوئی -
بھائی کی وفات کے بعد مولانا معین اس منصب پر فائز ہوئے لیکن ایک سال کام کرنے کے بعد انہوں نے اس عہدے سے استعفیٰ دیدیا - مولانا معین الدین میدان خطابت کے شہسوار اور علمی و تحقیقی ذوق کے حامل تھے اسلیے انہیں قضا کا عہدہ پسند نہیں آیا - وہ بڑے متقی - صاحب دل اور جری آدمی تھے - انہوں نے اپنے خطبات جمعہ کے ذریعہ عوام کے دلوں کو موہ لیا - اور اپنی پوری زندگی خلق خدا کی اصلاح اور اعلائے کلمۃ الحق میں لگا دی - ۹۰۷ھ میں ان کی وفات ہوگئی -

المراجع :

1. Catalogue of the Persian Manuscripts
By Rieu.

ف
۲۹۷ع۶
عط - ت

تذکرۃ الاولیاء

(مخطوطہ نمبر ۲۴۷)

تصوف ، فارسی

۱- **تقطیع** : طول ۹ انچ ، عرض ۶ انچ .
۲- **اوراق** : ۱۴۷ ورق ، ۲۹۴ صفحات ، ۱۴ سطریں .
۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : نا معلوم .

۵- **مولف** : فرید الدین عطار المتوفی ۶۲۲ھ .

۶- **آغاز** : و اگر کسی در خود دماغی دارد و آن بروسی فرو شکنند .

۷- **اختتام** : چون مرد جملہ حاضر بودند گفتند یا شیخ کہ برجای تو نشیند و برجبہ تو سخن گوید ـ ـ ـ ـ ـ ـ

۸- **کیفیت** : زیر نظر مخطوطہ ناقص الطرفین ہے ۔ اس لیے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس کا کاتب کون ہے یا سن کتابت کیا ہے ۔ اگرچہ کتابت صاف ہے لیکن اغلاط سے پر ہے ۔ بالخصوص عربی عبارتوں کی کتابت میں فاش غلطیاں ہیں۔ کاغذ کی بوسیدگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ گیارھویں صدی میں لکھا گیا ہے مخطوطہ میں آخری تذکرہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے ۔ تذکرۃ الاولیاء حضرت فریدالدین عطار کی مایہ ناز اور معروف تالیف ہے ۔ اس میں آپ نے ابتدائی تین صدیوں کے اکابرین اولیاء اللہ کے تذکرے تحریر فرمائے ہیں ۔ تذکروں میں ایک قابل اعتناء بات یہ ہے کہ آپ نے ان بزرگوں کے سوانح سے چنداں تعرض نہیں فرمایا ہے بلکہ ان کے اقوال ، عبادات ، زہد و قناعت صبر و شکر اور کرامات کا تذکرہ کیا ہے ۔ مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مابعد کے ادوار کے صوفی جنہیں اپنی عبادت پر ناز ہو ان بزرگان دین کے حالات کو معلوم کرکے اپنے دماغ سے احساس برتری نکال دیں اور انہیں پتہ چل جائے کہ اسلاف زہد و ورع

میں کتنے غنی اور وہ خود کتنے مفلس ہیں - یہ بھی غرض ہے کہ ان بزرگوں کے پاکیزہ حالات سن کر دل کو تقویت ہو - اور رجوع الی اللہ پیدا ہو - یہ بھی مقصد ہے کہ صالحین کے ذکر سے رحمت نازل ہو ان حالات کو سن کر قلب میں نرمی اور عزائم میں رسوخ پیدا ہو اور پھر سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ ان بزرگوں کا ذکر خیر کر کے مولف یہ چاہتا ہے کہ ان کی محبت کے طفیل قیامت کے دن ان کی معیت بھی حاصل ہو وذلک ھوالفوز العظیم ۔ مولف کی پاک نیتی اور پاک نہادی کی وجہ سے اس کتاب کو عام مقبولیت حاصل ہوئی - اور آج تک عوام و خواص میں یکساں طور پر قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے -

خواجہ فرید الدین عطار کا اصلی نام محمد اور لقب فریدالدین تھا - ان کے والد اسحاق بن ابراھیم عطاری کا پیشہ کرتے تھے - باپ کی وفات کے بعد عطار نے بھی وہی پیشہ اختیار کیا اس لیے عطار کے لقب سے مشہور ہوئے - (شعرالعجم جلد ۲ صفحہ ۹) ان کی ولادت اور وفات کی تاریخوں کا تعین قطعیت سے نہیں کیا جا سکتا - بقول دولت شاہ ان کی ولادت ۵۱۳ھ/۱۱۱۰ء میں ہوئی- اور عام خیال ہے کہ مغلوں کے ہاتھوں ان کی شہادت ہوئی تاریخ وفات ۶۲۷ھ/۱۲۳۰ء بتلائی گئی ہے اس روایت کو اگر درست مان لیا جائے تو ان کی عمر ایک سو چودہ سال بنتی ہے - اس قول کی تائید مولانا

جامی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ عطار نے مولانا روم کے والد سے اس وقت ملاقات کی جبکہ وہ مولانا روم کے ہمراہ بلخ سے ۶۱۸ھ میں ہجرت کر کے جا رہے تھے اس وقت عطار نے اپنی مثنوی اسرار نامہ مولانا روم کی نذر کی تھی۔

(The Encyclopeadia of Islam ,Vol. I, P. 752)

خواجہ عطار نے جوانی کے زمانے میں اپنے والد کے مرشد قطب الدین حیدرؒ سے اکتساب فیض کیا اور انہیں کی نگرانی میں راہ سلوک طے کی۔ روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے دنیوی مشاغل بھی جاری رہے اور پیشہ طبابت سے متعلق رہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

بہ دارو خانہ پانصد شخص بودند
کہ در ہر روز نبضم می نمودند

(ادب نامہ ایران مرزا مقبول بیگ بدخشانی صفحہ ۱۰۴)

خواجہ صاحب نے بہت سارے ملکوں کی سیاحت کی اور ہر علاقے کے اکابر اولیاء سے استفادہ کیا لیکن خرقۂ فقر آپ نے مجدالدین بغدادیؒ سے حاصل کیا۔ (شعرالعجم)

خواجہ صاحب کی طبیعت میں بلا کی روانی تھی۔ انداز بیان اتنا سلیس اور سادہ تھا کہ ان کے اشعار دل میں اتر جاتے ہیں۔ اس لیے نقادان فن نے ان کو صوفیانہ شاعری کے اساطین میں شمار کیا ہے۔ مولانا روم نے ان الفاظ میں انکی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔

ہفت شہر عشق را عطار گشت
ماہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

من آن ملای رومی ام کہ از نطقم شکر ریزد
و لیکن در سخن گفتن غلام شیخ عطارم

شیخ محمد شستری جو خود بہت بڑے صوفی شاعر تھے فرماتے ہیں ۔

مرا از شاعری خود عار آید
کہ درصد قرن چوں عطار ناید

خواجہ علاء الدولہ سمنانیؒ جو اکابر صوفیاء میں تھے فرماتے ہیں ۔

سرے کہ در درون دل مرا پیدا شد
از گفتہ عطار و ز مولانا شد

(بحوالہ تاریخ ادبیات ایران ڈاکٹر رضا زادہ شفق صفحہ ۱٦۰) ۔

اس میں شک نہیں کہ عطار سے پہلے سنائی نے صوفیانہ رنگ میں اشعار کہے لیکن جو سوز و گداز اور نغمہ وحدت عطار کے کلام میں ملتا ہے وہ سنائی کے یہاں کہاں ؟ مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ عطار نے تقریباً ایک لاکھ اشعار چھوڑے ہیں ۔ علاوہ چالیس ہزار اشعار پر مشتمل ایک دیوان کے عطار نے مندرجہ ذیل تصنیفات چھوڑی ہیں ۔

(۱) اسرار نامہ (۲) منطق الطیر (۳) اشتر نامہ
(۴) بلبل نامہ (۵) گل و خسرو (٦) الہی نامہ
(۷) مصیبت نامہ (۸) جواہر الذات (۹) وصیت نامہ
(۱۰) حیدر نامہ (۱۱) سیاہ نامہ (۱۲) مختار نامہ
(۱۳) ہفت وادی (۱۴) حلاج نامہ (۱۵) کنزالحقائق

(۱۶) کنز مخفیہ (۱۷) لسان الغیب (۱۸) منصور نامہ
(۱۹) مفتاح الفتوح (۲۰) مظہر العجائب (۲۱) پند نامہ
(۲۲) ولد نامہ (۲۳) تذکرۃ الاولیاء وغیرہ وغیرہ۔

(An Oriental Biographical Dictionary by Beale, P. 29)

دولت شاہ سمرقندی نے آپ کی وفات کے بارے میں لکھا ہے کہ ــ خواجہ عطار نیشا پور کے قتل عام میں تاتاریوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے ایک تاتاری نے چاہا کہ آپ کو قتل کرے۔ اس کا ساتھی کہنے لگا کہ اس بوڑھے کو نہ مارو میں تمہیں اس کے عوض ایک ہزار درھم دونگا۔ چنانچہ اس نے قتل کا ارادہ ترک کر دیا خواجہ عطار نے کہا کہ ایک ہزار کے عوض مجھے نہ بیچنا میری قیمت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ پاس ہی سے کوئی شخص بولا کہ اس بوڑھے کے خون بہا کے طور پر ایک توبڑہ گھاس تو میں بھی دے سکتا ہوں۔ اس پر عطار نے کہا کہ اس قیمت پر مجھے بیچ دو کیونکہ میری قیمت اس سے بھی کم ہے خواجہ عطار کے اس طرز گفتگو کو وہ جاہل تاتاری تمسخر سمجھا اور برافروختہ ہو کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ آپ کا سر دھڑ سے جدا ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۷ھ میں پیش آیا۔ مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ اس مغل کو بعد میں جب خواجہ صاحب کی عظمت کا پتہ چلا تو وہ اپنے کئے پر سخت نادم ہوا۔ توبہ کی اور ساری عمر حضرت خواجہ کے مزار مبارک کی مجاوری میں بسر کر دی۔

المراجع :
1- The Encyclopeadia of Islam, Vol. I
2- An Oriental Biographical Dictionary by Beal
3- Catalogue of the Persian Manuscripts by Rieu
4- شعرالعجم ، جلد ۲ شبلی
5- ادب نامہ ایران، مرزا مقبول بیگ بدخشانی
6- تاریخ ادبیات ایران ، ڈاکٹر رضا زادہ شفق

تنبیہ الغافلین

ع
۲۹۷ء۶
ابو ـ ت

(مخطوطہ نمبر ۷۱)

تصوف ، عربی

۱- تقطیع : طول ساڑھے دس انچ ، عرض آٹھ انچ .

۲- اوراق : ۱۶۸ ورق ، ۳۳۶ صفحات ، ۲۱ سطریں .

۳- خط : بہار .

۴- کاتب : کاتب کا نام درج نہیں ہے - سن کتابت ۷۹۹ھ مذکور ہے .

۵- مولف : ابوالليث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ مطابق ۹۸۳ع .

۶- آغاز : الحمد لله الذی هدانا لکتابه و فضلنا علی سائرالامم باکرم انبیائه .

۷- اختتام : وقد وقع الفراغ من تحریر هذا الكتاب الوجیز فی یوم الاحد وقت الضحی الثامن عشر من شهرالمبارک عمت

میامنه سنة سبع و تسعین و تسعمائة .

۸- **کیفیت :** یہ مخطوطہ تقریباً چار سو سال پرانا ہے اور خط نسخ (بہار) میں لکھا گیا ہے ۔ کاغذ اگرچہ بہت پرانا ہے لیکن اس کو مزید بوسیدگی سے بچانے کے لیے صفحات کے کنارے کنارے مضبوط کاغذ لگا دیا گیا ہے ۔ آخیر کے تقریباً ڈیڑھ صفحات غائب ہیں ۔ کتاب تنبیہ الغافلین اس عبارت پر ختم ہو جاتی ہے ۔ وقد نصبت له الزبانية الكلاليب و صارت الارض كالجمرة و تحتوشه الزبانية فيطعنونه بالكلاليب فيكون فى النزع والعذاب الى ماشاء الله ويقال لادم .

اس کے بعد تیسویں پارے کی چند آخری سورتوں کی مختصر تفسیر درج ہے ۔ تفسیری حصہ سورۂ کوثر سے شروع ہو کر سورۂ فلق پر اختتام پذیر ہوا ہے ۔ تفسیری حصہ بھی غالباً ابو اللیث سمرقندی کا تالیف کردہ ہے۔ لیکن تفسیر میں نہ تو کوئی ندرت ہے اور نہ تفسیری مباحث اسے ایک طرح کا توضیحی نوٹ کہا جا سکتا ہے ۔ کتاب تنبیہ الغافلین مواعظ کی کتاب ہے .

حالات مولف ۔ ابواللیث سمرقندی کا نام نصر بن محمد بن ابراهیم ہے ۔ آپ امام الهدیٰ کے لقب سے مشہور ہوئے ۔ آپ کا شمار چوتھی صدی ہجری کے مشاهیر علمائے حنفیہ میں ہوتا ہے ۔ فقہ ، حدیث اور مواعظ میں آپ مہارت تامہ کے مالک تھے ۔ تصوف آپ کی طبیعت میں رچا بسا ہوا تھا ۔ آپ کی تصانیف نے مشرق و مغرب میں شہرت

پائی - راجح قول یہی ہے کہ آپ کی وفات ۳۷۳ھ میں ہوئی - ویسے بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا سال وفات ۳۷۵ھ ، ۳۸۳ھ اور ۳۹۳ھ بھی نقل کیا ہے ۔

آپ نے امام ابو جعفر الهندوانی کی خدمت میں تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد مسند درس و ارشاد پر متمکن ہوئے ۔ آپ کی تفسیر ''تفسیرالقرآن'' کے نام سے ۱۳۱۰ میں مصر میں طبع ہوئی ۔ اس کا ترجمہ ترکی زبان میں ابو العباس بن عرب شاہ نے ۸۷۴ھ میں کیا ہے ۔ کتاب تنبیہ الغافلین اور بستان العارفین تصوف اور مواعظ کے موضوع سے متعلق ہیں اور یہ دونوں کتابیں کئی بار طبع ہو چکی ہیں ۔ اسی طرح علامہ ابواللیث کی کتاب عقیدہ بھی ۱۸۸۱ ع میں محمد بن عمرالنوری کی شرح کے ساتھ قطرالغیث کے نام سے طبع ہو چکی ہے ۔ اس کتاب کا طابع (A.W.T. Juynboll) ہے ۔ ان کے علاوہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں :

۱۔ خزانة الفقه ۔ حنفی فقہ کے مہمات مسائل کا مجموعہ ۔

۲۔ مختلف الروایة ۔ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے ان کا مجموعہ ۔

۳۔ المقدمة فی الصلوة نماز کے ارکان و واجبات کا تذکرہ ۔

۴۔ العقیدہ ۔ سوال و جواب کی شکل میں اساسی عقائد کا بیان ۔

۵۔ فضائل رمضان ۔

٦- عیون المسائل وفتاوٰی ابی اللیث کا مجموعہ۔
۷- دقائق الاخبار فی بیان اھل الجنۃ و احوال النار۔
۸- شرعۃ الاسلام۔
۹- رسالۃ فی اصول الدین۔

مذکورہ بالا تصنیفات میں اکثرتا ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔

المراجع : ۱- دائرۃ المعارف صفحہ ۱۰۱ المجلد الخامس (بیروت)۔
۲- The Encyclopaedia of Islam, New Edition, Vol. I, p. 137.

راحت القلوب

(مخطوطہ نمبر ۲۵ الف)

فارسی ، تصوف ، (نثر)

۱- **تقطیع** : طول چھ انچ ، عرض ساڑھے تین انچ۔
۲- **اوراق** : ٦۲ ورق ، ۱۲۴ صفحات ، ۱۵ سطریں۔
۳- **خط** : نستعلیق۔
۴- **کاتب** : وزیر علی (تاریخ کتابت درج نہیں ہے)۔

ترقیمہ کاتب

"باتمام رسید نسخہ راحت القلوب بتاریخ یازدھم شہر ذی الحجہ بدستخط الضعیف النحیف فقیر حقیر وزیرعلی ساکن بلدۂ مبارک سورت در حضرت اجمیر از کتاب خانہ

سیادت و ولایت پناہ سید عماد الدین از فرزندان حضرت
خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز بنیاز گارے
این نسخہ مرحمت فرمودند ازان نقل گرفتہ شد۔"

۲۰۲۳

۴۔ مرتب : حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین بدایونی۔
تصنیف : حضرت شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج۔

۶۔ آغاز : الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ بدانکہ این جواہر گنج الہام ربانی و این ز واہر علوم سبحانی از زبان دربار و لفظ گوہر نثار حضرت سلطان المشائخ والاولیاء شیخ الشیوخ قطب العالم غوث الاعظم ۔

۷۔ اختتام : نہ ایم آمدہ از پئے دل خوشی
مگر از پئے رنج و محنت کشی
یکے را در آرد بہنگامہ تیز
دگر را بہنگامہ گوید کہ خیز
نظامی سبک باش یاران شدند
تو ماندی بغم غمگساران شدند

۸۔ کیفیت : یہ مخطوطہ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کے ملفوظات کا مجموعہ کہا جاتا ہے ۔ جسے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت اقدس میں باریاب ہو کر مرتب فرمایا ہے ۔ زیر نظر مخطوطہ ۱۵ رجب اور چہار شنبہ ۶۵۵ھ کی پہلی مجلس سے شروع ہو کر مورخہ ۲ ربیع الاول ۶۵۵ھ کی آخری مجلس پر

اختتام پذیر ہوتا ہے - مختلف مجالس کی تاریخوں کے اندراج میں کتابت کی غلطیاں ہیں - مثلاً گیارہویں ، بارہویں ، تیرہویں ، پندرہویں ، سولھویں اور انیسویں مجلسوں کی تاریخ ۷۵۵ھ دی گئی ہے جو غلط ہے - اس لیے کہ بقول صاحب سیرالاولیاء اور اخبارالاخیار حضرت شکرگنج رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات ۶۶۴ھ ہے ۔

اگرچہ راحت القلوب کے مرتب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ہیں - لیکن چونکہ اس کے سارے مطالب بلکہ اکثر الفاظ بھی حضرت فرید الدین شکرگنج کے ہیں - اس لیے محققین نے اس کتاب کو بابا فرید کی تصنیفات میں شمار کیا ہے - لیکن بعض نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے اور اس انتساب کی صحت کو مشتبہ قرار دیا ہے -

راحت القلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے اپنی کتاب پاکستان میں فارسی ادب ''کے صفحہ ۳۰۳ پر لکھا ہے'' یہ کتاب عقائد و آراء یا واقعات کا یادداشت نامہ ہے - اس کو شیخ فرید کے مرید اور خلیفہ نظام الدین اولیاء نے مرتب کیا - راحت القلوب نام رکھا - یہ گویا ایک قسم کی ڈائری ہے - مولف نے گیارہ رجب ۶۵۵ھ سے لے کر آخر صفر ۶۵۶ھ تک کی مختلف مجالس کا حال لکھا ہے''-

غالباً ڈاکٹر صاحب موصوف کے پیش نظر پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا جو مخطوطہ تھا - اس میں پہلی مجلس کی تاریخ گیارہ رجب ۶۵۵ھ درج ہے - اسی طرح آخری مجلس کی تاریخ آخر ۶۵۶ھ ہے - برخلاف اس کے زیر نظر مخطوطہ ۱۵ رجب ۶۵۵ھ کی مجلس سے شروع ہوتا ہے

اور اس میں اختتامی مجلس کی تاریخ ان الفاظ میں مندرج ہے - ''بتاریخ دوئم ماہ ربیع الاول سنہ خمس و خمسین و سبعمائۃ'' لفظ سبعمائۃ کاتب کا سہو ہے - صحیح ستمائۃ ہے - اس عبارت سے سمجھ میں آتا ہے کہ آخری مجلس ۲ ربیع الاول ۶۵۵ھ کو ہوئی نہ کہ ۷۵۶ھ کو (جیسا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے تحریر فرمایا ہے) -

کتاب راحت القلوب علمی اور تاریخی حیثیت سے ایک بلند پایہ تصنیف ہے - علمی اعتبار سے اس لیے کہ حضرت فرید شکر گنج کے اکثر و بیشتر ارشادات مدلل ہیں اور ان کو بیان فرماتے ہوئے حضرت نے اہم صوفیائے کرام کی تصنیفات کا حوالہ دیا ہے اور تاریخی اعتبار سے اس لیے کہ حضرت شکرگنج کے حالات کو جاننے کے لیے خواجہ نظام الدین اولیاء کی مرتب کردہ کتاب سے بڑھ کر اور کون سی کتاب ثقہ ہو سکتی ہے ؟

حالات مصنف: اسم گرامی مسعود فرید الدین لقب اور شکرگنج کے نام سے مشہور ہیں - آپ کے والد ماجد کا نام شیخ جمال الدین سلیمان تھا جن کا سلسلہ نسب آٹھ واسطوں سے فرخ شاہ والیٔ کابل اور تئیس واسطوں سے حضرت عمر بن الخطاب تک پہنچتا ہے (پاکستان میں فارسی ادب صفحہ ۳۰۸) بقول ڈاکٹر ظہور الدین احمد آپ کی ولادت کھوتو وال میں جو پاکپٹن اور مہاراں شریف کے درمیان واقع ہے ۵۶۹ھ کو ہوئی - آپ کے والد شہاب الدین غوری کے زمانے میں افغانستان سے آئے

(فلسفیان اسلام ڈاکٹر برق صفحہ ۲۹۳) آپ نے اپنی تعلیم کی تکمیل ملتان میں کی اور اعلی تعلیم کے لیے قندھار تشریف لے گئے - تحصیل علم کے بعد غزنی، بغداد، بدخشاں اور بخارا کی سیاحت فرمائی - دوران سیاحت آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، سیف الدینؒ باخزری، سعدالدین حمویؒ، شیخ اوحدالدین کرمانیؒ - جیسے اکابر اولیاء کی پاکیزہ صحبتوں سے فیض حاصل کیا - واپسی پر آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ کاکی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہیں کی نگرانی میں سلوک کے منازل طے فرمائے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا - چونکہ بارہا آپ کی کرامت سے خاک یا نمک، شکر میں تبدیل ہوگئے - اس لیے آپ کو شکرگنج کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے - (An Oriental Biographical Dictionary by Beale, p. 129). حضرت بابا صاحب نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی پیشین گوئی کے بموجب کہ "بابا قطب الدین شاہبازی عظیم در دام آوردی کہ بجز سدرۃ المنتہی آشیانہ نگیرد" - اعلی روحانی مدارج و کمالات حاصل کیے - آپ نے سخت ترین مجاہدے کیے اور نفس کشی کے لیے بہت سی مشکلات برداشت کیں - دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں آپ کے دربار میں آیا کرتی تھیں لیکن آپ نے ہمیشہ ان سے استغنا برتا - آپ قائم اللیل اور صائم الدھر تھے اور طریقت کے ساتھ ساتھ شریعت کے احکام کی سختی سے

پابندی فرماتے۔ فقہی مذاہب میں آپ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک پر کاربند تھے اور اس کو دیگر تمام مسالک سے افضل تصور فرماتے تھے ۔ بقول (Beale P. 129) آپ کی وفات ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ روز شنبہ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۲۶۵ء کو ۹۷ سال کی عمر میں اجودھن میں ہوئی ۔ وفات کی شب آپ پر بار بار ضعف کے باعث بیہوشی کا غلبہ ہوتا تھا ۔ یہاں تک کہ آپ نے عشا کی نماز تین مرتبہ ادا کی ۔ بالآخر زبان مبارک پر یا حی یا قیوم کا کلمہ آیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی ۔ (پاکستان میں فارسی ادب صفحہ ۱۰۳) آپ کا مقبرہ پاکپتن میں آج تک مرجع عوام و خواص ہے ۔

مراجع :

۱۔ An Oriental Biographical Dictionary by Beale.

۲۔ پاکستان میں فارسی ادب مصنفہ ڈاکٹر ظہورالدین احمد ، مطبوعہ یونیورسٹی بک ایجنسی ، لاہور ۔

۳۔ فلسفیان اسلام ۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق ، مطبوعہ شیخ غلام علی ، لاہور ۔

رسالہ ایمان و یقین

(مخطوطہ نمبر ۲۵۰)

تصوف ، عربی

۱۔ **تقطیع** : طول سات انچ ، عرض چار انچ ۔

۲- **اوراق** : سات ورق ، چوده صفحات .

۳- **خط** : نسخ .

۴- **کاتب** : نا معلوم .

۵- **مولف** : نا معلوم .

۶- **آغاز** : سلام علیک و قلبی لدیک ایها المومن الا من الخائف الراجی سلک الله بک سبیل المومنین الموقنین العارفین .

۷- **اختتام** : تم کلامه القدسیة قدس الله تعالی سره الصفیه رزقنا الله ولجمیع المومنین الموقنین هذه النعمة العظمیٰ بحرمة محمد المصطفیٰ صلی الله علیه وآله و صحبه وسلم .

۸- **کیفیت** : زیر نظر مخطوطه غالباً کسی ولی کا مکتوب ہے جسے انہوں نے اپنے کسی مسترشد کی طرف لکھا ہے۔ نہایت نفیس پیرایۂ بیان میں حقیقت ایمان ، حقیقت محمدیہ ، توحید وجودی، صفات خداوندی ، مدارج یقین ، حقیقت اسمائے الٰہی ، الفرق بین العبد والمعبود، فنا و فناء الفناء ، تبتل و انزواء ،اور مسامرات روحیہ جیسے دقیق مسائل پر بحث کی گئی ہے ۔

عبارت نہایت سلیس اور رواں ہے ۔ ہاں مطالب بڑے بلند و وقیع ہیں ۔ جگہ جگہ آیات قرانی اور احادیث نبوی سے استشہاد کیا گیا ہے ۔ تمام آیات و احادیث پر سرخ نشان لگا دیا گیا ہے ۔ تاکہ مصنف کی عبارت سے ممتاز رہیں ۔

اگرچہ مخطوطہ پر تاریخ کتابت اور کاتب کا نام مرقوم نہیں ہے لیکن اندازہ ہے کہ یہ غالباً بارہویں صدی

ہجری میں لکھا گیا ہے ۔ کاغذ ، حرف ، روشنائی ہر چیز اچھی حالت میں ہے ۔ اس مخطوطہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ''خیرالکلام ما قل ودل'' کی مثل اس پر صادق آتی ہے ۔ مسائل تصوف کے بحر بے پایاں میں غواصی کرنے والوں کے لیے یہ ایک نادر الوجود علمی سرمایہ ہے ۔

افسوس ہے کہ باوجود تلاش بسیار صاحب رسالہ کے نام کا پتہ نہیں چل سکا ۔

ف
٢٩٧ء٦
عبد ۔ ر

رسالہ رموزات

مخطوطہ (نمبر ٢٥ ب)

فارسی ۔ تصوف ۔ نثر

١۔ **تقطیع** : طول چھ انچ ، عرض ساڑھے تین انچ .
٢۔ **اوراق** : ٢٣ ورق ، ٤٦ صفحات ، ١٣ سطری کرم خوردہ .
٣۔ **خط** : نستعلیق .
٤۔ **کاتب** : محمد وزیر . ١١٣٠ھ.

ترقیمہ کاتب

''تمت تمام شد بتاریخ دہم شہر دی الحجہ ٦ بروزچہارشنبہ روز عیدالضحیٰ بوقت چاشت در شہر اسلام سانبھر نام در عہد محمد شاہ پادشاہ مطابق ١١٣٠ ہجری النبوی رسالہ رموزات من تصنیف عبد جلیل رحمتہ اللہ غفرلہ کاتبہ و مالک محمد وزیر ساکن بلدہ مبارک سورت والسلام

والا کرام ."

۵- **مصنف** : عبد جلیل .

٦- **آغاز** : الحمد لله علی صانع القدرة والتحیات علی رافع العزة والثناء علی مبین الکثرة والاستعانة علی صاحب الصنعۃ .

۷- **اختتام** : پرسید کہ اے سیاحی از کجا تا کجا گردی و تا یکجا رسیدی سیاحی جوابش داد و گفت چون از ملک عدم سیر کردہ آمدہ ام بولایت لا رسیدم ہر چند کہ گشتم بار بملک لا آمدم .

۸- **کیفیت** : فارسی زبان کا یہ مخطوطہ تصوف کے اسرار پر مشتمل ہے ۔ مصنف نے رسالہ کے آغاز ہی میں واضح کر دیا ہے کہ وہ چار منازل یعنی (۱) شریعت (۲) طریقت (۳) حقیقت و (۴) معرفت کی کنہیات پر بحث کرے گا ۔ سب سے پہلے اس نے شریعت کی تعریف کی اور اس کے بعد اس کے ارکان پنجگانہ کی صوفیانہ تشریحات پیش کی ہیں ۔ رموز ششم میں طریقت کی تعریف کی ، رموز ہفتم میں حقیقت کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات بیان کی ہیں ، رموز ہشتم میں مصنف نے معرفت کی اصل حقیقت سے بحث کی ہے اس کے بعد کے رموزات میں عالم ناسوت ، جبروت ، ملکوت ، لاہوت وغیرہ کو زیر بحث لائے ہیں ۔ آگے چل کر مصنف نے رموز کے عنوان کے تحت مختصر جملوں میں ایمان ، توحید ، شرک ، کفر ، حضوری ، غفلت ۔ طلب ، دید ، یافت ۔ عبودیت ، مستی ، فنائیت کے مدراج ، عشق ، نفس ، قلب ، روح ، بہشت ، دوزخ ،

قیامت ، خلوت ، مراقبہ ، مشاہدہ ، مجاہدہ ، تقویٰ ہمت ، صلاحیت ، مسکنت ، رضا ، استقامت ، اخلاص ، شکر ، صبر ، توکل ، تجرید ، تفرید وغیرہ کی حقیقتوں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے ۔ بعض جملے تو ایسے خوبصورت اور جامع ہیں کہ انھیں دریا بکوزہ قرار دیا جاسکتا ہے جیسے: "ہر کہ را نظر بر مراد باشد از دریائے مراد جرعۂ بچشیدہ باشد ۔ خلق را با خالق دیدن شرک است و اخلاص آنست کہ بے شرک باشی ۔ نفی و اثبات از وجوداست چوں وجود رفت ہیچ نیافت ۔ طالبے سالہا در طلب حق بود چوں حق را شناخت نامش گرفتن غیرت آمد ۔ از خود کفر کردم چوں بخود آمدم شرک دیدم چوں از ہر دو رفتم آرام یافتم ۔ ہر چہ می دیدم نابینا بودم چوں ہیچ ندیدم بینا شدم ۔ اے جان من ہرچہ یقین میکردم احول بودم چوں از یقین رفتم راست شدم ۔ بدانکہ حجرہ نشستن این است کہ از خود ہجر کند نہ در چہار دیواری خود را حبس کند" غالباً یہ رسالہ غیر مطبوعہ ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ تصوف کے اسرار میں یہ ایک وقیع تصنیف قرار دی جا سکتی ہے ۔ اگرچہ اس کتاب کے مصنف کی شخصیت کسی قدر غیر معروف ہے لیکن تصنیف سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کوئی صاحب حال شخص تھا جس نے حقائق کو واردات قلبی کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کی ہے ۔ اور اشاروں کنایوں میں کچھ نہ کہتے ہوئے بہت کچھ کہہ گیا ہے ۔ اہل ذوق حضرات کے لیے یہ رسالہ گنج معانی ہے ۔

رسالہ معرفة

(مخطوطہ نمبر ۵۹ ب)

(تصوف عربی)

۱- تقطیع : طول نو انچ ، عرض چھ انچ .

۲- اوراق : ۲ ورق ، ۴ صفحات ، ۱۸ سطرین .

۳- خط : نستعلیق .

۴- کاتب : محمد محکم الدین ۱۳۰۵ھ .

۵- مولف : نور الدین علی بن سلطان محمد الھروی الحنفی المعروف
بالقاری .

ترقیمہ کاتب

تمت بعون اللہ فی وقت الظھر بعدالصلواة یوم الثلاثاء ثالث
عشر من شھر رجب من ید احقرالا آدمیین عبدہ محکم الدین
غفراللہ لہ ولوالدیہ مع جمیع المومنین بحرمة خاتم النبین ،
آلہ و اصحابہ اجمعین سنتہ الف و ثلاث ماة و خمس من
ہجرة المھاجرین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

۶- آغاز : الحمد للہ الذی زین جید وجودنا بنور الایمان و عین
شھودنا بطھور الایقان و ابرزلنا جواھر زواھر القرآن ،
اظھر لنا در رغرر الفرقان ۔

۷- اختتام : فان الموجد قدیم والموجد حادث فکیف یتصور ان یکون
المخلوق عین الخالق ولسیتو یا فی مراتب الحقائق
والغریب انھم اخذ و العنیبة من آیة المعیة وقد ابتلی

طائفة من الحادية والاتحادية فی هذہالبلية وقد اوضحت هذه القضية فی رسالتی المسماة بالمرتبة الشهودية فی المنزلة الوجودية والله اعلم ۔

۱۰۔ **کیفیت :** اس مختصر سے رسالہ میں مصنف نے ان لوگوں کی بڑی شد و مد سے تردید کی ہے جو وحدت الوجود یا خالق و مخلوق کے درمیان نسبت عینیت کے قائل ہیں۔ مصنف نے خصوصیت کے ساتھ علامہ ابن عربیؒ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان کے خیالات و عقائد کو کفریات سے تعبیر کیا ہے ۔ مصنف نے سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ موجد (بالکسر) جو قدیم ہے موجد (بالفتح) جو کہ حادث ہے کا عین کیسے ہو سکتا ہے ۔ مصنف کے خیال میں آیات معیت سے وحدت الوجودی حضرات دھوکہ کھا گئے ہیں ۔

رسالہ لمعان فی شرب الدخان کے سلسلے میں مصنف کے حالات کی طرف رجوع کیا جائے ۔

کتب المراجع : ۱۔ خلاصة الاثر المحبی ۔

۲۔ فہرست المخطوطات (القاهره) ۔

ف
۲۹۷،۶
خا ۔ ر

ریشی نامہ

(مخطوطہ نمبر ۳۴ ب)

تصوف ، فارسی

۱۔ **تقطیع :** طول سات انچ ، عرض ساڑھے چار انچ ۔

۲- اوراق : ۸ ورق ، ۱٦ صفحات ، ۱۴ سطریں ۔

۳- خط : نستعلیق ۔

۴- کاتب : نامعلوم ۔

۵- مولف : داؤد بن حسن خاکی ۹۹۴ھ ۔

٦- آغاز : ایں رسالہ مسمی است ''بریشی نامہ'' دربعضے خصلتہائے جماعتے از زاہدان کشمیر کہ باسم ریشی لقب یافتہ اند ۔

۷- اختتام : چوں دریں نسخہ صفات ریشیاں مذکور شد
پس بریشی نامہ‌نامش خوش بود اے نیک فال

۸- کیفیت : اس مخطوطے کے آخری صفحات غائب ہیں ۔ اس لیے نہ کاتب کا پتہ چل سکا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ یہ کس سن میں لکھا گیا ہے اندازہ ہے کہ تقریباً تین سو برس پرانا مخطوطہ ہے ۔

مقدمہ میں یہ عبارت نثر میں مرقوم ہے (جس سے کتاب کا تعارف ہو جاتا ہے) ''ایں رسالہ مسمی است بریشی نامہ در بیان بعضی خصلتہائے جماعتی از زاہدان کشمیر کہ باسم ریشی لقب یافتہ اند و بعضی ریاضات و کرامات موافق بعضی اولیائی متقدمین داشتہ اند مشتمل بر فوائد قواعد اصطلاح علم تصوف و مبنی از نصائح کثیرۂ اہل سلوک در ضمن مرثیہ ہر دبابا ریشی از گفتہار ہائے خدمت بابا داؤد کشمیری کہ مشہور با اسم دت بابا است و خاکی تخلص او است رحمۃ اللہ علیہما وعلی محبہما اجمعین ۔

یہ مثنوی ریشی بزرگوں کے معمولات اور اس سلسلے کے اصولوں پر مشتمل ہے ۔
ریشی سلسلہ اویسیہ ہے ۔ اس میں زیادہ تر تجرد ، ترک حیوانات ، ترک لذات ، صوم دہر پاس انفاس ، ہوش دردم ، خلوت در انجمن اوراد فتحیہ ، اتباع سنت ، پشم پوشی ، کثرت غسل ، نماز با جماعت ، دوام وضو ، عقیدت با اولیاء اللہ اور کشف ارواح پر زور دیا جاتا ہے۔ اور انہیں مضامین کو اس نظم میں بیان کیا گیا ہے ۔
ان حضرات کے لیے جو ریشی سلسلے پر تحقیق کرنا چاہیں یہ مخطوطہ گراں قدر معلومات فراہم کر سکتا ہے ۔

بابا داؤد المتخلص بہ خاکی

۹۲۸ھ میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد شیخ حسن گنائی تھے۔ ابتداء میں بابا داؤد سلطان نازک شاہ کے فرزند کے اتالیق مقرر ہوئے ۔ لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد اس ملازمت کو چھوڑ کر شیخ حمزہؒ کے مرید ہو گئے اور رابطہ فنافی الشیخ ترک رسوم و عادات اور زہد وانقاء میں کمال پیدا کیا ۔ آپ کی شادی سید میرک شاہؒ کی صاحبزادی سے ہوئی ۔ جن کے بطن سے اللہ تعالی نے اولاد صالح عطا فرمائی ۔ بابا داؤدؒ نے شیخ حمزہؒ کے علاوہ میر سید احمد کرمانیؒ ، شیخ احمد مخدومؒ قاری ، میر سید اسمعیل شامیؒ سے اجازت اور خرقہ قادریہ حاصل کیا۔ سلسلہ سہروردیہ کا خرقہ آپ نے اپنے شیخ حمزہؒ سے حاصل کیا ۔ علم و عمل کے اعتبار سے آپ اپنے دور میں

بے نظیر مانے جاتے تھے ۔ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملے میں بہت متشدد تھے ۔ اور اس فریضے کی ادائیگی میں ہمیشہ سرگرم رہا کرتے تھے ۔ جب قاضی موسیٰ کو اہل تشیع نے شہید کر دیا تو آپ نے کشمیر چھوڑ کر ہندوستان کا رخ کیا اور اس علاقہ کے لوگوں کے حق میں تباہی کی پیش گوئی کی ۔ دوبارہ اکبر بادشاہ کے لشکر کے ساتھ آپ کشمیر آ رہے تھے کہ راستہ ہی میں مرض کا شدید حملہ ہوا چنانچہ کشمیر پہنچ کر ۹۹۴ھ میں آپ کی وفات ہو گئی ۔ پہلے آپ کا مزار اسلام آباد (کشمیر) میں تھا لیکن بعد میں آپ کے معتقدین آپ کی نعش سری نگر لائے اور آپ کے مرشد شیخ حمزہؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا ۔ آپ کی تاریخ وفات ''خیر مقدم ۹۹۴ھ'' سے نکالی گئی ہے ۔

(تاریخ اعظمی ص ۱۰۸ بحوالہ تذکرہ شعرائے کشمیر حسام الدین راشدی ص ۲۲۰)

تصانیف : بابا داؤد خاکی نے بلند پایہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ۔ مثلاً ورد المریدین اور اس کی شرح مسمی بہ دستور السالکین، قصیدہ جلالیہ، رسالہ علیہ ۔ پروفیسر احمد حسین قلعداری (گجرات) کے ذاتی کتب خانہ میں بابا داؤد خاکی کی مندرجہ ذیل تصنیفات کے مخطوطے موجود ہیں :

(۱) ورد المریدین (۲) قصیدہ لامیہ (۳) قصیدہ غسلیہ (۴) قصیدہ ضروریہ (۵) دستور السالکین (۶) مجمع الفوائد ۔

زیر نظر مخطوطہ ریشی نامہ کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں بھی موجود ہے۔

کتب المراجع : ١- Catalogue of the Persian Manuscript by Rieu.
٢- Kashir, Vol I.
٣- تذکرہ شعرائے کشمیر، حسام الدین راشدی اقبال اکادمی، کراچی۔

شرح لمعات

ف
٢٩٧ء٦
ن - ش

(مخطوطہ نمبر ٢٥٠ ب)

تصوف - فارسی

١- **تقطیع** : طول سات انچ، عرض چار انچ۔
٢- **اوراق** : ٢٠٠ ورق، ٤٠٠ صفحات، ١٧ سطریں۔
٣- **خط** : نستعلیق۔
٤- **کاتب** : صادق چشتی ١١١٨ھ۔

ترقیمہ

"تمام شد شرح لمعات قدوة المتاخرین واسوة المحققین عارف رموز ربانی واقف اسرار سبحانی شیخ المشائخ والاولیاء حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور العمری التانیسری (تھانیسری) نور اللہ تعالیٰ روحہ المقدسة بانوار القدسیة وافاض علی السالکین والطالبین فیضہ بمنہ و کرمہ فی یوم الاثنین وقت الضحیٰ بتاریخ ثمانیة وعشرون فی شہر جمادی الاول سنة الف وماة وثمان عشر

بیدالعبد الضعیف فقیر صادق چشتی غفراللہ ، وجعلہ فی الواقفین لاسرار ہذا الکتاب آمین یا رب العالمین'' ۔

۵۔ **مولف** : شیخ نظام الدین بن عبدالشکور العمری التانیسری (تھانیسری) متوفی ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء۔

۶۔ **آغاز** : الحمد للہ الذی نور وجہ حبیبہ بتجلیات الجمال جمیع محامد مختص است بحضرت وجود مطلق را کہ روشن گرد انید ۔

۷۔ **اختتام** : سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ۔

۸۔ **کیفیت** : پونے تین سو سال پرانا یہ مخطوطہ اس اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود مخطوطے کے کاغذ ، کتابت یا روشنائی میں ذرہ برابر بوسیدگی یا کہنگی پیدا نہیں ہوئی ہے ۔ متن کی عبارت کے نیچے سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے تا کہ متن و شرح میں امتیاز رہے ۔

پہلے صفحہ کی پیشانی پر یہ عبارت مندرج ہے :

''شرح لمعات وغیرہ در تصوف خرید ازفیض علی عہ نقرئی''

شیخ نظام الدین بن عبدالشکور حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے جلیل القدر خلفاء میں تھے جہانگیر نے خسرو کی حمایت کرنے کی پاداش میں انہیں ہندوستان سے جلا وطن کر دیا تھا ۔ آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ آپ کے پیر حضرت شیخ جلال شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ تھے ۔ ان کی جلاوطنی ایک فال نیک ثابت ہوئی اور انہوں نے جلاوطنی کے

دوران وسط ایشیا میں سلسلہ چشتیہ کی اشاعت فرمائی اور انہیں کے ذریعہ بالواسطہ افغان علاقے میں بھی چشتیہ سلسلہ پھیل گیا ۔ آپ جلاوطنی کے زمانے میں حج کے لیے بھی تشریف لے گئے۔ حج سے واپسی پر آپ نے بلخ میں قیام فرمایا ۔ یہاں شروع شروع میں تو علمائے بلخ نے آپ کی مخالفت کی جسے دور کرنے اور سماع کو جائز قرار دینے کے لیے انہیں متعدد رسالے لکھنے پڑے لیکن بالآخر لوگ ان کے معتقد ہوگئے ۔ آپ کو علوم غرائب مثلاً کیمیا و سیمیا و ریمیا میں کافی مہارت تھی۔ جلاوطنی سے واپسی کے بعد جب آپ برہان پور پہنچے تو وہاں کے والی سید شیخ عیسیٰ سندھی نے اپنے اعیان کے ہمراہ پا برہنہ آپ کا استقبال کیا ۔

آپ کی تصنیفات میں مندرجہ ذیل بہت مشہور ہیں :

(۱) شرح سوانح امام غزالیؒ (۲) شرح لمعات (۳) تفسیر نظامی (۴) رسالہ حقیقت (۵) رسالہ بلخیہ

۱۰۲۴ھ میں آپ کی وفات ہوگئی آپ کا مزار مبارک بلخ میں ہے ۔

المراجع : ۱۔ تذکرہ علمائے ہند ص ، ۲۴۱ ۔
۲۔ رود کوثر ، ص ۳۶۲ ۔

الفتح الربانی

(مخطوطه نمبر ۶۴)

تصوف ـ فارسی

۱- **تقطیع** : طول سات انچ ، عرض ساڑھے چار انچ .

۲- **اوراق** : ۴۶۵ ورق ، ۹۳۰ صفحات .

۳- **خط** : نسخ .

۴- **کاتب** : رفیع الدین ۴ صفر ۱۰۸۰ھ .

۵- **مولف** : شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۵۶۱ھ .

۶- **آغاز** : قال الشیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ ولا حرمنا من برکاتہ یوم الاحد بالرباط ثالث شوال سنہ خمس واربعین وخمسمائة .

۷- **اختتام** : ثم خفی صوتہ و لسانہ ملتصق بسقف حلقہ ثم مات رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا الحمد للہ رب العالمین وصلواتہ علٰی سید الانبیاء محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین'' .

۸- **کیفیت** : نو سو تیس صفحات اور چار سو پینسٹھ اوراق پر مشتمل تقریباً تین سو برس پرانا یہ مخطوطہ حضرت غوث اعظم سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ان مواعظ عالیہ کا مجموعہ ہے جو حضرت کی زبان مبارک سے بغداد میں وقتاً فوقتاً صادر ہوتے رہے ۔ پہلا وعظ ۳ شوال ۵۴۵ھ کو المجلس الاول کے نام سے اس کتاب

میں مروی ہے۔ اس کا عنوان ہے الاعتراض علی الحق عزوجل عند نزول الاقدار ریاضت شاقہ کے بعد جب فنا و بقا اور علم و عرفان کے تمام مدارج حضرت غوث اعظم نے طے فرما لیے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خلق کی ہدایت اور تبلیغ حق کا فریضہ سپرد کیا گیا۔ آپ کے نطق کیمیا اثر کی بدولت ہزاروں کفار دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور لاکھوں گم گشتہ راہ مسلمان صراط مستقیم پر آگئے۔ آپ کے وعظ میں اتنا اثر تھا کہ اکثر اوقات شدید تاثر کے باعث دو چار آدمی مر جاتے تھے۔ الفتح الربانی انہیں پاک مواعظ کا مجموعہ ہے۔ کتاب کے آخر میں ذکر وفاتہ رضی اللہ عنہ وارضاہ کے زیر عنوان حضرت کی وفات کی کیفیات اور آخری وصیتوں کا تذکرہ ہے۔

آپ کا نام عبدالقادر لقب محی الدین کنیت ابو محمد اور عرفیت غوث اعظم تھی۔ آپ کی ولادت ایران کے صوبہ گیلان میں ۴۷۰ھ کو ہوئی۔ آپ حسنی و حسینی سید ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت سے پہلے ہی اس دور کے کبار اولیاء نے ان کی ولادت کی بشارت دی تھی (بہجۃ الاسرار) آپ بچپن ہی میں یتیم ہوگئے تھے۔ آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی نے آپ کی پرورش و تربیت کی۔

آپ کا بچپن ملائکہ کے دامن کی طرح بے داغ تھا۔ آپ

نے فضول کاموں اور لہو و لعب میں کبھی دلچسپی نہیں لی۔ سترہ سال کی عمر تک آپ اپنے وطن میں تعلیم حاصل کرتے رہے اس کے بعد بغداد تشریف لے گئے۔ سفر بغداد کے دوران آپ کی صداقت شعاری سے متاثر ہو کر قزاقوں کے تائب ہو جانے کا واقعہ مشہور ہے۔ بغداد میں آپ نے سخت مشکلات برداشت کیں اور علوم اسلامیہ کی تکمیل فرمائی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ علوم طریقت کی طرف متوجہ ہوئے اور ابتدائی منازل شیخ حمادؒ کی نگرانی میں طے فرمائے۔ اس کے بعد برسہا برس تک کرخ کے ویرانوں میں ریاضت شاقہ کرتے رہے۔ بالآخر شیخ ابوسعیدؒ مخزومی نے آپ کو خرقۂ خلافت پہنایا۔ حضورؐ نے خواب میں آپ کو وعظ و ارشاد کا حکم دیا اور شوال ۵۲۱ھ کے بعد آپ نے وعظ و تزکیہ کی ابتدا فرمائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے دور دراز کے علاقوں سے علماء، مشائخ اور عوام مور و ملخ کی طرح بغداد میں جمع ہونے لگے۔ ایک ایک وعظ میں ساٹھ ستر ہزار افراد ہوتے اور اثرآفرینی و اثر پزیری کا یہ عالم ہوتا کہ وعظ کے بعد جلسہ گاہ سے جنازے اٹھائے جاتے۔ آپ کا دور خلفائے عباسیہ کے جاہ و جلال کا دور تھا۔ لوگ دنیا طلبی اور جاہ پرستی میں مبتلا تھے معتزلہ اور مبتدعین دین قویم کے قلعہ پر گولہ باری کرکے مسلمانوں کے عقائد و اعمال میں انتشار پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جذبہ اور جوش ایمان مضمحل ہو رہا تھا درویش

دنیا پرست اور علماء لالچ میں گرفتار تھے کہ غوث اعظم کی آواز صوت ہادی کی طرح گونجی ۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اشارۂ غیبی پر اصلاح حال کا بیڑا اُٹھایا اور باطل کی دنیا کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا ۔ ہزاروں نصرانی و مجوسی آپ کے دست حق پرست پر ایمان لائے اور لاکھوں گمراہان طریق نے آپ کے دربار گہر بار سے علم و عرفان کی نورانیت حاصل کی ۔ آپ نے علماء و مشائخ کی ایک جماعت تیار فرما کر انہیں دور دراز علاقوں میں اصلاح احوال کے لیے بھیجا ۔ آپ ظالم اُمراء ، حریص علماء اور دنیا طلب فقراء پر سخت تنقیدیں کرتے لیکن آپ کا رعب و دبدبہ ایسا تھا کہ کسی کو مجال گویائی نہیں ہوتی تھی خلیفہ اور اس کے وزراء نیازمندانہ آپ کی بارگہ میں حاضر ہوتے اور آپ انہیں نصیحت فرماتے ۔ آپ امیروں کے دروازے پر کبھی نہیں جاتے ۔ آپ کا کردار سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا ۔ آپ نہایت متواضع منکسرالمزاج نرم خو ، امت کے غم گسار اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے والے تھے ۔ آپ نے نفس و شیطان کو شکست اور دنیا کو طلاق بائن دے رکھی تھی ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ تارک الدنیا راہب تھے ، نہیں بلکہ آپ نے دنیا کو دل میں جگہ نہیں دی تھی ۔ آپ تخت معرفت پر جلوہ فگن تھے اور دنیا آپ کی خدمت میں دست بستہ کھڑی تھی ۔ اس دور کے سارے مشائخ نے آپ کی عظمت و برتری کا اعتراف کیا اور آج تک بزرگان دین آپ کی

سیادت کے گن گاتے ہیں ۔ آپ فقہ شافعی کے ماتحت فتویٰ دیتے تھے اور آپ کے علمی رسوخ کا یہ عالم تھا کہ سینکڑوں فتاویٰ بلا حوالہ کی کوئی کتاب دیکھے ہوئے صادر فرماتے تھے ۔ بالآخر پیر کے دن ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ ۵۶۱ھ میں اکیانوے سال کی عمر میں یہ آفتاب ہدایت پردہ پوش ہو گیا ۔ آپ نے بیش قیمت تصانیف چھوڑیں ان میں مشہور غنیۃ الطالبین ۔ فتوح الغیب اور آپ کے مواعظ ہیں ۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا سلسلۂ ارشاد آپ کے نامور صاحبزادگان اور عظیم خلفاء نے جاری رکھا ۔ آپ ہی کے دسترخوان معرفت کے لقمہ جنیوں نے ہندوستان ، جاوا ، سماٹرا ، یمن اور حضرموت کے دور دراز کے علاقوں میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا لاکھوں کفار کو مسلمان اور متزلزل الایمان مسلمانوں کو مومن خالص بنایا ۔ آپ کا روحانی فیض آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا ۔ آپ کے خطبات کا ذخیرہ حضرت شیخ عفیف الدین بن المبارک نے آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ فرما دیا ہے جو اب بھی دلوں کو گرمانے اور روح کو تڑپانے کے لیے کافی ہے ۔
جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء و جعل الجنۃ مثواہ ۔

کتب المراجع : ۱- بہجۃ الاسرار ۔

۲- The Encyclopeadia of Islam, London.

۳- غوث اعظم ، ارمان سرحدی ۔

۴- اردو انسائیکلوپیڈیا ، نیا ایڈیشن ۔

الفتوحات المکیہ فی معرفة الاسرار المالکیة والملکیہ (ناقص)

ع
۲۹۷۰۶
ابن - و

(مخطوطہ نمبر ۲۷)

تصوف ، عربی (نثر)

۱- تقطیع : جلد اول : طول ساڑھے بارہ انچ ، عرض ساڑھے دس انچ .
جلد دوم : طول ساڑھے گیارہ انچ ، عرض ساڑھے نو انچ .

۲- اوراق : جلد اول : ۴۱۳ ورق ، ۸۲۶ صفحات .
جلد دوم : ۴۷۴ ورق ، ۹۴۸ صفحات .

۳- خط : جلد اول نستعلیق ، پختہ ، آخر میں شکستہ ، ۲۷ سطریں
عنوانات سرخ .
جلد دوم : نسخ ، ۳۳ اور ۳۵ سطریں ، عنوانات سرخ .

۴- کاتب : کاتب کے نام کا علم نہیں ہو سکا - غالباً کئی کاتبوں کی لکھی ہوئی ہے - تاریخ کتابت جلد نمبردوم صفحہ نمبر ۲۶۰ پر ۱۷ محرم سنہ ۱۰۲۷ھ درج ہے -
"تم الکتاب بحمد اللہ الملک الوھاب و کان الفراغ من نساختہ ھذا الکتاب نہار الاحد الیوم السابع عشرین شہر محرم الحرام اول سنتہ سبع و عشرین من بعد الالف من الھجرة علی صاحبہا افضل الصلاة والسلام -"

۵- مولف : ابن عربی ، ابوبکر محی الدین محمد بن علی ، الشیخ الاکبر ، المتوفی ۶۳۸ھ .

۶- آغاز : جلد اول : . . . . "بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

و صلی اللہ علیٰ سید نا محمد و علی آلہ و صحبہ وسلمہ تسلیما ، الحمد اللہ الذی اوجد الاشیا من عدم وعدمہ و اوفق وجودھا علی توقف کلمتہ ، لیتحقق بذلک سر حد وثہا و قدمہا "۔

جلد ثانی . . . . "بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الباب الثالث و السبعون فی معرفة عدد ما یحصل من الاسرار للمشاھد عند المقابلتہ والا نحراف ۔"

۷۔ **اختتام** : جلد اول . . . . . "فان الاختصار اولی من الاکثار اذ باب النطق و الابانتہ عن حقائق الامور لا یتناھی فان علم اللہ تعالیٰ اوسع فیتعلمہ لنا لایقف عند حدو اللہ الموفق لارب غیرہ "

جلد ثانی . . . . "ولم تکن مقصودة للعابد اقامتہا الحق و اضیفت الی اللہ مع ظہورھا من العابد والقصد الی ایجادھا اولی ۔"

۸۔ **کیفیت** : الشیخ الاکبر ، محی الدین ابن عربی سترہ رمضان ۵۶۰ھ/۲۸ جولائی ۱۱۶۵ء کو اندلس کے جنوب مشرق میں واقع شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ ۵۶۸ھ میں اشبیلیہ چلے آئے جو ان دنوں علم و ادب کا مرکز تھا جہاں وہ تیس سال تک اپنے زمانے کے مشہور اہل علم سے تحصیل معارف کرتے رہے ۔ ۵۹۸ھ میں بلاد مشرق روانہ ہوئے۔ اور مصر پہنچ گئے اور طویل سیاحت کے بعد بالآخر دمشق میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہیں ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء میں وفات پائی ۔

اور جبل قاسیون میں مدفون ہوئے۔

(الکتبی ، فوات الوفیات)

ابن عربی ایک صوفی ۔ ۔ ۔ فیلسوف (Theosophist) اور ایک نئے دبستان فکر (School of Thought) کے مؤسس تھے ان کا فلسفہ تلفیقی (eclectic) ہے۔ وہ بہت بلند تخیل اور گہرے صوفیانہ جذبات رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ہمیں ان کی تحریروں میں کہیں بھی جدلیاتی استدلال کا کوئی ایسا مربوط سلسلہ نہیں ملتا جو جگہ جگہ متصوفانہ جذبات کے ہیجانات سے منقطع نہ ہو جاتا ہو۔ انہوں نے دنیا کے سامنے متصوفانہ فلسفہ کا ایک نظام ضرور پیش کیا ہے۔ مگر اس نظام فکر کے عناصر ترکیبی ہر ممکن ماخذ سے لیے گئے ہیں۔ ان کے سامنے یونانیوں کا سارا گنجینہ افکار بھی تھا جو مسلم فلسفیوں اور متکلمین کے واسطے سے ان تک پہنچا تھا۔ وہ تمام اسلامی علوم سے آشنا اور صوفیائے متقدمین کی تصانیف سے کماحقہ واقف تھے۔ اس لیے انہیں جو بات اپنے فلسفے کے مناسب ملی وہ انہوں نے کسی بھی ماخذ سے مستعار لے لی۔ ابن عربی کا یہ متصوفانہ نظام ان کی کسی بھی کتاب میں یکجا نہیں ملتا۔ البتہ فصوص الحکم کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس میں اس نظام کے بڑے بڑے اصولوں کا خلاصہ درج ہے۔ ابن عربی کے متعلق ابن سدی کا یہ قول بڑا قابل قدر ہے :

"کان ظاھری المذہب فی العبادات باطنی النظر فی الاعتقادات"۔
وہ بنیادی اصول جس پر ابن عربی کے متصوفانہ فلسفہ کی عمارت استوار ہے عقیدہ وحدت الوجود ہے - یہ عقیدہ مجمل طور پر ان الفاظ میں بیان کردیا گیا ہے :
" بزرگ و برتر ہے وہ ذات جس نے سب اشیاء کو پیدا کیا اور جو خود ان کا جوہر اصلی (اعیانہا) ہے -"
(فتوحات : ۲۷ ، ۶۰۴ - بحوالہ ذیل نمبر ۳)۔
ابن عربی کے فلسفہ وحدت الوجود کی تشریح شیخ عبدالغنی النابلسی (۱۷۳۱ء) نے اپنی کتاب ایضاح المقصود میں اس طرح کی ہے :
"کائنات کا وجود خالق سے الگ نہیں ہے بالکل اس طرح جس طرح سمندر کی لہریں سمندر سے - سورج کی روشنی سورج سے - اور پھول کی خوشبو پھول سے جدا نہیں ہے- اللہ کی ذات زندگی کا سمندر ہے - جس سے زندگی اور کائنات کی ہر لہر ابھرتی ہے - نام جدا سہی مگر حقیقت ایک ہے - ہر ذی حیات شے موت کے بعد کل میں جذب ہو کر زندۂ جاوید ہو جاتی ہے - یہ کائنات بظاہر کثرت لیکن دراصل وحدت ہے اور خدا بظاہر وحدت لیکن دراصل کثرت ہے -" (بحوالہ ذیل نمبر ۲) :
ابن عربی کی تصنیفات کے بارے میں متعدد بیانات ملتے ہیں - عبدالرحمن جامی نے نفحات الانس میں ان کی تعداد پانچ سو بتائی ہے - الشعرانی نے چار سو بتائی ہے - اور محمد رجب حلمی نے اپنی تصنیف (البرهان الازهر فی

مناقب الشیخ الاکبر) میں دو سو چوراسی کتابیں گنوائی ہیں - خود ابن عربی نے ۶۲۳ھ میں یعنی اپنی وفات سے چھ سال قبل ایک یاد داشت میں اپنی تصنیفات کے ۲۵۱ سے زائد نام درج کیے تھے -

ابن عربی کی تصنیفات تمام علوم اسلامی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں مگر ان کی بیشتر تصانیف کا موضوع تصوف ہے - اس وسیع اور بسیط موضوع کے علاوہ ابن عربی نے حدیث ، تفسیر ، سیرت النبی ، ادب ، علوم طبعیی ، متصوفانہ شاعری ، کیہان شناسی (Cosmography) اور علوم مخفیہ (Occult Sciences) پر بھی قلم اٹھایا ہے -

ابن عربی نے چند کتابوں کے علاوہ باقی تمام اہم تصنیفات بلاد مشرق خصوصاً مکہ مکرمہ اور دمشق میں تحریر کی ہیں اور فتوحات ، نصوص اور تنزلات جیسی کتابیں جو ان کے پختہ ترین فکر کی آئینہ دار ہیں ان کی زندگی کے آخری بیس سالوں کی یادگار ہیں -

ابن عربی کی تمام تصانیف میں الفتوحات المکیہ سب سے زیادہ اہم ضخیم اور بیش قیمت کتاب ہے جو ان کی سب سے آخری تصنیف ہے - مکہ مکرمہ میں لکھی گئی ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس نے لاتعداد اولیا اور علماء کو متاثر کیا ہے - الفتوحات المکیہ ۵۶۰ ابواب پر مشتمل ہے - (بحوالہ ذیل نمبر ۱) اس کی تکمیل ۶۳۲ھ میں ہوئی تھی - عبدالوہاب شعرانی نے اس کا ایک خلاصہ لواقح الانوار کے نام سے لکھا اور کچھ عرصہ

بعد اس خلاصے کا خلاصہ (الکبریت الاحمر) کے نام سے مرتب کیا - یہ کتاب مصر (بولاق) سے ۱۲۷۴ھ، ۱۲۷۶ھ و ۱۲۹۳ھ میں شائع ہو چکی ہے ۔

زیر نظر مخطوطہ دو ضخیم جلدوں میں ہے مگر ناقص ہے، اس مخطوطے میں ۳۰۶ ابواب ہیں جب کہ الفتوحات المکیہ ۵۶۰ ابواب پر مشتمل ہے - دونوں جلدوں کے ابتدائی صفحات کرم خوردہ ہیں - شروع میں ابواب کی فہرست ہے جو خود نامکمل ہے - جلد دوم ورق ۲۶۰ کے بعد بھی آدھا صفحہ غائب ہے - چنانچہ ورق نمبر ۲۶۰ کے حاشیے پر یہ نوٹ لکھا ہوا ہے :

”بقدر نیم صفحہ تقریباً فیما بین کم است“

فی الجملہ یہ ایک انتہائی قابل قدر اور نہایت اہمیت کا حامل نسخہ ہے ۔

کتب المراجع : ۱- حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۲۳۸، تہران .

۲- دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) ص ۶۰۵ ، دانش گاہ پنجاب ، لاہور .

۳- برق ، غلام جیلانی ، ڈاکٹر، فلسفیان اسلام ، ص ۹۴، شیخ غلام علی ، لاہور .

۴- Shorter Encyclopaedia of Islam, p. 146,1961.

۵- Encyclopaedia Britanica Vol. II. p. 1018, London, 1968.

۶- Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. VIII, Edinburgh.

فوائد شیخ حمزہ

(مخطوطہ نمبر ۳۴ الف)

تصوف ، فارسی

۱ـ تقطیع : طول سات انچ ، عرض ساڑھے چار انچ .

۲ـ اوراق : ۶۶۲ ورق ' ۱۳۲۴ صفحات .

۳ـ خط : نسخ ، نستعلیق .

۴ـ کاتب : نا معلوم .

۵ـ مولف : داؤد بن حسن خاکی ۹۹۴ھ .

۶ـ آغاز : الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد میگوید العبد الفقیر الی رحمة الله ذی المنن داؤد بن حسن غفرالله تعالی .

۷ـ اختتام : بعده رو بطرف آنجناب بکنند حاجت خود در خواہد این پانزده که مسطور شدند باید که باواز بلند و بخوشی تمام بخوانند عنقریب مجرب است .

۸ـ کیفیت : ابتدا سے صفحہ ۲۸۸ تک یہ مخطوطہ خط نسخ میں لکھا ہوا ہے ـ صفحہ ۲۸۸ کے بعد ۱۹ صفحات خط نستعلیق میں ہیں ـ صفحہ ۳۰۷ سے پھر خط نسخ شروع ہوتا ہے جو پچاس صفحات کے بعد ختم ہو جاتا ہے پچاس صفحات کے بعد خط نستعلیق شروع ہوا ہے اور پھر سارا مخطوطہ خط نستعلیق میں مرقوم ہے ـ خط نسخ انیس سطری اور خط نستعلیق چوده سطری ہے ـ

مقدمہ میں مولف نے اپنا نام داؤد بن حسن بتلایا ہے۔ داؤد بن حسنؒ حضرت شیخ حمزہؒ کے خلفاء میں ہیں۔ داؤد بن حسن نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ حمزہؒ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ اور ایک قصیدہ تھا جس میں طریقت و معرفت کے بے شمار نکات و مسائل مذکور ہیں لیکن چونکہ وہ ملفوظات و قصائد سر تا سر کشفی امور اور اسرار سے متعلق ہیں اس لیے عام مریدان شیخ حمزہؒ کے لیے مشکل الفہم تھے۔ احباب کے اصرار پر میں نے ان کی شرح کا ارادہ کیا ہے۔ اس طرح شیخ حمزہ کے اقوال کی تشریح اور پھر شیخ موصوف ہی کی زبانی ان کے روحانی سفر اور سیر و سلوک کے حالات کا بیان ہے۔ مخطوطے میں متن کی عبارت کے نیچے سرخ لکیر دیدی گئی ہے۔ اس کے علاوہ شارح جہاں جہاں زیادہ زور دینا چاہتا ہے وہاں کی عبارت سرخ روشنائی سے لکھی ہوئی ہے۔ اس میں شیخ داؤدؒ نے شیخ حمزہؒ کے تفصیلی حالات و کرامات کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اکثر مقامات پر آیات قرانی ' احادیث نبوی اور اقوال صوفیاء سے استشھاد کیا گیا ہے۔

شیخ حمزہؒ کے والد کا نام بابا عثمان تھا۔ آپ کی ولادت ۹۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے خاندان کا تعلق چندر اونش راجپوت قبیلے سے تھا۔ قرآن کریم اور ابتدائی دینی تعلیم کے بعد شیخ حمزہؒ شیخ اسماعیل کبروی کی خدمت میں چلے گئے اور انہوں نے آپ کو مدرسہ دارالشفا میں داخل

کرا دیا۔ آپ کے اساتذہ میں مشہور اخوند ملا لطف اللہ۔ ملا فتح اللہ حقانی صاحبزادہ شیخ اسماعیل کبروی تھے۔ علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد شیخ حمزہؒ علوم باطنی اور سیر و سلوک کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے سید جمال الدینؒ بن صدر دین مخدوم کی خدمت میں روحانی علوم حاصل کیے۔ آپ کا سلسلہ بیعت یوں مروی ہے:

شیخ حمزہؒ
|
سید جمال الدینؒ بن صدر دین مخدوم
|
شیخ حاجی عبدالوہابؒ دہلوی
|
شیخ حامد اچیؒ بخاری
|
مخدوم سید محمدؒ
|
مخدوم سید محمود ابوالقاسمؒ
|
مخدوم سید رکن الدینؒ ابوالفتح
|
مخدوم سید حامد کبیرؒ
|
مخدوم سید محمود ناصرالدینؒ
|
مخدوم جہانیاں قطب عالم امیر کبیر شیخ سید جلال الدینؒ حسین بخاری۔

میر شمس الدین عراقی نے شیعیت کی اشاعت میں جب سرگرمی دکھائی تو شیخ حمزہ نے اس کی تردید میں بڑا کام کیا۔ ایک شیعہ حکمران غازی شاہ نے شیخ حمزہ

کو سری نگر سے جلا وطن کر کے بیس میل دور ایک گاؤں بیرو میں بھیج دیا تھا - لیکن جب غازی شاہ کی وفات ہوگئی تو شیخ حمزہ سری نگر واپس آ گئے تھے - شیخ حمزہ حبس دم پر پوری قدرت رکھتے تھے - وہ بہت بڑے عالم اور صوفی تھے - انہوں نے وادی کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے سخت جد و جہد کی - ۸۴ سال کی عمر میں ۹۸۴ھ/۱۵۷۶ء کو ان کی وفات ہوگئی - خواجہ طاہر رفیق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی - زیر نظر مخطوطہ میں مندرجہ ذیل شعر سے شیخ حمزہ کی تاریخ وفات نکالی گئی ہے -

بجستم سال تاریخ وفاتش مناسب یافتم مخدوم مرحوم
۹۸۴

اگرچہ مخطوطہ کی تاریخ کتابت مرقوم نہیں ہے لیکن کاغذ کی بوسیدگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کم و بیش تین سو برس پرانا ہے - اس میں شک نہیں کہ یہ حقائق و معارف کا بیش قیمت گنجینہ ہے اور ایک نادر الوجود شے ہے - غالب گمان ہے کہ یہ غیر مطبوعہ مخطوطہ ہے -

کتب المراجع : Kashir : A History of Kashmir G. M. D. -, Sufi Lahore, Vol. I, p. 112.

۲- فوائد شیخ حمزہ .

کتاب المواعظ

(مخطوطہ نمبر ۱۸۸)

تصوف ، عربی

۱- **تقطیع** : طول ساڑھے دس انچ ، عرض ساڑھے پانچ انچ .

۲- **اوراق** : ۲۰۰ ورق ، ۴۰۰ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : منشی سید دوست محمد پشاوری ۱۸۸۷ء .

۵- **مولف** : نامعلوم .

۶- **آغاز** : حکم یوم فی شہر آخر وجاء فی اللیل الی بیتہ قال اللہ تعالیٰ غدوھا شہر و رواحہا شہر .

۷- **اختتام** : یا حبیبی بعزتی و جلالی انت محبوب لی . . . . . لا کسرن سنانک التی ظہرالنور منہا بالا حجار بضرب عدوی . . . . . . تکشف .

۸- **کیفیت** : اگرچہ یہ مخطوطہ زیادہ پرانا نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسے احتیاط سے رکھا نہیں گیا تھا ۔ اسی لیے اکثر صفحات آب دیدہ ہیں ۔ جگہ جگہ روشنائی مٹ گئی ہے ۔ حروف پھیل گئے ہیں ۔ خط نہایت خراب ہے ۔ اس کے پہلے اور آخری صفحات غائب ہیں اس لیے نہ یہ پتہ چل سکا کہ اس کا مولف کون ہے اور نہ یہ کہ اس کا نام کیا ہے ۔ بالاستیعاب مضمون کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صرف اتنی بات معلوم ہو سکی کہ یہ مواعظ کی کتاب ہے ۔ موجودہ نسخہ میں کل چودہ مواعظ ہیں ۔

پہلا اور آخری وعظ نامکمل ہے - اس کتاب میں معارج النبوۃ ، مدارج النبوۃ ، خیر المجالس ، صحیح بخاری شریف ' مشکواۃ شریف اور مواہب لدنیہ کے حوالے زیادہ ہیں - شہادت امام حسن و حسین اور مناقب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم پر زیادہ زور دیا گیا ہے- غزوہ بدر، احد اور صلح حدیبیہ کے واقعات کو شرح و بسط سے پیش کیا گیا ہے - ایک فارسی مرثیہ امام حسینؓ بھی لکھا ہے - اس کا کاتب بھی سید دوست محمد ہے - مرثیہ کا پہلا مصرع یہ ہے :

اے مومناں مہر شدہ صد پارہ از یں جفا

اور آخری شعر یہ ہے:

آں نو گل شگفتہ گلزار مصطفیٰ
یعنی حسین سید شہداء کربلا

پہلے وعظ میں زیادہ تر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہے اس کے بعد حسن خلق - امر بالمعروف جیسے عنوانات قائم کیے گئے ہیں اور ان کے تحت ان موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے - دوسرا وعظ واقعہ معراج کے متعلق ہے - تیسرے وعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ذکر ہے - چوتھے وعظ میں فضائل صوم کا ذکر ہے - پانچویں وعظ میں فضائل لیلۃ القدر فضائل اعتکاف - چھٹے وعظ میں وفات حضرت امام حسن اور ساتویں میں شہادت امام حسین علیہما السلام - اسی طرح دیگر مواعظ میں فضائل ذکر- واقعات بدر و احد و صلح

حدیبیہ ۔ فضائل صدقہ ۔ نکاح فاطمہؓ ۔ شجاعت حضرت علیؓ ۔ ارتکاب معاصی پر وعیدوں کا ذکر ہے ۔

اس مخطوطے کے مشمولات واعظین کےلیے مفید ہیں ۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ غیر مطبوعہ ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب.

ف
۲۹۷ء۶
غز۔ک

کیمیائے سعادت

(مخطوطہ نمبر ۶۱)

تصوف ، فارسی

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے گیارہ انچ ، عرض ساڑھے سات انچ .

۲۔ **اوراق** : ۳۷۷ ورق ، ۷۵۴ صفحات ، ۲۱ سطریں .

۳۔ **خط** : نستعلیق .

۴۔ **کاتب** : عبدالخالق ولد شیخ سعد اللہ ، ۲۴ ذی القعدہ ۱۰۸۱ھ .

ترقیمہ کاتب

"تمت ھذالکتاب عالیہ کیمیائے سعادت بہ فرمائش قطب مرتبت شیخ المشائخین حضرت بندگی شیخ ابوالقاسم سلمہ اللہ تعالیٰ بہ ستخط فقیر الحقیر خادم الفقراء عبدالخالق ولد شیخ سعد اللہ ساکن سودھرہ تحریر بتاریخ بیست و چہارم ذی قعدہ مطابق سنہ ہجری ۱۰۸۱ھ این کتاب از نزد فضل احمد پسر عبدالرحیم صحاف انتباع نمودہ شد ۔"

۵۔ **مولف** : محمد بن محمد الغزالی ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء - ۵۰۵ھ .

۶- **آغاز** : شکر و سپاس فراوان بعد د ستاره آسمان و قطرهٔ باران و برگ درختان دریگ بیابان و ذره ہائے زمین و آسمان مران خدائی را کہ یگانگی صفت اوست .

۷- **اختتام** : فیقول فی خاتم الکلام اللھم انا نعوذبک بعفوک من عقابک ونعوذ برضاک من سخطک ونعوذبک منک لا تحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی نبیہ و آلہ الطیبین برحمتک یا ارحم الراحمین .

۸- **کیفیت** : تقریباً سوا تین سو برس پرانا سات سو جون صفحات پر مشتمل یہ مخطوطہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃاللہ علیہ کی تصنیف ہے - اس کا صفحہ اول مطلا اور منقش ہے اور دیگر تمام صفحات کا حاشیہ مطلا ہے - کتابت واضح ہے اور بہ آسانی پڑھی جا سکتی ہے - صفحہ ۲ ، ۳ ، ۴ اور ۵ بوسیدہ تھے جن کی مرمت کر دی گئی ہے- دیگر تمام صفحات بوسیدگی سے محفوظ ہیں -

کتاب کے آغاز ہی میں مصنف نے اس کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے وضاحت کر دی ہے کہ یہ کتاب عوام کے لیے لکھی گئی ہے اس لیے کہ احیاء العلوم اور کتاب جواہرالقرآن وغیرہ ادق اور عربی زبان میں ہونے کے باعث عوام کی دسترس سے باہر تھیں - علامہ نے شروع میں واضح کر دیا ہے کہ وہ اس کتاب میں سلیس انداز بیان اختیار کریں گے اور مغلق عبارت نیز دقیق معانی سے حتی الوسع احتراز فرمائیں گے - دیباچے میں کتاب کا اجمالی تعارف

پیش کرتے ہوئے امام صاحب فرماتے ہیں کہ اسلامی معاملات کے چار اہم ارکان ہیں جن میں دو کا تعلق ظاہر سے اور دو کا باطن سے ہے۔ دو ارکان جن کا تعلق ظاہر سے ہے ان میں ایک کا نام عبادات ہے اور دوسرے کا معاملات۔ اور وہ دو ارکان جن کا تعلق باطن سے ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اخلاق رذیلہ سے خود کو پاک کیا جائے اور دوسرا یہ کہ اخلاق فاضلہ پیدا کیے جائیں اول الذکر کو امام صاحب نے مہلکات کا اور ثانی الذکر کو منجیات کا نام دیا ہے۔ ان چار ارکان کی وضاحت کرتے ہوئے امام صاحب نے ہر رکن کے تحت ''اصل'' کے نام سے دس دس ابواب قائم کیے ہیں مثلاً رکن اول عبادات کے ضمن میں اصل اول در اعتقاد واہل سنت وجماعت، اصل دوم در طلب علم اصل سوم در طہارت، اصل چہارم در نماز، اصل پنجم در زکوٰۃ. اصل ششم در روزہ، اصل ہفتم در حج ، اصل ہشتم در آداب تلاوت قرآن ، اصل نہم در اذکار و دعوات، اصل دھم در ترتیب اوراد معاملات کے ضمن میں بھی مندرجہ ذیل دس اصلیں قائم کی گئیں ہیں : (۱) در آداب طعام خوردن (۲) در آداب نکاح (۳) در آداب کسب و تجارت (۴) در طلب حلال (۵) در آداب صحبت (۶) در آداب عزلت (۷) در آداب سفر (۸) در سماع و وجد (۹) درآداب امر معروف و نہی منکر (۱۰) در آداب رعیت ــ مہلکات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل دس اصل ہیں : (۱) در ریاضت نفس (۲) در علاج شہوت

شکم و فرج (۳) در علاج شرہ سخن و آفات آں (۴) در علاج بیماری - - - (۵) در علاج دوستیٔ دنیا و آفت آں (۶) در علاج دوستیٔ مال (۷) در علاج دوستیٔ جاہ و حشمت (۸) در علاج ریا و نفاق در عبادات (۹) در علاج کبر و عجب (۱۰) در علاج غرور و غفلت - منجیات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل دس اصل ہیں : (۱) در توبہ و بیرون آمدن از مظالم (۲) در صبر و شکر (۳) در خوف و رجا (۴) در درویشی و زہد (۵) در صدق و اخلاص (۶) در محاسبت و مراقبت (۷) در تفکر (۸) در توحید و توکل (۹) در محبت و شوق (۱۰) در یاد کردن موت و احوال آخرت - اس طرح امام صاحب نے ظاہری و باطنی کمالات کو پوری وضاحت سے پیش کیا ہے اور مضرات کے تمام پہلوؤں کو سامنے لائے ہیں پھر ان سے بچنے کے طریقوں پر گفتگو فرمائی ہے -

امام صاحب سے پہلے بھی قوت القلوب اور رسالہ قشیریہ میں اخلاق کا ذکر ہے - اور امام صاحب نے ان سے استفادہ بھی کیا ہے - لیکن مذکورہ بالا کتابوں میں اخلاق کا ذکر اجمالاً کیا گیا ہے اور صرف نام لکھ دیے ہیں - حد و حقیقت کے بیان کی طرف توجہ نہیں کی گئی ہے لیکن امام صاحب نے ان مباحث پر مستقل عنوانات قائم کیے ہیں اور اس توضیح ، دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی سے ان پر کلام کیا ہے اور ان کی حقیقتوں سے پردہ اٹھایا ہے کہ آج تک اس پر اضافہ نہیں ہو سکا اور علم تصوف و

اخلاق کی باقاعدہ تدوین ہو گئی ۔ اس کا اعتراف علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں ان الفاظ میں کیا ہے ۔ ''غزالی نے احکام لکھنے کے ساتھ ارباب حال کے آداب اور طریقے بتلانے اور ان کے مصطلحات کی شرح و تعبیر کی جس کے نتیجے میں تصوف بھی باقاعدہ ایک علم بن گیا حالانکہ طریقت اس سے قبل محض عبادات کا نام تھا ۔'' علامہ شبلی نے اپنی کتاب الغزالی صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہے ''عملی حیثیت سے تصوف کو امام صاحب سے وہی نسبت ہے جو منطق کو ارسطو سے ہے ۔''

علامہ فرید وجدی نے دائرۃالمعارف ص ۷۹۰ ج ۲ میں الغزالی کے زیر عنوان لکھا ہے ''انفرد بزعامۃ الشافعیۃ فی آخر عصرہ فلم یکن فی عصرہ من یدانیہ فی رتبتہ'' ۔ میرا خیال ہے کہ فرید وجدی نے بڑا محتاط انداز بیان اختیار کیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تصوف کی علمی تاریخ میں بمشکل کوئی شخصیت امام غزالی کی ہم پلہ نظر آئے گی ۔ غزالی نے نہ صرف اپنے دور کو بلکہ اپنے مابعد کے تمام ادوار کو نظریاتی اور فکری حیثیت سے متاثر کیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جریدۂ دہر پر اپنا نقش دوام ثبت کر دیا ہے ۔ The Encyclopaedia of Islam, New Edition, Vol. II, p. 1038 میں ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی کی تاریخ ولادت ۴۵۰ھ بمطابق ۱۰۵۸ء بتلائی گئی ہے ۔ امام صاحب کی ولادت ضلع طوس کے موضع طاہران میں ہوئی ۔

آپ کے والد رشتہ فروش تھے اس لیے آپ کے خاندان کو غزالی کہا جاتا تھا آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔ والد کی وصیت کے مطابق ان کے ایک دوست نے آپ کو ابتدائی تعلیم دلوائی اس کے بعد آپ جرجان تشریف لے گئے اور وہاں احمد بن محمد راذکانی سے ابتدائی فقہ پڑھی بالاخر نیشاپور جا کر امام الحرمین کی خدمت میں تکمیل کی اور علم مناظرہ و فقہ میں اتنی مہارت بہم پہنچائی کہ محض چونتیس سال کی عمر میں مدرسہ نظامیہ کے صدر مدرس مقرر ہو گئے۔ مدرسہ نظامیہ کی صدارت اس دور کا سب سے بڑا علمی اعزاز تھا جو امام صاحب کو عین شباب میں حاصل ہو گیا۔ آپ نے بہت جلد اپنے علم و فضل کی بدولت بڑے بڑے وزراء اور امراء کو بھی دبا لیا۔ لیکن بہت جلد امام صاحب کو اندازہ ہو گیا کہ وہ منزل نجات و عرفان سے بہت دور ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃاللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی لیکن حق کی جستجو نے غزالی کی روح کو بے قرار رکھا بالاخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ جیسے بھی ہو مکمل طور پر ترک علائق کرکے اپنے نفس کی اصلاح کرنی چاہیے چنانچہ امام صاحب نے بغداد چھوڑ دیا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ نے بیت المقدس میں قیام فرما کر طویل عرصے تک سخت ترین ریاضتیں کیں۔ چنانچہ نفس جب اطمینان کے مقام پر فائض ہو گیا تو امام صاحب نے غیبی اشارے کے ماتحت وطن کی طرف

مراجعت فرمائی - بیت المقدس کے قیام کے دوران ہی امام صاحب نے احیاء العلوم تصنیف فرمائی جو متقدمین و متاخرین سے خراج عقیدت وصول کر چکی ہے - وطن واپسی کے بعد امام صاحب نے عزلت گزینی اختیار فرمائی - لیکن سلطان وقت کے تاکیدی حکم ، صوفی احباب کے مشوروں اور غیبی القاء کے باعث امام صاحب نے دوبارہ مدرسہ نظامیہ نیشاپور کے مسند درس کو زینت بخشی اور تبلیغ و ارشاد ، تصنیف و تالیف میں ہمہ تن مشغول ہو گئے - یہاں تک کہ زندگی کی شام آ پہنچی - اب امام صاحب بالکل ہی عابد مرتاض بن چکے تھے - تاہم تصنیف و تالیف کا مشغلہ یک دم ترک نہیں کیا - چنانچہ اصول فقہ میں مستصفیٰ ان کی آخری تصنیف ہے جو ۵۰۳ھ میں لکھی گئی - اور اس کی تکمیل کے کچھ ہی دنوں بعد ۱۴ جمادی الثانی ۵۰۵ھ میں بمقام طاہران امام صاحب وفات پاگئے - امام غزالی کے بھائی احمد غزالی کی روایت سے ابن جوزی نے ان کی وفات کا واقعہ نقل کیا ہے ”پیر کے دن امام صاحب صبح کے وقت بستر خواب سے اٹھے وضو کر کے نماز پڑھی - پھر کفن منگوایا اور آنکھوں کو لگا کر کہا ”آقا کا حکم سر آنکھوں پر“ یہ کہ کر پاؤں پھیلا دیئے لوگوں نے دیکھا تو دم نہ تھا“ (بحوالہ الغزالی صفحہ ۶۷)

المراجع : ۱- دائرۃ المعارف فرید وجدی مطبوعہ بغداد .

۲- The Encyclopaedia of Islam, New Edition, (London).

۳- الغزالی - شبلی نعمانی .

کیمیائے سعادت (رکن چہارم)

(مخطوطہ نمبر ۲۰۳)

تصوف ، فارسی

۱- **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض پانچ انچ.

۲- **اوراق** : ۱۳۶ ورق ، ۲۷۲ صفحات ، ۱۹ سطریں .

۳ **خط** : نستعلیق ، عمدہ .

۴- **کاتب** : نور محمد ولد شیخ بدلی ، ذی القعدہ ۱۰۸۹ھ .

ترقیمہ

"تم الکتاب بعون ملک الوھاب الہی عاقبت بخیر باد لجرمتہ النبی وآلہ الامجاد بتاریخ ۷ ذی القعدہ ۱۰۸۹ھ بخط نور محمد ولد شیخ بدلی."

۵- **مولف** : حجۃ الاسلام امام غزالی ، ۵۰۵ھ.

۶- **آغاز** : رکن چہارم ازکتاب کیمیائے سعادت در منجیات و این نیز بردہ اصل است .

۷- **اختتام** : اللھم انا نعوذبک من عقابک و برضاک من سخطک و نعوذبک منک لا تحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک برحمتک یا ارحم الراحمین والحمدللہ رب العالمین.

۸- **کیفیت** : زیرنظر مخطوطہ کا پہلا ورق مطلا اور منقش ہے - یہ محض رکن چہارم (یعنی منجیات) پر مشتمل ہے مخطوطہ کے سارے صفحات کے حاشیے مطلا ہیں - کتابت نہایت

نفیس اور واضح ہے ۔ کوئی کوئی صفحہ آب رسیدہ ہے لیکن اس سے کتابت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے ۔ مولف اور کتاب کے بارے میں ضروری معلومات کے لیے اس سے قبل کے مخطوطے : کیمیائے سعادت) کی طرف رجوع فرمائیں ۔

کیمیائے سعادت

۲۹۷ء۶
غر ۔ ک

(مخطوطہ نمبر ۲۰۲)

تصوف ، فارسی

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے نو انچ ' عرض پانچ انچ .

۲۔ **اوراق** : ۳۳۰ ورق ، ٦٦٠ صفحات .

۳۔ **خط** : نستعلیق .

۴۔ **کاتب** : شیخ محمد ، ۱۴ رمضان ۱۲ جلوس محمد شاہ بادشاہ .

ترقیمہ

"تمام شد دفتر دوم از کیمیائے سعادت بتاریخ ۱۴ رمضان مبارک ۱۲ ھ محمد شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابداً تحریر احقرالعباد شیخ محمد سکنہ دولت نور مخدوماں ."

۵۔ **مولف** : حجۃ الاسلام امام غزالی .

۶۔ **آغاز** : بالسعادت والخیر شکر و سپاس فراواں بعد ستارۂ آسماں و قطرہ باراں و برگ و درختان بیاباں .

۷۔ **اختتام** : بتقلید ایمن شود و دست بداں برد و آن کہ صفت مار داند ازیں ایمن شود وپس باید کہ مقلد اندر خوف ۔

۸- **کیفیت** : یہ مخطوطہ نامکمل ہے - کیمیائے سعادت کے تین ارکان تو موجود ہیں چوتھا رکن نامکمل رہ گیا ہے - کاتب نے ہر رکن کو الگ الگ اجزا میں تقسیم کیا ہے - پہلا جزو ۹۳ اوراق پر ، دوسرا ۹۳ اوراق ، تیسرا ۱۰۰ اوراق اور چوتھا ۳۵ اوراق پر مشتمل ہے - جگہ جگہ کسی قاری نے حاشیہ چڑھا دیا ہے - لیکن حاشیہ کی حیثیت توضیحی نہیں ہے بلکہ اشاریہ کی طرز پر ہے -
کاتب نے سنہ ہجری نہیں لکھا ہے محمد شاہ بادشاہ کی تاریخ جلوس پر اپنی تقویم کی بنیاد رکھی ہے - مخطوطہ کا دوسرا جزو ربیع الاول ۱۳ جلوس محمد شاہ میں لکھا گیا ہے جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ لگ بھگ دونوں اجزاء کی کتابت میں ایک سال کا وقفہ ہوا ہے
آخری جزو کے آخری صفحات کسی قدر کرم خوردہ ہیں -
کتاب کیمیائے سعادت اور امام غزالیؒ کے بارے میں ضروری معلومات کے لیے مخطوطہ کیمیائے سعادت نمبر ۱ کی طرف رجوع فرمائیے -

حاشیہ شیخ الاسلام برتلویح

ع
۲۹۷،۳۱
ابو - ح

(مخطوطہ نمبر ٦)

اصول فقہ ، عربی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول آٹھ انچ ، عرض ساڑھے پانچ انچ .

۲- **اوراق** : ۸۷ ورق ، ۱۷۴ صفحات - کرم خوردہ .

* ۲۰ سطریں از صفحہ ۱ تا ۳۲ - ۲۳ سطریں صفحہ ۳۳ تا آخر -

٣- **خط** : عربی نسخ ، متوسط خفی ۔

٤- **کاتب** : کتاب کے نام اور تاریخ کتابت کا علم نہیں ہو سکا ۔

٥- **مولف** : الانصاری ، شیخ الاسلام ابویحیی ذکریا ، ابن محمد متوفی ٩٢٦ھ ۔

٦- **آغاز** : ''احکم بکتابه اصول الشریعه هذه العباره الشریعة تحتمل وجوهاً انیقه اولها ان یکون الکلام من قبل الاستعاره بالکنایه بان یعتبر تشبیه الشریعه بشجر ذات اصول و فروع''۔

٧- **اختتام** : ''قوله و بصیر عطف آه هذا علی تقدیر ان یعطف علی البدل والا فیجوز عطفه علی الطعام اعنی المبدل منه تامل''

٨- **کیفیت** : اصل کتاب کا نام جس پر حاشیہ تحریر کیا گیا ہے التلویح فی کشف حقائق التنقیح ہے ۔ جس کے مصنف سعد الدین مسعود بن عمر تفتا زانی ۔ متوفی ٧٩٢ھ ہیں ۔ یہ کتاب خود دراصل شرح ہے ۔ عبید اللہ بن مسعود البخاری المحبوبی ، صدر الشریعہ متوفی سنہ٧٤٧ھ کی تصنیف تنقیح الاصول کی جس کی خود صدر الشریعہ مذکور نے بھی التوضیح فی حل غوائض التنقیح کے نام سے شرح کی ہے (ملاحظہ فرمائیے ۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ج ١ ، ص ٤٩٦ طہران ۔ ٢ ، یوسف الیان سرکیس ، معجم المطبوعات العربیہ ، ج ا ، ص ٣٨٣ مصر) ۔

الدرة المنورة

(مخطوطه نمبر ٥٩ ط)

فقه ، عربی

۱- **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۳ ورق ، ٦ صفحات ، ١٧ ' ١٩ سطرین .

۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : محمد محکم الدین ١٣٠٥ھ

۵- **مولف** : نورالدین علی بن سلطان محمد الهروی الحنفی المعروف بالقاری .

ترقیمه کاتب

تمت الدرة المنورة یوم الخمیس وقت الضحیٰ سابع عشر شهر جمادی الثانی سنة الف و ثلاث مأة وخمس من ہجرة النبویه علیه السلام والتحیة اللهم اغفر لکاتبه ولوالدیه ولمولفه و لقاریه ولجمیع امة محمد صلی الله علیه وسلم -

٦- **آغاز** : الحمد لله الذی هدانا الیٰ صراط المستقیم و دلنا الیٰ طریق القویم والسلام علیٰ من خلق بخلق عظیم و حمل بقلب السلیم و علیٰ آله واصحابه واتباعه واحزابه اصحاب التکریم وارباب التعظیم -

۷- **اختتام** : فوالله العظیم و رب النبی الکریم انی لوعرفت احداً اعلم منی بالکتاب والسنة من جهة مبناها او طریق مبناها

لقصدت الیه ولو حبواً بالوقوف لدیہ و ھذا لا اقول
فخراً بل تحدثاً بنعمة اللہ و شکراً و استزید من ربی
مایکون لی ذخراً برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

۸۔ **کیفیت :** مصنف کے دور کے فقہاء میں یہ مسئلہ مشہور تھا کہ سنتوں اور فرائض کے درمیان گفتگو کرنے سے سنتیں باطل ہو جاتی ہیں یا ان کا ثواب ختم ہو جاتا ہے ۔ زیر نظر رسالہ اسی کی تردید میں لکھا گیا ہے ۔ مصنف نے مسلم شریف ۔ دارقطنی اور شراح بخاری عینی اور قسطلانی کے حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ فقہاء کا یہ خیال چند مفروضوں پر مبنی ہے اور سنت یا اجماع امت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔ اس کے برعکس مصنف نے امیر معاویہ رض کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے امام مسلم نے نقل کیا ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت و فرض کے درمیان تکلم یا خروج سے فصل کرنے کا حکم دیا ہے ۔
مصنف کا انداز تحریر بالکل مناظرانہ ہے لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ مصنف کی بات مدلل ہے اور اس نے اپنے دعوے کی بنیاد احادیث پر رکھی ہے ۔ کاتب کا خط آسانی سے پڑھا جاتا ہے ۔ کاغذ بھی اچھی حالت میں ہے ۔

رسالہ درمعرفت ایمان و اسلام

(مخطوطہ نمبر ۷۷ لا)

۲۹۷ء۳
ر -

فقہ ، فارسی

۱- **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۸ ورق ، ۱۶ صفحات ، ۱۳ سطریں .

۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : سید فیض علی شاہ .

ترقیمہ

تمام شد بعون اللہ تعالیٰ المنان الحنان در یوم شنبہ در وقت پیشیں در ماہ شعبان از دست فقیر پر تقصیر سید فیض علی شاہ درمملکت سید فیض علی شاد میا ہر کس کہ دعویٰ کند دعویٰ باطل ہست" .

۵- **مولف** : نامعلوم -

۶- **آغاز** : بداں اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین کہ ایں کتاب است دربیان معرفت ایمان و اسلام و نماز و روزہ و حج و زکواۃ -

۷- **اختتام** : اگر ترا پرسند کہ مہتر اسرافیل ع . م مذہب کہ داشت جواب کہ درمیان اوو اللہ تعالیٰ سریست کہ آنرا کسے نداند واللہ اعلم بالصواب.

۸- **کیفیت** : اس مخطوطے کا نام درج نہیں ہے اور نہ اس کے مصنف کا نام معلوم ہو سکا - تیرہویں صدی کے اوائل کا لکھا ہوا

معلوم ہوتا ہے۔

اس مخطوطے میں سوال و جواب کی شکل میں ایمانیات و اعمال کے اصول بتلائے گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ رسالہ بچوں کے لیے لکھا گیا ہے۔ انداز بیان بہت سلیس ہے۔ بیشتر تمثیلی پیرایہ اختیار کیا گیا ہے جیسے :

''پوست ایمان شرم ہست میوۂ ایمان روزہ ہست تخم ایمان علم ہست برگ ایمان تقویٰ ہست بیخ ایمان اخلاص ہست مغز ایمان دعا ہست وطن ایمان دل مومن ہست''۔

فصل دوم کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

''فصل دوم در بیان شناختن خدائی تعالیٰ عزوجل اگر ترا پرسند کہ خدا تعالیٰ را می شناسی **جواب** بگو کہ می شناسم۔ اگر ترا پرسند کہ چگونہ می شناسی **جواب** بگو کہ بے چون و بے چگون بے شبہ و بے نمونہ و بصنع و قدرت او می شناسم الخ۔

اس رسالہ میں چار فصلیں ہیں۔

۱۔ فصل اول در بیان معرفت ایمان۔

۲۔ فصل دوم در بیان شناختن خدائی تعالیٰ۔

۳۔ فصل سیوم در بیان احکام و ارکان نماز۔

۴۔ فصل چہارم در بیان آبدست۔

ان چار فصلوں کے بعد مصنف نے ایک سوال قائم کیا ہے :

''اگر ترا پرسند کہ جملہ مذہب بہ چند نوع ہست؟

جواب بگو کہ بہ چہار نوع ہست۔

اول مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ دوم مذہب امام شافعیؒ سیوم مذہب امام مالکؒ چہارم مذہب امام احمد حنبلؒ ۔

اس سوال و جواب کے بعد امام اعظمؒ کے مذہب کی مختصر تاریخ سوال و جواب کی شکل میں بیان کی گئی ہے ۔

غالباً یہ رسالہ غیر مطبوعہ ہے ۔

رسالہ لمعان فی شرب الدخان

(مخطوطہ نمبر ۹۵ الف)

عربی ، فقہ (نثر)

- **تقطیع** : طول چھ انچ ، عرض نو انچ .
- **اوراق** : ۳ ورق ، ۶ صفحات .
- **خط** : نستعلیق .
- **کاتب** : محمد محکم الدین ۱۳۰۵ھ .
- **مولف** : نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی الحنفی المعروف بالقاری .

ترقیمہ کاتب

کاتب الحروف احقر الآدمیین محمد محکم الدین غفرلہ، ولوالدیہ ولاستادہ ولجمیع المسلمین فرغت وقت الظہر یوم الاثنین خامس رجب فی ۱۳۰۵ الہجریہ ۔

- **آغاز** : الحمد للہ الذی صاحب فضل الکبیر الذی یواخذ عبادہ،

بذنوبهم و یعفوعن کثیر والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء و اکمل الاصفیاء و علیٰ آلہ و اصحابہ نجوم الابرار و رجوم الفجار۔

۷۔ **اختتام** : رزقنا اللہ خلقاً حسناً و رزقاً طیباً و علماً نافعاً و عملاً صالحاً وقصداً خالصاً وختم بالایمان علیٰ وجہ الاحسان و ادخلنا دارالاسان و سلام علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔

۸۔ **کیفیت** : مصنف نے رسالہ کے آغاز میں اس کی تالیف کی وجوہات پر روشنی ڈالی ہے اور بتلایا ہے کہ چند لوگوں نے مجھ سے ''شرب الدخان' یعنی تمباکو نوشی کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے ضروری سمجھا کہ مسئلہ کی وضاحت کے لیے ایک مستقل رسالہ تالیف کردوں۔ مصنف نے سب سے پہلے تو تمباکو نوشی کو بدعت سئیہ قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف ائمہ کے اقوال نقل کیے ہیں اس کے بعد آٹھ نقلی و عقلی دلائل سے اس کی حرمت پر استدلال کیا ہے اس سلسلے میں اس نے حکما اور اطباء کے اقوال بھی پیش کیے ہیں مصنف اس بارے میں اتنا متشدد ہے کہ اس نے دواءً بھی تمباکو نوشی کی اجازت نہیں دی ہے۔

اس اعتبار سے یہ مخطوطہ لائق اعتناء ہے کہ مصنف نے اس میں اپنے جوہر تحقیق کا کافی حد تک مظاہرہ کیا ہے۔

حالات مولف : آپ کا نام نورالدین علی بن سلطان محمد الھروی ہے۔ قاری کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کا شمار اپنے دور کے

مشاہیر علماء میں ہوتا ہے۔ علم کلام، فقہ، حدیث اور تصوف میں ملا علی قاری کو مجتہدانہ حیثیت حاصل ہے آپ کی ولادت خراسان کے مشہور شہر ہرات میں ہوئی ابتدائی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے مکہ معظمہ چلے گئے جہاں اکابر علماء سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں علامہ ابوالحسن البکری، سید زکریا الحسینی۔ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی اور علامہ قطب الدین المکی ہیں۔ منقول ہے کہ ہر سال آپ ایک مصحف کی کتابت کر کے اس کی اجرت سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ ملا علیؒ قاری نے مختلف موضوعات پر کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک سو پچیس بتلائی جاتی ہے۔ ان میں ایسی کتابیں بھی ہیں جو دس دس جلدوں پر مشتمل ہیں۔ مشکواۃ شریف کی شرح مرقاۃ ملا علیؒ قاری کا انمول علمی شاہکار ہے۔ آپ نے بہت سارے رسائل بھی تالیف کئے۔ ملا علیؒ قاری نے زیادہ تر حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، تجوید، علم کلام، فرائض، تصوف، تاریخ، طبقات، ادب اور صرف و نحو کو اپنی تالیفات کا موضوع بنایا۔ آپ کا انداز بیان تحقیقی اور عالمانہ ہے۔

جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں۔ گو کہ کبھی کبھی آپ کی تحریروں میں مناظرانہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے لیکن بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ

رنگ ذوق سلیم پر بار نہیں گزرتا ۔
آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی اور مقبرہ المعلاۃ میں آپ کو دفن کیا گیا ۔
معاصر علماء میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ کی وفات کی خبر جامعہ ازہر (مصر) پہنچی تو علمائے ازہر نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ۔ کہا جاتا ہے کہ اس غائبانہ نماز جنازہ میں تقریباً چار ہزار علماء نے شرکت کی ۔

کتب المراجع : ۱۔ المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع ۔
۲۔ خلاصہ الاثرالمحبی ۔
۳۔ فہرست المخطوطات (القاہرہ) ۔

ع
۲۹۷ء۳
تا ۔ س

شرح الوقایہ (الجزء الأول)

(مخطوطہ نمبر ۱۰۱)

فقہ ، عربی ، (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض ساڑھے سات انچ ۔
۲۔ **اوراق** : ۱۶۸ ورق ، ۳۳۶ صفحات ، ۶۱ سطریں۔
۳۔ **خط** : نسخ ، معمولی۔
۴۔ **کاتب** : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے ۔
۵۔ **مولف** : عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ المتوفی ۷۴۷ھ/۱۳۴۹ء۔
۶۔ **آغاز** : ''الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد و

آلہ اجمعین اما بعد فیقول العبد المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعہ‘‘ ۔

۷۔ **اختتام** : ’’وان تعذر صرفہ الیہا ببیع و صرف ثمنہ الیہا ولا یقسم بین مصارفہ‘‘ ۔

۸۔ **کیفیت** : شرح الوقایہ درس نظامی میں مروج مشہور درسی کتاب ہے ، اس کتاب کے مصنف عبیداللہ بن مسعود تاج الشریعۃ ہیں ، جن کی تاریخ وفات بیل نے اور چلپی نے ۷۵۰ھ دی ہے ۔ بہت عالم فاضل تھے اور بخارا کے اہل علم خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔ چنانچہ یہ کتاب بھی خود ان کے جد امجد تاج الشریعۃ کی وقایۃ الروایہ کی شرح ہے ۔ وقایۃالروایہ تاج‌الشریعۃ نے خود عبیداللہ بن مسعود کے لیے تصنیف کی تھی ۔ بعد ازاں عبیداللہ بن مسعود نے اس کی ایک مبسوط شرح قلمبند کی اور اس کے علاوہ وقایۃالروایہ کی تلخیص مختصرالوقایہ یا النقایہ کے نام سے بھی مرتب کی تاکہ طلباء فقہ اسے حفظ یاد کر سکیں ۔

وقایۃ الروایہ نے اس قدر شہرت حاصل کی کہ اس کے بے شمار حواشی اور شروحات لکھی گئیں جن کی تفصیل چلپی نے کشف الظنون میں دی ہے مگر زیادہ تر شہرت عبیداللہ بن مسعود کی شرح الوقایہ کو حاصل ہوئی ۔

عبیداللہ بن مسعود کی شرح الوقایہ کے علاوہ درج ذیل کتابیں بھی دنیائے علم میں شہرت کی حامل ہیں :

۱۔ تنقیح الاصول یا تنقیح متن التوضیح فی الاصول ۔

٢- التوضیح فی حل غوامض التنقیح ۔

٣- مختصر الوقایہ فی مسائل الهدایہ یا النقایہ مختصر الوقایہ ۔

زیر نظر مخطوطہ نامکمل ہے اور کتاب البیع تک (جزء اول) ہے ۔ کچھ مختصر سے حواشی بھی دیئے گئے ہیں ۔ خط معمولی ہے ، عنوانات سرخ روشنائی سے درج کیے گئے ہیں ۔

کتب المراجع : ١- حاجی خلیفہ ، کشف الظنون ، ج ٢ ، ص ٢٠٢٠ ، طہران ۔

٢- المطبوعات العربیہ والمعربۃ ، ج ٢ ، ص ١٢٠٠ ، قاہرہ ۔

٣- منظور احسن عباسی ، مخطوطات عربیہ ، ص ١٠٠ ، پنجاب پبلک لائبریری ، لاہور ۔

Beale, An Oriental Biographical Dictionary, -٤
p. 406.

شرح الوقایہ (الجزء الاول۔ ناقص)

(مخطوطہ نمبر ٢٠٧)

فقہ ، عربی (نثر)

١- **تقطیع** : طول بارہ انچ ، عرض ساڑھے چھ انچ ۔

٢- **اوراق** : ١٥٥ ورق ، ٣١٠ صفحات ۔

٣- **خط** : نسخ ، معمولی ۔

٤- **کاتب** : نام کاتب اور تاریخ کتابت غیر مذکور ۔

٥- **مولف** : عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ ، المتوفی ٧٥٠ھ ۔

۶- **آغاز** : "شرح الوقایہ بحیث ینحل منہ مغلقات المختصر فشرعت فی اسعاف مرامہ فتوفاہ اللہ قبل اتمامہ -"

۷- **اختتام** : "کتاب النکاح ھو عقد موضوع لملک المتعۃ " -

۸- **کیفیت** : شرح الوقایہ کے جزء اول کا ناقص مخطوطہ ہے - کتاب الحج کے آخر تک ہے نہایت معمولی سا نسخہ ہے چند صفحات پر چلپی سے حواشی نقل کیے گئے ہیں -

ع
۲۹۷ء۳
تا - ش

شرح الوقایہ (جزء الثانی _ ناقص)

(مخطوطہ نمبر ۲۳۴)

فقہ ، عربی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول بارہ انچ ، عرض ساڑھے چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۱۲۱ ورق ، ۲۴۲ صفحات ، ۱۳ سطریں .

۳- **خط** : نسخ ، معمولی .

۴- **کاتب** : عبید اللہ .

ترقیمہ

"قدوجدالفراغ من ھذا ؟ السنتحہ المبارکۃ المیمونۃ المسمی بشرح الوقایہ بروزبان شنبہ ؟ کماو ...؟ روز فطر وقت نماز ...؟ در مسجد جانو از دست عبیداللہ آخونداده . . . . . ."

۵- **مولف** : عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ ، المتوفی ۷۴۰ھ .

۶- **آغاز** : "ومن وھب امۃ الاحملہا او علیہا ان یردھا علیہ اویعتقہا" .

۷- **اختتام** : ''واسواق المسلمین لایخلوا عن المسروق والمغصوب والمحرم ومع ذلک یباح التناول اعتماداً علی الغالب ، واللہ اعلم بالصواب ''۔

۸- **کیفیت** : شرح الوقایہ کا الجزء الثانی ہے مگر ناقص ہے۔ اس مخطوطے کی ابتداء کتاب الاجارہ سے ہوتی ہے اور کتاب الاجارہ کا بھی ابتدائی حصہ غائب ہے۔ معمولی سا نسخہ ہے جستہ جستہ حواشی دیئے گئے ہیں جو چلپی سے ماخوذ ہیں۔ آخر میں کاتب کا نام مذکور ہے مگر تاریخ کتابت مندرج نہیں ہے۔

ع
۲۹۷ء۳
قا - س

شرح الوقایہ (الجزء الاول ـ ناقص)

(مخطوطہ نمبر ۹۸)

فقہ ، عربی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول ساڑھے تیرہ انچ ، عرض دس انچ ۔

۲- **اوراق** : ۹۰ ورق ، ۱۸۰ صفحات ، ۲۲ سطریں ۔

۳- **خط** : نسخ ، معمولی ۔

۴- **کاتب** : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت غیر مذکور ۔

۵- **مولف** : عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ ، المتوفی ۷۴۷ھ ۔

۶- **آغاز** : ''الحمدللہ رب العالمین ، والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین ، یقول العبدالمتوسل الی اللہ باقوی الذریعہ عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ ''۔

۷- **اختتام** : ''وتتقادم الشرب بزوال الریح ولغیرہ بمضی شہر فان

شہدوا بزناوھی غائبۃ حد‘‘ ۔

۸۔ **کیفیت** : شرح الوقایہ کا جزء اول ہے مگر ناقص ہے اور کتاب الحدود تک ہے آخری صفحہ پر باب الشہادۃ علی الزنا کی ابتدائی لائنیں ہیں ۔ حواشی بھی دیئے گئے ہیں جو زیادہ تر چلپی عینی اور ھدایہ سے ماخوذ ہیں ۔ ابتدائی صفحات فرسودہ اور کرم خوردہ ہیں ۔ خطاطی کے لحاظ سے بالکل معمولی نسخہ ہے ۔

شرح الوقایہ (الجزء الثانی کتاب البیع)

ع
۲۹۷۰۳
تا ۔ ش

(مخطوطہ نمبر ۹۷)

فقہ ، عربی (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول پونے دس انچ ، عرض پونے چھ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۱۶۵ ورق ، ۳۳۰ صفحات ، ۱۹ سطریں ۔

۳۔ **خط** : نسخ ۔

۴۔ **کاتب** : نام کاتب اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے ۔

۵۔ **مولف** : عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ المتوفی ۷۵۰ھ ۔

۶۔ **آغاز** : ’’کتاب البیع ، ھومبادلۃ مال بمال ینعقد بایجاب وقبول‘‘ ۔

۷۔ **اختتام** : ’’واسواق المسلمین لایخلوعن المسروق والمغصوب والمحرم ومع ذلک یباح التناول اعتماداً علی الغالب ، واللہ اعلم بالصواب‘‘ ۔

۸۔ **کیفیت** : شرح الوقایہ کے جزء ثانی کا مخطوطہ ہے ، بوسیدہ نسخہ ہے مرمت بھی کی گئی ہے ۔ حاشیے پر معمولی طالبعلمانہ نوٹ بھی ہیں ۔

ع
۲۹۷ء۳
تا ـ ش

شرح الوقایہ (الجزء الاول ـ ناقص)

(مخطوطہ نمبر ۱۶۳)

فقہ ، عربی (نثر)

۱ـ تقطیع : طول گیارہ انچ ، عرض سات انچ ۔

۲ـ اوراق : ۵۰ ورق ، ۱۰۰ صفحات ۔

۳ـ خط : نسخ ، معمولی ۔

۴ـ کاتب : نام اور تاریخ کتابت موجود نہیں ہے ۔

۵ـ مولف : عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ المتوفی ۷۵۰ ھ۔

۶ـ آغاز : ''الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین'' ۔

۷ـ اختتام : ''فمہر المثل واجب . . . لا یجب الزیادۃ'' ۔

۸ـ کیفیت : کتاب النکاح کے ابتدائی صفحات تک ایک ناقص بدخط اور معمولی نسخہ ہے ۔

ع
۲۹۷ء۳
تا ـ ش

شرح الوقایہ (الجزء الثانی ـ ناقص)

(مخطوطہ نمبر ۸۲)

فقہ ، عربی (نثر)

۱ـ تقطیع : طول آٹھ انچ ، عرض سات انچ ۔

۲ـ اوراق : ۱۲۸ ورق ، ۲۵۶ صفحات ، ۱۹ سطریں ۔

۳- **خط** : نسخ، معمولی .

۴- **کاتب** : عبدالقادر سمانی ۱۰۷۷ھ .

۵- **مولف** : عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعة المتوفی ۷۵۰ ھ .

۶- **آغاز** : ''لا یضمن الا اذا کان زائداً فی الوزن علی السرج الذی نزعہ'' ۔

۷- **اختتام** : ''ھی فی بعض الاحکام فکذا فی ھذا لاحتیاجہ الی زوال اثر الکفر و ھوالرق'' ۔

۸- **کیفیت** : شرح الوقایہ کا جزء ثانی ہے مگر ابتداء سے ناقص ہے اور کتاب البیع کے متعدد صفحات غائب ہیں ۔ اس مخطوطے کی ابتداء صفحہ ۹ سے باب الاجارة الفاسدہ سے ہو رہی ہے ۔ ابتداء میں وصیت سے متعلق کچھ صفحات بے ربط اور غیر متعلق لگے ہوئے ہیں ۔ آخری صفحہ نصف غائب ہے مگر نام کاتب اور تاریخ کتابت واضح ہے ۔ معمولی سا نسخ میں لکھا ہوا ہے عنوانات سرخ روشنائی سے دیئے گئے ہیں کہیں کہیں حاشیہ اور بین السطور موجود ہیں ۔

ع
۲۹۷ء۳
تا ۔ ش

شرح الوقایہ

(مخطوطہ نمبر ۸۹)

فقہ ، عربی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول پونے بارہ انچ ، عرض ۹ انچ .

۲- **اوراق** : ۱۴۰ ورق، ۲۸۰ صفحات ، ۲۷ سطریں .

۳- **خط** : نسخ، معمولی۔

۴- **کاتب** : عبدالسعید ۱۱۳۹ھ۔

ترقیمه

''تمت شرح وقایۃ الروایہ من ید عبدالسعید پر خاک اخوند فرید فی شہر ربیع الثانی من یوم الثالث والعشرین روز یکشنبه در وقت عصر و در سن هجری صلی الله علیه وسلم گزشت یکہزار و صد و یک کم چہل رفت و باقی صدی شصت ویک باقی ماند'' -

۵- **مولف** : عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعة المتوفی ۷۴۷ھ۔

۶- **آغاز** : ''کان بعیداً جازله التمیم قال صاحب المحیط هذ احسن جداً''۔

۷- **اختتام** : ''قلنا التحری یصار الیه لدفع الحرج واسواق المسلمین لایخلوعن المسروق والمغصوب والمحرم ومع ذلک یباح التناول اعتمادا علی الغالب'' -

۸- **کیفیت** : اچھا خاصا معتنایہ نسخہ ہے - خط معمولی ہے - ابتداء سے کچھ صفحات غائب ہیں - کہیں کہیں حواشی بھی درج ہیں - عناوین سرخ روشنائی سے دیئے گئے ہیں -

فتاوی قراخانیہ

ف
۲۹۷۰۳۵
صد - ف

(مخطوطه نمبر ٦٩)

فقه، فارسی

۱- **تقطیع** : طول باره انچ، عرض ساڑھے سات انچ۔

۲- اوراق : ۲۹۳ ورق ، ۵۸٦ صفحات ، ۱۹ سطریں .

۳- خط : نستعلیق .

۴- کاتب : میاں محمد عظمت .

ترقیمہ

"تمت الکتاب بعون الملک الوہاب المسمی فتاوی قراخانیہ میاں محمد عظمت . . . محمد سمیر طالب علم نوشتہ حق تعالیٰ توفیق خواندن کرامت نماید در ماہ مبارک رمضان ھجری تحریر یافت" .

۵- مولف : ملا صدرالدین بن یعقوب ، مرتب قرا خان .

٦- آغاز : حمد و سپاس و ثنائے بے قیاس مر علیم مطلق و ملیک برحق تقدست اسماءہ و تعالیٰ کبریاؤہ -

۷- اختتام : والجد یقوم مقام الاب عند ابی حنیفہ و علیہ الفتویٰ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع وا لمآب -

۸- کیفیت : فتاویٰ کی یہ کتاب جیسا کہ مقدمہ کتاب سے ظاہر ہے فیروز شاہ خلجی کے عہد میں ملا صدرالدین بن یعقوب نے سوال و جواب کی شکل میں مرتب کی تھی - مؤلف فیروز شاہ خلجی کی دینداری ، عدل گستری اور علم پروری کا بڑا مداح ہے اور خصوصیت کے ساتھ شاہ کے اس عمل کو بڑی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ شاہ نے خالص اسلامی قوانین کو ممالک محروسہ میں رائج کیا ہے - چونکہ شاہ فیروز خلجی کے پاس کوئی ایسی آسان ، جامع اور مستند کتاب نہیں تھی جس کے ذریعہ

دور دراز کے علاقے کے قضاۃ فیصلے کرتے اس لیے مؤلف نے اسلاف کے مستند ذخائر فقہیہ سے استفادہ کر کے یہ کتاب مرتب کی ۔ یہ کتاب اپنے دور میں پسند کی گئی اور عرصہ تک مقدمات و حضومات کا فیصلہ اس کے مطابق ہوتا رہا ۔ مولف کی وفات کے بعد اس کے ورثاء (جو اتنے اہل علم نہیں تھے) نے اس مجموعہ کو لوگوں سے چھپانے کی غرض سے زیر زمین دفن کر دیا تھا لیکن علاءالدین خلجی کے عہد (۶۹۲/۱۶ء) میں ایک فقیہ الملقب بہ فرا خان نے اس کتاب کی افادیت اور ضرورت کو محسوس کیا ۔ چنانچہ انہوں نے مولف مذکور کے ورثاء سے رابطہ قائم کرکے اس علمی گنجینے کو زمین سے نکلوایا اور علاءالدین خلجی کے تعاون سے ان فتاویٰ کی دوبارہ تدوین و تسوید کے لیے علماء کی ایک جماعت مقرر کی ۔ جنہوں نے اس کی باقاعدہ تدوین و تبویب کا کام انجام دیا ۔ پھر اس کی نقلیں کروا کر ممالک محروسہ میں بھیجی گئیں ۔ (ماخوذ از مقدمہ کتاب)

مرتب نے اس کتاب کو رائج الوقت کتب احناف کے انداز پر ترتیب دیا ہے مثلاً کتاب الطہارت سے شروع کرکے فرائض پر ختم کیا ہے ۔

پہلے سوال قائم کیا گیا ہے اور پھر حنفی فقہ کی رو سے اس کا جواب تحریر کیا گیا ہے ۔ اپنے جواب میں مولف و مرتب نے باقاعدہ مستند فقہی کتب سے استشہاد بھی کیا ہے ۔ اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ ایک

قیمتی علمی سرمایہ ہے ۔

قیاس غالب ہے کہ اس مخطوطے کا مطبوعہ نسخہ کہیں موجود نہیں ہے ۔ ترقیمہ کاتب کا کچھ حصہ کسی نے مٹا دیا ہے اس لیے اس کی تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چل سکا ۔ اتنا معلوم ہو سکا کہ دو طلبا نے مل کر اس کی کتابت کی ہے جن کا نام محمد عظمت اور محمد سمیر تھا ۔ گمان غالب ہے کہ یہ مخطوطہ بارھویں صدی ہجری میں لکھا گیا ہے ۔ کتابت واضح ہے ہر استفتاء پر سرخ نشان لگا ہوا ہے ۔ مخطوطہ بوسیدگی سے محفوظ ہے اور جگہ جگہ کسی اہل علم نے حاشیہ بھی چڑھایا ہے جو آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے ۔

کتب المراجع : ۱۔ مقدمہ مخطوطہ ہذا ۔

۲۔ An Oriental Biographical Dictionary, by Beale.

ع
۲۹۷۰۳
ابو ۔ م

المقدمة فی الصلوة

(مخطوطہ نمبر ۵۰۷۷)

فقہ ، عربی

۱۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض ساڑھے پانچ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۳۵ ورق ، ۷۰ صفحات ، ۱۴ سطریں ۔

۳۔ **خط** : نسخ ۔

۴۔ **کاتب** : سید فیض علی شاہ ۔

۵۔ **مولف** : فقیہ ابوالليث سمرقندی ،

۶- **آغاز** : الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین و لاعدوان الا علی الظالمین .

۷- **اختتام** : الجواب فقل له' رجل صلی و فی کمه جزءالکتاب و فی فمه . . . . والله اعلم بالصواب .

۸- **کیفیت** : اگرچه حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن غالب گمان یہ ہے کہ یہ فقیہ ابواللیث سمرقندی کا رسالہ المقدمة فی الصلواة ہے .

کیونکہ خطبہ کے فوراً بعد یہ عبارت ہے :

قوله الفقیه ابواللیث السمرقندی رح اعلم بان الصلواة فریضة قائمة و شریعة ثابتة عرفت فرضیتها بالکتاب و السنة و اجماع الامة .

ابواللیث سمرقندی کی دوسری کتابوں مثلاً تنبیه الغافلین وغیرہ میں بھی یہی انداز اختیار کیا گیا ہے .

فقیہ ابواللیث سمرقندی کے حالات کے لیے ''تنبیه الغافلین'' کی تفصیلی فہرست کی طرف رجوع فرمائیں .

ف
۲۹۷۳
شر - ن

نام حق

(مخطوطه نمبر ۱۹)

فارسی ، فقیہ (نظم)

۱- **تقطیع** : طول پونے نو انچ ، عرض چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۱۴ ورق ، ۲۸ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق ، معمولی .

۴- **کاتب** : کاتب کا نام اور سن کتابت مذکور نہیں ھے ۔

۵- **مولف** : شرف الدین بخاری ، ۶۹۳ھ / ۱۲۹۴ء ۔

۶- **آغاز** : " نام حق بر زبان ہمی رانم کہ بجان و دلش ہمی خوانم "

۷- **اختتام** : "ختم شد بر ثنائی یزدانی بدعا یاد کن چو بتوانی"

۸- **کیفیت** : نام حق فقہ کے موضوع پر ایک فارسی نظم ہے - جس میں احکام صلوٰۃ بیان کیے گئے ہیں ، تقسیم برصغیر سے پہلے تک یہ رسالہ مکاتب میں بچوں کی تعلیم کے لیے متداول رہا ہے - زیر نظر مخطوطہ ایک معمولی سا نسخہ ہے - اگرچہ قابل اعتنا ہے -

ہدایہ اخیرین

(مخطوطہ نمبر ۴۷)

فقہ ، عربی

۱- **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض سات انچ ۔

۲- **اوراق** : ۳۰۱ ورق ، ۶۰۲ صفحات ۔

۳- **خط** : نسخ ۔

۴- **کاتب** : نا معلوم ۔

۵- **مولف** : برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی ۵۹۳ھ ۔

۶- **آغاز** : کتاب البیوع - قال البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کانا بلفظی الماضی ۔

۷۔ **اختتام** : کقلیل النجاسة و قلیل الانکشاف بخلاف ما اذا کانا نصفین او کانت المیتة اغلب لانہ' لا ضرورۃ فیه واللہ اعلم بالصواب .

۸۔ **کیفیت** : ہدایہ اخیرین کا یہ مخطوطہ حاشیوں سے مزین ہے ۔ مگر محشی کا نام درج نہیں ہے ۔ مخطوطہ کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الوصایا پر ختم ہوتا ہے ۔ مخطوطہ مکمل ہے .

ترقیمہ میں کاتب نے "عبد ضعیف" لکھ کر چھوڑ دیا ہے اور اپنا نام درج نہیں کیا ہے ۔ اس لیے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اس کی کتابت کس نے کی ہے ۔ کاغذ کی بوسیدگی اور طرز کتابت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ بارھویں صدی ہجری کا ہے .

ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی ہی کی ایک مختصر کتاب بدایة المبتدی کی شرح ہے اور بدایہ قدوری کی تلخیص ہے ۔ اس لیے ہدایہ کے بیشتر مسائل قدوری کے ہیں ۔ کتاب الجامع الصغیر امام محمد شیبانی[۳] کے متون بھی ہدایہ میں ہیں ۔ یہ کتاب علماء میں بے حد مقبول ہوئی اور اس کی بے شمار شرحیں اور حواشی لکھے گئے ہیں ۔ صاحب کشف الظنون نے ان تمام شرحوں اور حواشی کا تذکرہ کیا ہے ۔ اس کتاب کی مقبولیت کو واضح کرنے کے لیے صاحب کشف الظنون نے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جو ہدایہ کے بارے میں علماء کے درمیان مشہور ہیں ۔ علامہ ہداد فرماتے ہیں :

ان الهدایۃ کالقرآن قد نسخت
ماصنفوا قبلہ، فی الشرع من کتب
فاحفظ قواعدھا واسلک مسالکھا
لسیلم مقالک من زیغ و من کذب

علامہ برہان الدینؒ مرغینانی کے والد کا نام شیخ الامام بہاء الدین علی بن محمد بن اسماعیل الاسبیجابی (متوفی ۵۳۵ھ بمقام سمرقند) تھا آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۸ رجب بروز پیر بعد نماز عصر ۵۱۱ھ کو ہوئی۔ آپ نے فقہ کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور ۵۴۴ھ میں حج و زیارت کی سعادت بھی حاصل فرمائی۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ علامہ اکمل الدین البابرتی صاحب عنایہ شرح ہدایہ نے لکھا ہے کہ علامہ برہان الدین نے ہدایہ ۱۳ سال کی مدت میں مکمل کی اور اس ساری مدت میں مسلسل روزہ دار رہے۔

امام عماد الدین بن شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

کتاب الهدایۃ یهدی الهدیٰ
الی حافظیہ و یجلو العمیٰ
فلازمہ و احفظہ یاذاالحجیٰ
فمن نالہ، نال اقصیٰ المنیٰ

مورخہ ۱۴ ذی الحجہ ۵۹۳ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ اور سمرقند میں بقول علامہ شامی صاحب ردالمحتار تربۃ المحمدیین کے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔ تربۃ المحمدیین

وہ مقام ہے جہاں تقریباً چار سو ایسے علماء مدفون ہیں جنھیں تصانیف جلیلہ کے مصنف ہونے کا فخر حاصل رہا ہے ۔ صاحب ہدایہ کی دیگر مشہور تصانیف یہ ہیں ۔

(١) کتاب مجموع النوازل ۔ (٢) کتاب فی الفرایض ۔
(٣) کتاب التجنیس و المزید ۔ (٤) بدایة المبتدی ۔
(٥) کفایة المنتهی ۔ (٦) مناسک الحج وغیرہ ۔

کتب المراجع : ١۔ کشف الظنون ۔
٢۔ مقدمة الهدایه مولانا عبدالحی لکھنوی ۔

ع
٢٩٧٤ع٢
نسفی۔ع

رسالہ عقائد نسفی

(مخطوطہ نمبر ٧٧ ب)

کلام ، عربی

١۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض ساڑھے پانچ انچ .

٢۔ **اوراق** : ٦ ورق ، ١٢ صفحات ، ١٠ سطریں .

٣۔ **خط** : نسخ .

٤۔ **کاتب** : نا معلوم .

٥۔ **مولف** : نجم الدین ابو حفص عمر النسفی ٥٣٧ھ/١١٤٢ء .

٦۔ **آغاز** : خبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم المؤید بالمعجزة و هو یوجب العلم الا ستد لالی .

٧۔ **اختتام** : وعامة البشر افضل من عامة الملائکة .

٨۔ **کیفیت** : زیر نظر مخطوطہ کے ابتدائی صفحات غائب ہیں ۔ اس لیے

نہ سن کتابت کا پتہ چل سکا اور نہ کاتب کا ۔ اندازہ ہوتا ہے کہ بارھویں صدی کے آخر میں لکھا گیا ہے ۔ خط نہایت خراب اور کاغذ بوسیدہ ہے ۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں ہیں ۔

علامہ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد النسفی ۴۶۱ھ میں نسف میں پیدا ہوئے ۔ فقہ اصول ۔ علم کلام ، تفسیر، حدیث ، فلسفہ اور منطق میں مہارت تامہ رکھتے تھے ۔ آپ نے مختلف فنون میں تقریباً ایک سو کتابیں یادگار چھوڑی ہیں ۔ آپ کو مفتی الثقلین کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا تھا ۔ آپ کو اپنے دور ہی میں قبول عام حاصل ہو گیا تھا اور آپ کی تصنیفات کو علماء کے حلقہ میں بڑی وقعت حاصل تھی ۔ ۵۳۷ھ/ ۱۱۴۲ء میں آپ کی وفات سمرقند میں ہو گئی ۔

کتب المراجع : ۱۔ An Oriental Biographical Dictionary by Beale.

۲۔ معجم المطبوعات العربية والمعربه، یوسف الیان سبرکیس ۔

شرح عقائد نسفی

(مخطوطه نمبر ۹۱)

کلام ، عربی

۱۔ **تقطیع** : طول سات انچ ، عرض پانچ انچ ۔

۲۔ اوراق : ۸۹ ورق ، ۱۷۸ صفحات ۔

۳۔ خط : نسخ ۔

۴۔ کاتب : نامعلوم ۔

۵۔ مولف : مسعود بن عمر بن عبداللہ سعدالدین تفتازانی الخراسانی ، ۷۹۱ھ۔

۶۔ آغاز : الحمدللہ المتوحد بجلال ذاتہ و کمال صفاتہ المتقدس فی نعوت الجبروت ۔

۷۔ اختتام : والجواب ان النصارٰی استعظمو المسیح بحیث یتوقع من ان یکون عبداً من عباد اللہ تعالیٰ بل ینفی ان یکون ابنالہ لا نہ مجردلا اب لہ ۔

۸۔ کیفیت : یہ مخطوطہ اس اعتبار سے ناقص ہے کہ آخری سات سطر یں جو آخری صفحے پر درج تھیں غائب ہیں ۔ کاغذ نہایت بوسیدہ ہے تقریباً ڈھائی سو برس پرانا مخطوطہ معلوم ہوتا ہے ۔ کتاب کے تمام صفحات پر مختصر حاشیے لکھے ہوئے ہیں ۔ اکثر صفحات کٹے پھٹے ہوئے ہیں ۔ اکثر مقامات پر متن کی عبارت کے نیچے امتیاز کے لیے سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے ۔ جس سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ کہاں تک متن کی عبارت ہے پھر کہاں سے شرح شروع ہوتی ہے ۔ شرح عقائد نسفی درس نظامی کی متداول و معروف کتاب ہے اکثر دینی مدارس میں اس کو شرائط دورۂ حدیث کی حیثیت سے رکھا گیا ہے ۔ علامہ تفتازانی نے اس کتاب کو ۷۶۸ھ بمطابق ۱۳۶۷ء بمقام خوارزم مکمل کیا ۔ عقاید کے سلسلے میں عمر بن محمد النسفی نے ۵۳۷ھ میں

ایک مختصر سا رسالہ لکھا جس کی یہ شرح ہے - اس کتاب کی متعدد شرحیں اور حاشیے لکھے گئے ہیں - اس کی مشہور شرح الخیالی ہے جو ۱۸۷۰ء میں عبدالحکیم سیالکوٹی کے حواشی کے ساتھ دہلی سے شائع ہوئی - ۱۲۹۷ھ میں حواشی قرہ خلیل کے ساتھ قاہرہ سے اور حسن شہید کی شرح کے ساتھ ۱۳۲۸ھ میں بہار سے شائع ہوئی علامہ مسعود بن عمر عبداللہ سعدالدین التفتازانی صفر ۷۲۲ھ بمطابق مارچ ۱۳۲۲ء میں قریۃ الرجال تفتازان میں پیدا ہوئے - تفتازان خراسان میں نسا کے قریب واقع ہے - کہا جاتا ہے کہ وہ عضدالدین ایجی اور قطب الدین الرازی کے شاگرد ہیں - زندگی کے ابتدائی دور ہی سے علامہ کو تصنیف و تالیف کا شوق تھا - چنانچہ انہوں نے اپنی پہلی تصنیف شرح التصریف العزی سولہ سال کی عمر میں ۷۳۸ھ کو فریومد کے مقام پر مکمل کی - اس کے بعد آپ نے المطول - المختصر المعانی اور التلویح لکھی جس کے باعث آپ کے علم و فضل کی دھاک بیٹھ گئی - جب ۷۸۱ھ میں تیمور نے خوارزم پر حملہ کیا اور اس کو تفتازانی کے علم وفضل کی خبر ملی تو اس نے آپ کو سمرقند بلایا اور بڑی قدر و منزلت کی - ۷۹۰ھ میں جرجانی بھی سمرقند آئے اور وہیں معاصرانہ چشمک کی وجہ سے دونوں حضرات کے مابین مناظرے ہوئے اور آپس میں کشیدگی ہو گئی - ۷۹۱ھ بمطابق ۱۳۸۹ء کو سمرقند میں علامہ تفتازانی کی وفات ہوگئی اور سرخس

میں آپ کو دفن کیا گیا ۔ علامہ تفتازانی کے مسلک کے بارے میں اختلاف ہے ۔ بعض نے ان کو شافعی لکھا ہے (الکفوی وحسن چلپی) اور بعض نے خیال ظاہر کیا ہے کہ آپ حنفی تھے (ابن نجیم و ملا علی قاری) ۔

آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف مشہور ہیں ۔

(۱) شرح التصریف العزی (۲) الارشاد (نحو) (۳) المطول (۴) المختصر المعانی بلاغت (۵) شرح الرسالۃ الشمسیہ (منطق) (۶) تہذیب المنطق و الکلام (۷) المقاصد کلام (۸) شرح العقائد النسفیہ (کلام) (۹) التلویح اصول فقہ (۱۰) المفتاح (فروع شافعی) (۱۱) کشف الاسرار و عدۃ الابرار (تفسیر قرآن) وغیرہ وغیرہ ۔

کتب المراجع : ۱۔ دائرۂ معارف اسلامیہ ، جلد ۶ ، پنجاب یونیورسٹی ۔
۲۔ کشف الظنون ۔

کاشف اللغات

ف
۲۹۷،۴
در۔ک

(مخطوطہ نمبر ۷۷ الف)

کلام ، فارسی

۱۔ **تقطیع** : طول ۹ انچ ، عرض ٦ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۳۷ ورق ، ۷۳ صفحات ۔

۳۔ **خط** : نستعلیق ۔

۴۔ **کاتب** : سید فیض علی شاہ ۔

ترقیمه

''تمت الکتاب المسمّٰی کاشف اللغات کاتب فقیر حقیر پر ازتقصیر سید فیض علی شاہ درمملکت سید فیض علی شاہ میا ہر کسے را دعوئ کند باطل باطل باطل''۔

۵۔ **مولف** : عبدالکریم بن مخدوم درویزہ ننکساری پشاوری متوفی ۱۰۷۲ھ۔

۶۔ **آغاز** : جملہ صفت وثنا شایان خدائی آنکہ بگردانید ایمان را سبب آزادی بندگان از دوزخ۔

۷۔ **اختتام** : محصن یوزن النفس واتمم من تلمهم وانستمم سجید معنوناً معسور و علم لاباج شاول واللہ اعلم بالصواب۔

۸۔ **کیفیت** : یہ مخطوطہ بھی غالباً بارہویں صدی کے اوائل میں لکھا گیا ہے۔ مولف نے مقدمے میں اس کتاب کی وجہ تالیف یوں بیان کی ہے :

''امابعد می خواہد ایں فقیر حقیر عبدالکریم بن مخدوم درویزہ ننکساری کہ سخنی چنداں از ایمان و کفر دریں اوراق بیارد و بعضے بزبان فارسی و بعضے بزبان افغانی تا ضعفائے افغانان را فائدۂ دین حاصل آید زیرانکہ ایں جماعت افغانان محبت دین دردل بسیار دارد اما ازاں روکہ از انواع علوم خالی اند نہ طریقۂ حصول می دانند و نہ طریقہ زوال ایمان پس فقیرمی خواہد کہ ہمہ طریقہ حصول ایمان بیان بکند تا ہر کہ از ایشان دریں مجموع نظر بکند و باوربکند از انواع کفر خلاص گردد وبرایمان

مستقیم گردد'' ۔

مولف نے فصل اول میں ایمان کی دو قسمیں بتلائی ہیں ۱ ۔ ایمان تفصیلی ۲ ۔ ایمان اجمالی اور پھر ان کی شرح کی ہے ۔

صفحہ ۳۸ تک تمام تشریحات فارسی میں ہیں ۔ صفحہ ۳۹ سے پشتو شروع ہو گئی ہے اور اس کے بعد کے ۳۶ صفحات کے سارے مضامین پشتو میں ہیں پشتو والے حصے میں زیادہ تر فرقہ شیعہ کے عقائد پر تنقید کی گئی ہے ۔

غالب گمان یہ ہے کہ یہ مخطوطہ غیر مطبوعہ ہے ۔

ملا عبدالکریم بن ملا درویزہ پشاوری علوم ظاہری و باطنی میں کمال رکھتے تھے ۔ آپ نے تمام علوم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی اور تمام فنون میں اس قدر مہارت پیدا کی کہ آپ کو محقق افغانستان کہا جانے لگا ۔ آپ نے سیر و سلوک کے مراحل میر سید علی غوادل کی نگرانی میں طے فرمائے اور انہیں کے دست مبارک سے خرقہ خلافت زیب تن فرمایا ۔ آپ کی تصنیفات میں سب سے مشہور مخزن الاسلام ہے اس کتاب کے بارے میں ایک کرامت یہ مشہور ہے کہ روزانہ شام کے وقت آپ ایک سادہ ورق لے کر اپنے حجرے میں چلے جایا کرتے اور رات بھر بغیر روشنی اور چراغ کے اس ورق پر لکھتے رہتے تھے ۔ علی الصباح اپنے ساتھیوں کو وہ ورق دے دیا کرتے اور اس طرح یہ کتاب مکمل ہوئی ۔

۱۰۷ھ میں آپ کی وفات ہو گئی اور یوسف زئی کے
مقام پر آپ کو دفن کیا گیا ۔

المراجع : تذکرہ علمائے ہند جناب رحمن علی ، صفحہ ۱۳۱ ، مطبوعہ نول کشور ، لکھنئو ۔

رسالہ تجویدالقرآن

ف
۱۹۷ء۱۴۱

(مخطوطہ نمبر ۷۷ ج)

تجوید ، فارسی

۱- **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ ۔

۲- **اوراق** : ۷ ورق ، ۱۴ صفحات ، ۱۳ سطریں ۔

۳- **خط** : نسخ ۔

۴- **کاتب** : سید فیض علی شاہ ۔

ترقیمہ

والا تمام فی یوم ، چہار شنبہ ، فی احدیٰ عشر من الشہر
شعبان بیدالفقیر الحقیرملاء التقصیرکاتب سید فیض‌علی شاہ
درمملکت فیض علی شاہ میا ہر کرا دعویٰ کند دعویٰ
باطل باطل باطل ۔

۵- **مولف** : نامعلوم ۔

۶- **آغاز** : ''الحمد للہ رب العلمین والصلوٰہ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و بعد فھذہ رسالة تتعلق بتجوید القرآن'' ۔

۷- **اختتام** : وان کان مکسوراً جازفیہ الا سکان والروم نحو فی العقد فقط نحو اذا حسد .

۸- **کیفیت** : تجوید سے متعلق اس رسالہ میں کوئی خاص بات نہیں ہے - وہی مضامین جو دیگر کتب تجوید میں متداول ہیں اس رسالہ میں پیش کر دیئے گئے ہیں - تیرہویں صدی کے اوائل میں غالباً یہ لکھا گیا ہے .

تاریخ ارادت خان

ف
۹۵۴
ا - ت

(مخطوطہ نمبر ۲۳)

تاریخ ہند ، فارسی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول بارہ انچ ، عرض ساڑھے نو انچ .

۲- **اوراق** : ۵۹ ورق ، ۱۱۸ صفحات ، سطریں ۱۸.

۳- **خط** : نستعلیق ، شکستہ ، جلی .

۴- **کاتب** : میر مرزا علی قیس، تاریخ کتابت ۱۳ رمضان ۱۳۰۰ھ .

ترقیمہ

"تمت تمام شد و کار من نظام شد از دست خط سکنت - خاکسار ازلی سید میر مرزا علی المتخلص بہ قیس ساکن شاہجہان آباد عرف دلی محلہ چوڑی والا نوشتہ ماند . . . تمام بوقت سہ پہر یوم سہ شنبہ سیزدہم رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۰ ہجری نبوی نقل سازی -"

۵- **مولف** : مبارک اللہ واضح الملقب بارادت خان المتوفی ۱۱۲۸ھ/ ۱۷۸۶ء ولد کفایت خان شکستہ نویس -

۶۔ **آغاز** : ''بسم اللہ الرحمن الرحیم ، رب یسر و تمم بالخیر ، الحمد لمن یقول فی حق کلامه فأتو بسورة من مثله والصلوٰة والسلام علی من نطق بالنطق ''انا افصح'' والسلام علی قائل ''سلونی عمادون العرش'' فبعد ، چنین گوید جامع و مولف این سوانح و وقائع بندہ گنہ گار مبارک اللہ متخلص بواضح .''

۷۔ **اختتام** : ''چون این در محل خود در ہمین خاتمہ مذکور است غرض تحریر بادشاہ نامہ نیست کہ احوال امراء و قضایا ہائے سلطنتبایذ نوشت ، دو کلمہ سرگزشت احوال خود است و بس .''

۸۔ **کیفیت** : مصنف کے دادا جہانگیر کے عہد میں میر بخشی (Chief Pay-Master) کےعہدے پر فائز تھے۔ ان کے والد بھی شاہجہان اور اورنگ زیب کے زمانے میں اہم مناصب پر متمکن رہے ۔ خود مصنف ۲۳ سال کی عمر میں جگنہ کے فوجدار متعین ہوئے ۔ چالیسویں سال جلوس میں ارادت خان کا لقب ملا ۔ (جو ان کا خاندانی لقب تھا) اورنگ زیب کے عہد میں اورنگ آباد دکن کے فوجدار مقرر ہوئے اور فرخ سیر کے عہد میں انتقال ہوا ۔ ان کے لڑکے ہدایت اللہ خان ہوشدار جو خود ارادت خان کے لقب سے سرفراز ہوئے تھے نور محل (پنجاب) اور کئی دیگر مقامات کے فوجدار متعین ہوئے تھے ۔ شیر خان لودھی مرأت الخیال کے صفحہ ۲۸۲ پر کہتا ہے کہ مبارک اللہ

واضح بڑے پائے کے شاعر اور محمد زمان راسخ کے شاگرد تھے ۔ چنانچہ ان کا ایک دیوان بھی موجود ہے ۔ (بحوالہ ذیل نمبر ۲) ۔

زیر نظر مخطوطہ مبارک اللہ واضح کی خود نوشت یادداشتوں کا مجموعہ ہے جس کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ اس سے مقصود بادشاہ نامہ نہیں بلکہ آپ بیتی مرتب کرنا ہے ۔

''غرض تحریر بادشاہ نامہ نیست کہ احوال امراء و قضایا ہائے سلطنت باید نوشت ، دو کلمہ سرگزشت احوال خود است و بس'' (صفحہ ۱۱۸) ۔

تاہم اس میں وفات اورنگ زیب ۱۱۱۸ھ سے لے کر محرم ۱۱۲۵ھ (داخلہ فرخ سیر در شہر دہلی) تک کے تمام اہم تاریخی واقعات اور جنگی حالات بیان کر دیئے گئے ہیں ۔ اس کتاب کا (Jonathan Scott) نے انگریزی میں ترجمہ کیا جو ۱۷۸۰ء میں لندن سے شائع ہو چکا ہے ۔ اردو میں بھی ایک ترجمہ ''سوانح عمری منشی ارادت خان واضح'' کے نام سے حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکا ہے ۔ مولوی ذکاء اللہ مرحوم نے تاریخ ہند کی نویں جلد میں اس کے چند اقتباسات درج کر دیئے ہیں ۔ اصل فارسی متن مولانا غلام رسول مہر کی فاضلانہ تحقیق کے ساتھ ادارہ تحقیقات پاکستان ، دانش گاہ پنجاب ، لاہور ، نے جنوری ۱۹۷۱ء میں شائع کیا ہے ۔

زیر نظر کتاب کو خود مصنف نے کوئی نام نہیں دیا

ہے - بعد میں اس کو تاریخ ارادت خان "تاریخ مبارکی" "مقتل السلاطین" اور "جنگ بہادر شاہی" کے نام دئیے گئے ہیں مگر "تاریخ ارادت خان" کے نام سے زیادہ متعارف ہے۔

زیر تعارف مخطوطہ ہر حیثیت سے مکمل اور قابل اعتناء ہے اور فی الجملہ ایک قابل قدر نسخہ ہے۔

اس کتاب کے تین قلمی نسخے (1. Or. 1687, 1850 A.D. 2. Or. 1889, 1797 A.D. and 3. Or. 1816, 1850 A.D.) برٹش میوزیم لائبریری میں (بحوالہ ذیل نمبر ۲) اور دو نسخے پنجاب پبلک لائبریری، لاہور میں موجود ہیں - (۱) ۲۳۷ . ۰ ، ۹۵۴ واضح ، مخطوطہ ۴۳۵ (۲) ۲۳۷ . ۰ ۹۵۴ واضح ، مخطوطہ ۵۳۵)۔

المراجع : ۱- مبارک اللہ واضح تاریخ ارادت خان تصحیح و تہذیب ، غلام رسول مہر ، ادارہ تحقیقات پاکستان ، دانش گاہ پنجاب ، لاہور ، ۱۹۷۱ء ۔

۲- Catalogue of the Persian Manuscripts in the British Museum Library, V. III, p. 938.

۳- Catalogue of the Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library. Bankipore, Patna, 1921, Vol. VII, p. 88.

۴- Storey, C.A., Persian Literature, London, 1953, Vol. I, Part 2, p. 602.

تاریخ فرشتہ

(مخطوطہ نمبر ۲٦)

تاریخ ہند ، فارسی (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول بارہ انچ ، عرض آٹھ انچ۔

۲۔ **اوراق** : ۴۳۹ ورق ، ۸۷۸ صفحات ، ۲۵ سطریں ۔

۳۔ **خط** : نستعلیق ، پختہ ، عمدہ جلی ، عنوانات سرخ ، مجدول سرخ ۔

۴۔ **کاتب** : چرن داس ، ساکن شاہجہان آباد ، تاریخ ۱٦ جمادی الاول ۱۲۱۳ھ۔

''بتاریخ شازدھم جمادی الاول سنہ ۱۰ شاہ عالم بادشاہ مطابق سنہ ۱۲۱۳ھ بدست خاکسار بے مقدار بندہ چرن داس ساکن شاہجہان آباد'' ۔

۵۔ **مولف** : محمد قاسم فرشتہ ہندو شاہ ، استر آبادی ۔

٦۔ **آغاز** : (آغاز کے دو صفحے غائب ہیں) ۔

''ھوالذی جعلکم خلائف فی الارض ، درمیان حقیان جہان سلفی شائع گشتہ''۔

۷۔ **اختتام** : ''برمطالعہ کنندگان این کتاب از ہر مقالہ و ہر طبقہ ملوک و کہن بر تو وضوع خواہد بخشید تمام شد ۔''

۸۔ **کیفیت** : فرشتہ کے حالات زندگی پر دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں ۔ یہ عظیم مورخ جس نے زیر نظر تاریخ لکھ کر بہت سے بادشاہوں کو حیات دوام بخش دی۔ اپنے بارے میں کچھ زیادہ کھل کر نہ لکھ سکا۔ البتہ اس نے اپنی تالیف میں کہیں

کہیں ایسے اشارے کیے ہیں جن سے اس کے حالات زندگی پر تھوڑی سی روشنی ضرور پڑتی ہے مگر ان اشاروں سے اس کی داستان حیات مکمل نہیں کی جا سکتی ۔

فرشتہ کا پورا نام ملا محمد قاسم ہندو شاہ ہے اور تخلص فرشتہ ۔ ہندو شاہ کی اصل کیا ہے؟ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ اس کے باپ کا نام مولانا غلام علی ہندو شاہ تھا ۔ بیٹے کی طرح باپ کے حالات بھی پردۂ اخفا میں ہیں ۔ فرشتہ کا آبائی وطن استر آباد ہے ۔ جہاں وہ ۹۶۰ھ/۱۵۵۲ء میں پیدا ہوا ۔ بچپن میں وہ احمد آباد آ گیا اور شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ تعلیم حاصل کی ۔ جب وہ جوان ہوا تو مرتضیٰ نظام شاہ کے حلقہ ملازمین میں شامل ہو گیا ۔ حسین نظام شاہ ثانی کے بعد وہ بیجا پور چلا گیا اور ۱۵۶۰ء میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کی ملازمت اختیار کر لی ۔ یہاں اس نے سب سے پہلے اختیارات قاسمی کے نام سے طب پر ایک کتاب لکھی ۔ فرشتہ اگرچہ ملکی مہمات میں زیادہ مصروف رہتا تھا مگر لوگ اس کی عملی صلاحیتوں سے نا آشنا نہ تھے ۔ چنانچہ ابراہیم عادل شاہ نے اس کی عملی صلاحیتوں اور تاریخی مذاق کے پیش نظر اسے ہندوستان کے اسلامی عہد کی تاریخ مرتب کرنے کے لیے کہا ۔

فرشتہ نے یہ تاریخ ۱۶۰۶ء سے لکھنی شروع کی اور پانچ سال کی محنت شاقہ کے بعد ۱۶۱۱ء میں اسے مکمل کیا ۔ فرشتہ بہت ہی محنتی ، ایماندار ، حق گو اور صاحب

شعور مورخ تھا ۔ اس نے تاریخ نویسی سے پہلے تمام موجود تاریخی مواد کا مطالعہ کیا ۔ اور ۳۲ کتابوں سے استفادہ کر کے تاریخ فرشتہ کو مکمل کیا ۔ چنانچہ اس نے مقدمے میں اور دیگر مقامات پر ان مأخذات کا حوالہ دیا ہے ۔

تاریخ فرشتہ مقدمے کے علاوہ بارہ ابواب پر مشتمل ہے پہلے گیارہ ابواب میں لاہور ، دہلی ، دکن ، گجرات ، مالوہ ، خاندیش ، بنگال ، جونپور ، ملتان ، سندھ ، کشمیر اور مالا بار کے سلاطین کا تذکرہ ہے اور بارھویں حصے میں ہندوستان کے صوفیائے کرام کے حالات ہیں ۔

بحیثیت مجموعی تاریخ فرشتہ ایک اہم دستاویز ہے ۔ اور ہندوستان میں اسلامی عہد کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اسے کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ تاریخ فرشتہ مطبوعہ ہے ۔ فی الجملہ زیر نظر مخطوطہ ایک صاف ستھرا اور بہترین نسخہ ہے مگر دو صفحات ابتداء سے ناقص ہیں اور آخر کے کچھ صفحات کرم خوردہ ہیں ۔

المراجع : ۱ عبدالحئی خواجہ ، ایم۔ اے اردو ترجمہ ، تاریخ فرشتہ ، ص ۳۶-۳۹ ، شیخ غلام علی ، لاہور ، ۱۹۶۲ء۔

ف
۹۵۴
امر - ظ

ظفر نامہ رنجیت سنگھ

(مخطوطہ نمبر ۳۲)

تاریخ ہند ، فارسی ، (نثر)

۱- **تقطیع** : طول بارہ انچ ، عرض سات انچ .

۲- **اوراق** : ۱۵۹ ورق ، ۳۱۸ صفحات ، ۱۷ سطریں .

۳- **خط** : نستعلیق ، شکستہ ، عنوانات سرخ .

۴- **کاتب** : کتاب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں ہے .

۵- **مولف** : دیوان امر ناتھ اکبری .

۶- **آغاز** : ''تحاریر دشخوار پسند و اہل تحریر نکتہ پیوند را کہ معنی ایشاں بکمال صورت و صورت اینان بجمال معنی زیبائی و غازہ پیرائی بہم رسانیدہ'' .

۷- **اختتام** : ''غنچہ دل گشتہ از و خندہ زن
قامت او سرو رخ او سمن''

۸- **کیفیت** : جن مغربی مصنفین نے سکھوں کے عروج و زوال کی داستان رقم کی ہے ان میں (Princep, Murray, Cunningham) ممتاز ہیں - ان کے ہم عمر هندوستانی مصنفین میں سوہن لال ، بوتی شاہ اور دیوان امر ناتھ نے اس شعبۂ تاریخ میں نمایاں مقام پایا ہے - اور ان میں بھی دیوان امر ناتھ اکبری تاریخ نگاری ، واقعات کی تفصیل اور حقائق کو مشاہداتی رنگ میں پیش کرنے میں ممتاز درجہ رکھتا ہے .

دیوان امر ناتھ خالصہ حکومت کی بے قاعدہ افواج (Ir-regular Forces)، میں بخشی (Pay-Master) کے عہدے پر فائز تھا ۔ اس لیے اس کو اس دور کی تاریخ نگاری کا زیادہ بہتر مواد میسر آیا ہے ۔ اس کے والد دیوان دینا ناتھ رنجیت سنگھ کے وزیر خزانہ تھے اور شہری ، فوجی اور سیاسی حکام کا سارا ریکارڈ ان کے پاس رہتا تھا ۔ خود دیوان امر ناتھ کو رنجیت سنگھ کے دربار میں ایک باأثر شخصیت خیال کیا جاتا تھا اور یہی پس منظر اس کی تاریخ نگاری کی قدر و قیمت میں اضافہ کرتا ہے کیونکہ جس دور میں مصنف نے اس تاریخی مواد کو اکٹھا کیا تھا اس وقت رنجیت سنگھ کی اولین فتوحات میں شریک لوگ بقید حیات تھے اور مصنف نے براہ راست ان سے واقعات کی پڑتال کی تھی ۔

''اینہمہ مقدمات را راقم السطور از روئے آں داشت کہ از معمران معاصران بخوبی دریافت ساختہ '' ۔

اس لحاظ سے زیر نظر مخطوطہ رنجیت سنگھ کے دور کی تاریخ میں ایک اہم مأخذ کا درجہ رکھتا ہے ۔

البتہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ اگرچہ مصنف نے اپنی آنکھوں سے سکھوں کی تباہی کا حال اور ان کے کھنڈرات پر انگریزی سلطنت کو قائم ہوتے دیکھا تھا ۔ مگر پھر اس نے ۱۸۳۵ء کے بعد کے احوال بیان نہیں کیے ۔ غالباً اس لیے کہ اسے درباری خدمات سے سبکدوش کر دیا گیا تھا اور مصنف تنہائی اور عزلت کی زندگی

گزارنے لگا تھا ۔

اس کتاب کا کچھ حصہ تبصرے کے ساتھ مصنف کی زندگی ہی میں کلکتہ ریویو میں شائع ہو گیا تھا ۔ (Calcutta Review, December, 1858, pp. 247-302.) اس کے بعد یہ کتاب ۱۹۲۸ء میں سیتا رام کوھلی ایم ۔ اے کی ایڈیٹنگ کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے شائع ہوئی۔ فاضل ایڈیٹر کے سامنے تین مخطوطات رہے ہیں ۔

(۱) راجہ رام طوطا کا لکھا ہوا جس پر سترہ نومبر ۱۸۶۶ء درج ہے یہ مخطوطہ مصنف کے اہل خاندان کے پاس تھا ۔

(۲) یہ بھی راجہ رام طوطا کا لکھا ہوا ہے۔ جس پر ۱۸۶۶ء تاریخ درج ہے۔

(۳) نامکمل جو مولانا محمد حسین آزاد کے صاحبزادے کے پاس تھا ۔

المراجع : ۱۔ دیوان امر ناتھ اکبری، ظفر نامہ رنجیت سنگھ ، تحقیق و ترتیب سیتا رام کوھلی ۱۹۲۸ء ، پنجاب یونیورسٹی ' لاہور (تعارف صفحہ ۱۶) ۔

دیوان بیدل

ا ف ۸
بید ۔ د

(مخطوطہ نمبر ۵۶)

ادب ، فارسی (نظم)

۱۔ **تقطیع** : طول دس انچ ' عرض چھ انچ ۔

۲- **اوراق** : ۲۱۴ ورق ، ۴۲۸ صفحات ، ۱۳ سطریں .

۳- **خط** : نستعلیق ، شکستہ .

۴- **کاتب** : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں ہے .

۵- **مولف** : ابوالمعالی، مرزا عبدالقادر بیدل ۱۶۴۴ء/ ۵ دسمبر ۱۷۲۰ء .

۶- **آغاز** : ''باوج کبریا کز پہلوی عجز است راہ آنجا
سر موئے گر اینجا خم شوی شکن کلاہ آنجا''

۷- **اختتام** : ''ہر چند غبار نا توانم چو نفس
سرمایا لاف این و آنم چو نفس
باربد و نیک رحمت دوش منست
مزدور ستمکش جہانم چو نفس
تمت الکتاب بعون الملک الوہاب
ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہ گارم''

۸- **کیفیت** : ابوالمعالی مرزا عبدالقادر بیدل عہد عالمگیری کے مشہور فارسی‌گو شاعر ، عارف کامل اور عظیم مفکر تھے - آپ ۱۰۵۴ھ/۱۶۴۴ء میں پٹنہ میں پیدا ہوئے اور ۴ صفر ۱۱۳۳ھ/ ۵ دسمبر ۱۷۲۰ء کو دہلی میں انتقال فرمایا - بیل نے تاریخ وفات ۲۴ نومبر درج کی ہے - ان کے والد میرزا عبدالخالق اوائل عمر ہی میں ترک ماسوا کرکے گوشہ نشین ہوگئے تھے اور سلسلۂ قادریہ کے ایک بزرگ شیخ کمال سے نسبت رکھتے تھے - بیدل کے والدین بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے - ان کے چچا میرزا قلندر نے ان کی تربیت و کفالت کی - میرزا قلندر اگرچہ

امی محض تھے مگر پاکیزہ علمی و ادبی ذوق کے مالک
تھے۔ بیدل بڑے ہو کر تصوف و شاعری میں منہمک
ہو گئے اور دہلی جاکر مشاعروں میں حصہ لینا شروع
کر دیا اور بلندیٔ فطرت اور ذوق سلیم کی بناء پر بہت
جلد عاقل خان رازی سے راہ و رسم ہو گئی جو نواب
موصوف کی زندگی تک برابر قائم رہی۔

ابتداء میں بیدل نے مستقل اقامت اختیار نہیں کی، بلکہ
سنہ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء تک کا عرصہ شاہجہان آباد،
اکبر آباد اور اسلام آباد متھرا کے نواح میں جاٹوں نے
فسادات شروع کیے تو بد امنی سے تنگ آ کر بیدل
مستقل طور پر دہلی چلے گئے۔ دہلی میں مستقل اقامت کا
زمانہ بیدل کے عروج کا زمانہ ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر
نے ان کے دیوان کا مطالعہ کیا اور ان کے اشعار اپنے
رقعات میں درج کیے ہیں اور شاہ عبدالرحیم (والد شاہ
ولی اللہ) نے نظم و نثر میں ان کی تعریف کی ہے۔

بیدل کی تصنیفات نظم و نثر دونوں پر مشتمل ہیں، ان
کے اشعار کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ ہے، غزلیات
کے ساٹھ ہزار اشعار ہیں۔ بیدل کی چھ مثنویاں موجود ہیں
(۱) محیط اعظم (۲) طلسم حیرت (۳) طور معرفت
(۴) عرفان (۵) تنبیہ اہل وسین (۶) ایک بیانیہ مثنوی۔
ان مثنویوں کے اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً تئیس ہزار
ہے۔ نواب شکر اللہ کے نام ایک رقعے میں بیدل نے اپنی

ایک مثنوی گل زرد کا بھی ذکر کیا ہے جو اب نایاب ہے۔ ان کے قصائد کی تعداد انیس ہے جن میں دو ہزار اشعار ہیں ۔ قصائد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ کی مدح میں ہیں ۔

ان کا فن ان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے اس میں بھی وہی خلوص وہی حسن اور اسی طرح کی گہرائی اور عظمت موجود ہے ۔ وہ تصوف کو بہترین لائحہ عمل سمجھتے تھے اس لیے ان کے کلام میں صوفیاء کے احوال و مقامات اور ان کے اخلاق حسنہ کو اس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ باتیں خود بخود دل کی گہرائی میں اتر گئی ہیں ۔

زیر نظر مخطوطہ صفحہ ۴۱۴ تک غزلیات پر مشتمل ہے اور آخر میں صفحہ ۴۲۷ تک قطعات ہیں ۔ غزلیات بترتیب حروف تہجی مذکور ہیں ۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت کہیں مذکور نہیں ہے ۔

المراجع :

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ ، اردو ، ج ص دانش گاہ پنجاب ، لاہور ۔

۲۔ کلیات بیدل ، مطبوعہ افغانستان ۔

۳۔ خواجہ عبدالرشید ، تذکرہ شعرائے پنجاب ، ص ۸۲ ، اقبال اکادمی ، کراچی۔

۴۔ Beale, An Oriental Biographical Dictionary, p. 5, Sind Sagar Academy, Lahore.

۵۔ Rieu, C, Catalogue of the Persian Manuscripts in the British Museum, Liberary, Vol. 2, pp. 607.

دیوان جامی

ا ف ۸
جا ـ د

(مخطوطه نمبر ۴۳)

فارسی ، ادب (نظم)

۱ـ **تقطیع** : طول پونے دس انچ ، عرض ساڑھے پانچ انچ .

۲ـ **اوراق** : ۲۱۹ ورق ، ۴۳۸ صفحات .

۳ـ **خط** : نستعلیق ، پختہ ، عنوانات سرخ ، سنہری حاشیہ .

۴ـ **کاتب** : محمد حسن ، متخلص بسعری ، ابن صدر الدین عرف بچ ، تاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۵۱ھ .

ترقیمہ کاتب

"الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ اصحابہ اجمعین ـ کہ این کتاب فصاحت انتساب دیوان مولانا عبدالرحمان جامی ، روح اللہ روحہ واوصل الینا فتوحہ ، کہ قبل برین بپنج سال در شہر کشمیر تا ردیف عین مہملہ بقلم آمدہ بود ، و بسبب بعض حوادث فرصت اتمام نمی یافت ، تا آنکہ دربست و نہم از فروردین ماہ آلہی در قصبہ نیور برگنہ باختتام اتمامید شد ـ تمام این نامہ رنگین کہ نیست مثل آں موجود در زیر فلک ، پنجشنبہ بستم از ذی حجہ یکہزار و دوصد و پنجاہ ویک ، سید فقیر الحقیر محمد حسن متخلص بسعری ابن خواجہ صدر الدین عرف بچ ، غفراللہ لہ ولوالدیہ ، الہم اغفر لکاتبہ بحق حبیب" .

۵- **مولف** : جامی، مولانا نورالدین عبدالرحمن ۸۹۸ھ .

۶- **آغاز** : ''بسم اللہ الرحمن الرحیم - ھست صلائے سر خوان کریم''

۷- **اختتام** : ''گو کوہ گناہ گران است- لطف وکرم تو بیکران است''

۸- **کیفیت** : مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی جلیل القدر فارسی شاعر نامور عالم اور برگزیدہ صوفی ، خراسان کے ایک ضلع جام کے قصبہ خرجرد میں ۲۳ شعبان ۸۱۷ھ/ سات نومبر ۱۴۱۴ء کو پیدا ہوئے- اور ہرات میں ۱۸ محرم ۸۹۸ھ/۹ نومبر ۱۴۹۲ء کو وفات پائی - بیشمار علماً و فضلاً کی موجودگی میں نہایت اعزاز کےساتھ سپرد خاک کیا گیا - آپ کی تاریخ وفات کسی نے اس آیت مبارکہ سے نکالی تھی ''ومن دخلہ کان آمنا'' .

جامی نے ہرات اور سمرقند میں مروجہ علوم کی تحصیل کی - پھر تصوف کی جانب مائل ہوئے اور سعد الدین محمد الکاشغری کو اپنا روحانی مرشد بنایا - جو خود ایک جلیل القدر ولی اور سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت بہاء الدین نقشبند کے مرید اور خلیفہ تھے - ان کی بدولت جامی سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور ان کی رحلت کے بعد ان کے خلیفہ بنے اور مسند ارشاد سنبھالی - ۸۷۷ھ میں جامی حج کو تشریف لے گئے - واپسی پر بقیہ زندگی ہرات میں‌گزاری اور مسلسل شعر و شاعری اور روحانی مجاہدات میں مصروف رہے .

جامی کی نگارشات قلم متنوع بھی ہیں اور متعدد بھی ، چنانچہ سام میرزا صفوی نے ''تحفہ سامی'' میں ان کی تعداد

۴۵ بتائی ہے اور مولانا عبدالغفور لاری نے ۴۹ بتائی ہے ۔ ان کتابوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جامی کی نظر نہایت گہری تھی اور انہیں زبان اور اسلوب بیان پر مکمل قدرت حاصل تھی ۔ اگرچہ ان کی بیشتر تخلیقات نثر میں ہیں لیکن انہیں زیادہ شہرت شعری تخلیقات کی بنیاد پر حاصل ہوئی ہے ۔ شعری تخلیقات میں ان کی وہ سات مثنویاں اولین حیثیت کی حامل ہیں جو مجموعہ ''ہفت اورنگ'' کے نام سے موسوم ہیں ۔ یہ سات مثنویاں درج ذیل ہیں ۔

(۱) سلسلہ الذہب ۔ (۲) سلامان و ابسال (۳) سبحہ الابرار ۔ (۴) تحفہ الاحرار (۵) یوسف و زلیخا (۶) لیلیٰ و مجنوں (۷) خرد نامہ سکندری ۔

دوسرے نمبر پر ان کی غزلیات ہیں جو زمانۂ شباب سے لے کر آخر عمر تک ذیل کے عنوانات کے تحت ترتیب دی گئی ہیں :

(۱) فاتحۃ الشباب ۸۸۴ھ / ۱۴۷۹ء (۲) واسطۃ العقد ۸۹۴ھ / ۱۴۸۹ء (۳) خاتمۃ الحیات ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء (کلیات جامی کا ایک قلمی نسخہ جو خود مولانا عبدالرحمن جامی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے لینن گراڈ کے ادارۂ السنۂ شرقیہ میں محفوظ ہے) ۔

جامی صرف شاعر ہی نہیں بلکہ ایک متجر عالم اور اس دور کے مروجہ علوم کے بے نظیر فاضل تھے ۔ مندرجہ بالا شعری مجموعہ کے علاوہ فارسی نثر میں ان کی

فاضلانہ و محققانہ تصنیفات موجود ہیں ۔ جن میں سے چند کا تعارف درج ذیل ہے ۔

۱۔ نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص ، یہ کتاب شیخ محی الدین ابن عربی کی مشہور کتاب فصوص الحکم کی تلخیص اور ابن عربی کے عقائد و افکار کی شرح و تفسیر ہے ۔

۲۔ نفحات الانس : ۶۱۳ علمأ و فضلأ اور صوفیاء کا تذکرہ ہے ۔

۳۔ لوائح : یہ کتاب نہایت عمیق عرفانی مقالات اور عارفانہ رباعیات پر مشتمل ہے ۔

۴۔ اشعۃ اللمعات : یہ کتاب شاعر عارف فخر الدین عراقی (متوفی ۶۸۸ھ) کی کتاب ''لمعات'' کی شرح ہے ۔

۵۔ الفوائد الضیائیہ : شرح ملا جامی کے نام سے مشہور اور مدارس عربیہ میں آج تک متداول چلی آتی ہے ۔ عربی نحو کی ایک گراں قدر کتاب ہے ۔

زیرنظر مخطوطہ کی ابتدا میں ایک نثری دیباچہ شامل ہے جو پانچ صفحوں پرمشتمل ہے ۔ اس میں ابتدا میں شاعری کی خصوصیات اور اس کی عظمت بیان کی گئی ہے اور شاعری کی مذہبی حیثیت پر گفتگو کی گئی ہے ۔ اس کے بعد جامی نے بتایا کہ وہ عنفوان شباب ہی سے شاعری کر رہے ہیں اور اب ان کی عمر ساٹھ سے گزر چکی ہے اور ستر کے قریب آ رہی ہے۔ اس لیے وہ اپنے شعری کلام کو حروف تہجی کے مطابق ترتیب دے رہے ہیں ۔ یہ ترتیب انہوں نے ۸۸۳ھ میں دی ، تاریخ اس مصرعے

سے معلوم ہوتی ہے ۔

''برروئے صدف نہاد یک دانہ گہر''

اس دیباچے کے بعد قصائد کی ابتدا ہوتی ہے۔ پہلے قصیدے کا آغاز اس طرح ہے ۔

''زاں پیش کز مداد دہم خامہ رامدد

جویم مدد زفضل تو ای مفضل احد''

دیوان کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے ۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت میں نعتیں ہیں ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت ہے ۔ اخلاق شاہ پارے ہیں ابوالغازی سلطان حسین کی مدح ہے اور سعد الدین الکاشغری (المتوفی سنہ ۸٦۰ھ) کی وفات پر مرثیہ ہے اور اپنے بھائی اور بیٹے کی وفات پر مرثیے شامل ہیں ۔ ورق نمبر ۳۹ سے غزلیات بترتیب حروف تہجی آخر دیوان تک دی گئی ہیں ۔

مخطوطے کے ابتدائی صفحہ کا سرنامہ ملون اور مذہب ہے ۔ اور آخر تک تمام صفحات پر سنہری حاشیہ دیا گیا ہے ۔ یہ بوجوہ ایک بہترین اور قابل قدر نسخہ ہے ۔

المراجع : ۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ' (اردو) ج ۷ 'ص ۵۸ تا ٦۱'
دانش گاہ پنجاب ، لاہور ۔

۲۔ رضا زادہ شفق 'تاریخ ادبیات ایران ، ترجمہ مبارز الدین رفعت ، ایم ۔ اے' ص ۳٦۴، ۳۷۴ ندوۃ المصنفین ، دہلی ۔

۳۔ بدخشانی ' مقبول بیگ ' ادب نامہ ایران ' ص ۵۷۳۔

۵۹۹ھ، یونیورسٹی بک ایجنسی، لاہور -

۴- Rieu, Charles, Catalogue of the Persian Manuscripts, in the British Museum Library, p. 643.

دیوان حافظ شیرازیؒ

اف ۸
حا - د

(مخطوطہ نمبر ۵۳)

ادب فارسی، (نظم)

۱- تقطیع : طول آٹھ انچ، عرض چھ انچ.

۲- اوراق : ۱۵۲ ورق، ۳۰۴ صفحات.

۳- خط : نستعلیق، پختہ - مجدول حاشیہ.

۴- کاتب : حسین علی، ۱۲۷۷ھ.

ترقیمہ کاتب

تمام شد دیوان خواجہ حافظ علیہ الرحمہ حسب الفرمائش عالی جناب معلے القاب خدایگاں معظم جناب عالی جاہ رفیعجائگاہ صاحبی ام عبدالواحد خان سعد اللہ فی الدین والد نیا واجعلہ من عباد اللہ الصالحین - الھم اغفر بانیہ و کاتبہ بدست خط فقیر حقیر سراپا تقصیر حسین علی قوم خاف نوشتہ ماند سیہ بر سفید - نویسندہ را نیست فردا امید ۱۲۷۷ھ - یکھزار و دو صد و ہفتاد و ہفت بود کہ دیوان خواجہ حافظ شیرازی با تمام رسید -

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندہ گنہ گارم

تمت تمام شد ۔

۵۔ **مولف** : شمس الدین محمد حافظ شیرازیؒ ۔ ۷۲۰ھ / ۱۳۲۰ء ۔ ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء۔

۶۔ **آغاز** : صفحہ نمبر ۱ ''رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر حمد بیحد وثنائے بیعدد و سپاس بیقیاس'' ۔

صفحہ نمبر ۱۲ ''الایا ایہا الساقی ادرکاساً وناولہا ۔ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا'' ۔

۷۔ **اختتام** : ''حافظ ورق سخن درائی طے کن

دین خامہ نزد ریائی بے کن

خاموش نشین کہ وقت خاموشی تست

دم در کش و جام بادہ را پرمی کن''

۸۔ **کیفیت** : حافظ شمس الدین محمد فارسی غزل گو شاعر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ولادت ۷۲۰ھ / ۱۳۲۰ء میں ہوئی ہے یا اس کے کچھ مدت بعد شیراز میں ہوئی ہے ۔ وفات کی تاریخ بیل کے مطابق ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء ہے ۔ (بحوالہ ذیل نمبر ۳) انہوں نے اوائل عمر میں قران حفظ کیا اور مروجہ علوم کی تحصیل کی ۔

حافظ کو غزل گوئی میں کمال حاصل تھا ۔ آخر میں انہوں نے اپنی غزلیات کو دیوان کی صورت میں تکمیل کو پہنچایا اور اس کے بعد حافظ کا نام شیراز کی حدود سے نکل کر دور دور مشہور ہو گیا ۔

حافظ ایران کے غزل‌سرا شعرا میں بزرگ ترین مرتبہ رکھتے ہیں ۔ واردات عشق کے بیان میں وہ بہت محتاط ہیں ۔ عریانی سے پرہیز کرتے ہیں ۔ سرور بادہ اور نشاط طرب کی نغمہ سرائی میں مشرق میں ان کا نظیر نہ پہلے پیدا ہوا نہ بعد میں ۔ اگرچہ حافظ عشق و شراب کی توصیف میں رطب اللسان ہیں مگر حقیقتاً اس کے مجازی معنی ان کے مد نظر ہیں ۔ بعض کے نزدیک یہ معرفت و طریقت کے مختلف حالات کے استعارے ہیں ۔

حافظ دنیا کے عظیم ترین شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں اور قدیم اور جدید ہر دور میں اس کا اعتراف کیا گیا ہے ۔ حافظ کو اس قدر پراسرار مقبولیت حاصل ہوئی کہ لوگ ان کے کلام سے فال نکال کر اپنے معاملات میں راہنمائی حاصل کرنے لگے ۔ اس لیے انہیں لسان الغیب کے پراحترام لقب سے یاد کیا گیا اور بعض تذکرہ نگاروں نے انہیں اولیا اللہ میں شمار کیا ہے ۔

حافظ کی عظمت کی تین وجوہات ہیں۔

۱۔ حافظ نے فارسی غزل کو معراج کمال پر پہنچایا اور ایک ایسا اسلوب ایجاد کیا جس کی نظیر ملنی ناممکن ہے ۔

۲۔ حافظ نے فارسی شاعری میں مضامین کا ایسا رنگ پیدا کیا جس میں مجاز اور حقیقت کا خوشگوار امتزاج پایا جاتا ہے ۔

۳۔ حافظ کا زندگی کے بارے میں نقطہ نظر یہ ہے کہ

زندگی میں غم اور بے ثباتی کو ناگزیر مان کر زندگی سے نباہ کیا جائے اور مستقل مزاجی امید اور خوش دلی سے نامساعد حالات کا مقابلہ کیا جائے۔

زیر بحث مخطوطہ ایک بہترین اور قابل اعتنا نسخہ ہے۔ آغاز میں صفحہ گیارہ تک ایک دیباچہ ہے جس میں حافظ کی شاعری پر ایک موجز تبصرہ ہے۔ صفحہ ۱۲ پر مولانا جامی کا قصیدہ صفت دوزادہ امام درج ہے۔ آخر میں صفحہ ۲۹۸ سے صفحہ ۳۰۰ تک حافظ کا قصیدہ دوازدہ امامی درج ہے۔ سب سے آخر میں صفحہ ۳۰۴ پر کسی ضیا الدین کی پیدائش کا تاریخی قطع درج ہے۔

پی تاریخ میلاد نکو فال　　بگفتا نو نہال باغ اقبال

المراجع : ۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ 'اردو' ج ۷، ص ۹۴ تا ۹۹، دانش گاہ پنجاب، لاہور۔

۲۔ Rieu, C., Catalogue of the Persian Manuscripts in the British Museum Library. Vol. II, p. 627.

۳۔ Beale, An Oriental Biographical Dictionary, Sind Sagar Academy, p. 148 Lahore.

دیوان حافظؒ

اف ۸
ح - د

(مخطوطہ نمبر ۲۴۶)

ادب، فارسی (نظم)

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے سات انچ، عرض چار انچ۔

۲۔ **اوراق** : ۱۸۸ ورق - ۳۷۶ صفحے۔

۳- **خط** : نستعلیق ، شکستہ .

۴- **کاتب** : نام کاتب اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے .

۵- **مولف** : شمس الدین محمد حافظ شیرازی ۷۲۰ھ ۷۹۱ھ .

۶- **آغاز** : صفحہ نمبر ۱ ''آفتاب ہر دو عالم حون زنور روی تست
دیدہا روشن ازان از خاک راہ کوئی تست
صفحہ نمبر ۲ الا یا ایہا الساقی ادرکاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا''

۷- **اختتام** : ''حافظ ورق سخن گزاری طے کن
دین خانہ نو و بی ریا بے کن''

۸- **کیفیت** : انتہائی شکستہ اور بوسیدہ نسخہ ہے - کہیں مرمت بھی
کی گئی ہے ابتدائی صفحات خاصے شکستہ ہیں - غرض
ایک عام سا نسخہ ہے .

دیوان خواجۂ کرمانی

ا ف ۸
خو - د

(مخطوطہ نمبر ۴۸)

ادب ، فارسی ، (نظم)

۱- **تقطیع** : طول آٹھ انچ ، عرض ساڑھے پانچ انچ .

۲- **اوراق** : ۱۸۳ ورق ، ۳۶۶ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق .

۴- **کاتب** : کاتب کا نام مرقوم نہیں ہے - تاریخ کتابت ۱۳ رمضان
۱۲۷۷ھ درج ہے .

ترقیمہ کاتب

"مستعجلاً قلمی یزیرفت در یوم دو شنبہ در سیزدہم
شہر رمضان المبارک فی ۱۲۷۷ھ" ۔

۵۔ **مولف** : کمال الدین ابوالعطاء محمود بن علی کرمانی ، متخلص
بخواجہ ، سنہ ۶۷۹ھ - ۷۵۳ھ ۔

۶۔ **آغاز** : "سبحان من تسبحہ الرمل فی القفار
سبحان من تقدسہ البحر فی البحار"

۷۔ **اختتام** : "خاق گویند کہ ترک خطائی بچہ روئی
بکند ترک خطا با نو کہ ترکیست خطائی"

۸۔ **کیفیت** : خواجوئی کرمانی خود اپنی مثنوی "گل و نوروز" کے
ایک شعر کے مطابق ۲۰ شوال ۶۷۹ھ کو بمقام کرمان
پیدا ہوئے اور سنہ ۷۵۳ھ میں وفات پائی - پہلے اپنے ہی
وطن میں تحصیل علوم کی اور پھر سفر اختیار کیا اور
مختلف گروہوں اور ملتوں سے آشنائی پیدا کی اور دنیا اور
اہل دنیا کو خوب آزمایا ۔ فرماتے ہیں :

"خلق کہ گل از باغ فلک چکیدہ ام
چہار حد ملک و ملک دیدہ ام"

کرمانی نے راہ سلوک میں علاءالدین سمنانیؒ (متوفی
سنہ ۷۳۶ھ) سے فیض حاصل کیا اور ان کے ارادت
مندوں میں شامل ہو گئے ۔ آپ سلطان ابو سعید بہادر
(۷۱۶ھ — ۷۳۶ھ) کے ہم عصر تھے ۔ ان کے دیوان میں
ابو سعید بہادر اور وزیر غیاث الدین کی مدح ملتی ہے ۔

کرمانی نے مدائح کے علاوہ عرفانی قصائد اور دلکش غزلیات بھی لکھی ہیں .

دیوان اشعار کے علاوہ استاد نظامی کی طرز پر مثنویاں بھی ملتی ہیں - جن کے نام یہ ہیں :

مثنوی ہمائے ہمایوں : یہ عاشقانہ داستان ہے - اس کے مقدمے میں سلطان ابو سعید بہادر اور اس کے وزیر غیاث‌الدین محمد کی مدح کی ہے -

مثنوی گل و نوروز : یہ مثنوی بھی عاشقانہ ہے اور یہ نظامی کی مثنوی خسرو شیریں کے طرز پر لکھی گئی ہے - اس مثنوی کا پہلا شعر ہے :

" بنام نقش بند صفحہ خاک
غدار افروز مہرویان افلاک "

کمال نامہ : یہ عرفانی مثنوی ہے اس کا آغاز اس طرح ہے

" بسم من لا الہ الا اللہ "

روضۃ الانوار : یہ مثنوی نظامی کی مخزن‌الاسرار کے جواب میں لکھی گئی ہے اور یہ ۲۰ مقالات پر مشتمل ہے -

گوہر نامہ : یہ مثنوی خسرو شیریں کے جواب میں لکھی گئی ہے اس کا موضوع اخلاق و تصوف ہے اور اس کا آغاز اس طرح ہے -

" بنام نام دار نام داراں
گدائی در گہ او شہر یاراں "

زیر بحث مخطوطہ ایک اچھا خاصا قابل اعتنا نسخہ ہے ،

مگر نہ تو زیادہ قدیم ہے اور نہ اس پر کاتب کا نام درج ہے ۔ صرف تاریخ کتابت دی گئی ہے جو اوپر درج کر دی گئی ۔

المراجع : ۱۔ دیوان خواجہ کرمانی ، بہ تصحیح ، احمد سہیلی خوانساری ، چاپخانۂ حیدری ، ایران ۔

۲۔ رضا زادہ شفق ، تاریخ ادبیات ایران ، ترجمہ مبارزالدین رفعت ، ص ۳۸۵ ندوۃالمصنفین ، دہلی ۔

دیوان طالب آملی (نسخہ الف)

(مخطوطہ نمبر ۵۴)

ادب ، فارسی (نظم)

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے نو انچ ، عرض پانچ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۲۳۴ ورق ، ۴۶۸ صفحات ۔

۳۔ **خط** : نسخ ، معمولی ۔

۴۔ **کاتب** : محمد زمان ، تاریخ ۲۲ ربیع‌الثانی ۱۰۵۸ھ ۔

ترقیمہ کاتب

”تمت بالخیر والنظام ، یوم السبت ، اثنین و عشرین شہر ربیع‌الثانی سنہ ۱۰۵۸ھ علی ید اقل الخلیفہ بل لا شئی فی الحقیقہ ' محمد زمان بن المرحوم المغفور

حبیب اللہ غفر اللہ لکم ؟ اِلهما ؟"۔

۵- **مولف** : طالب آملی (۱۰۳۵ھ ۔)

۶- **آغاز** : "ز انسان کہ فال سرہ، زندہ دیدہ رزہ
ز انسان کہ طرح وسمہ کشد ابرو کان"

۷- **اختتام** : " با من لب شیریں زکلام تو سپہر
کفارہ دہد روزہ ہر روز سوا"

۸- **کیفیت** : مولانا محمد طالب آملی مازندران کا رہنے والا ، حکیم رکن الدین مسیح کاشی کے عزیزوں میں سے تھا ۔ پندرہ سولہ برس کی عمر میں ہی مروجہ علوم کی تحصیل کر کے ان میں کافی دسترس حاصل کر لی تھی اور ابتدائے عمر میں ہی کاشان آ گیا تھا ۔ اس نے یہیں شادی کی اور شاعری میں مشق بہم پہنچائی ۔ کچھ عرصہ مرو میں بھی رہا ۔ ملکش خان (یا بکتش خان) کی مدح میں قصائد اور اس کے نام پر خسرو شیریں کی بحر پر ایک مثنوی مکمل کی ۔ اس کے بعد مرزا غازی بیگ ترخان کے پاس قندھار چلا گیا ۔ اس کے بعد وہ ہندوستان آیا اور عبداللہ خان فیروز جنگ حاکم گجرات کے یہاں بڑا اعزاز و اکرام حاصل کیا ۔ پھر شاہ پور تہرانی کے توسط سے اعتمادالدولہ خواجہ غیاث الدین محمد رازی (والد نور جہاں) کے دربار میں رسائی ہو گئی ۔ اعتمادالدولہ خواجہ غیاث الدین محمد رازی نے اسے جہانگیر کے دربار میں بھی متعارف کرایا اور جہانگیر نے اسے ۱۰۲۸ھ میں اپنا ملک الشعرا بنایا ۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے طالب کی شاعری کی تعریف کی ہے۔ آزاد بلگرامی اس کے بارے میں کہتے ہیں۔
''شاعر خوش تخیل و جویائے معانی بلند و شواص لآلی دل پسند''.

مرآة آفتاب نما کا بیان ہے کہ اس کی خوش گوئی کے سبب لوگ اسے ''بلبل آمل'' کہا کرتے تھے۔ سرخوش نے کہا ہے کہ مرزا طائب بھی اس کی استادی کے قائل تھے۔

طالب کے کلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی تشبیہات بڑی نادر اور تازہ ہوتی ہیں۔ اس کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے روش تازہ میں نئے نئے معانی پیدا کیے اور نئے مضامین کا اضافہ کیا۔ طالب کا اکثر کلام ہمیں سادہ، رواں اور تصنع سے مبرا نظر آتا ہے۔ اس کے کلام میں ترکیبات بلا تکلف چلی آتی ہیں۔ معانی کی نزاکت اور ان کی زیبائش اس کا خاصہ ہے۔ چنانچہ خود کہتا ہے:

آرائش معنی چہ بود نازکی لفظ
در نطق سبک روح تراز جوہر جاں باش

طالب کے کلام میں کافی عمق اور گہرائی پائی جاتی ہے:

زاضطراب دل لکنت زباں پیدا است
کہ شمع ہم دم مردن وصیتے دارد

اس کے کلام میں سوز و گداز بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے:

عمرے گزشت کز نظرم رفتے و ہنوز
آواز پائے عمر ز گوشم نمیرود

طالب آملی عین جوانی میں ۱۰۳۶ھ میں انتقال کر گیا تھا ۔ مرأت العالم میں اس کی تاریخ کا قطعہ اس طرح دیا گیا ہے ۔

"حشرش بعلی بن ابی طالب باد"

دیوان طالب آملی کے قلمی نسخوں کی تعداد ۴۸ تک پہنچتی ہے جن میں ۳۲ نسخے وہ ہیں جن کی نشاندہی جناب کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب نے اپنی تصنیف تذکرہ طالب آملی میں سب سے پہلے کی ہے ۔ اس کے بعد اس فہرست کو طاہری شہاب نے اپنی تصنیف کلیات اشعار ملک الشعراء طالب آملی میں نقل کیا ہے اور ساتھ ہی ایران میں موجود مزید ۱۴ قلمی نسخوں کی نشاندہی بھی کی ہے ۔ ریسرچ سیل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے دو نسخے ملا کر ان کی تعداد کل ۴۸ ہو گئی ہے ۔ اب ہم ان مذکورہ بالا نسخوں کی تفصیل طاہری شہاب کی کلیات اشعار سے نقل کرتے ہیں :

"قدیمترین نسخہ دیوان طالب آملی کہ امروزہ مارا در دست است نسخہ متعلقہ بدانشمند گرانقدر شیخ محمد دین از فضلائے پاکستان میباشد کہ بسال ۱۰۴۲ھ یعنی شش سال پس از درگذشت طالب بخط محمد حسین مروارید قلم مجہت (شاہ جہاں) کتابت شدہ است این نسخہ در نہایت نفاست و حسن خط تہیہ و متنظیم گردیدہ و فاضل

معاصر سرہنگ عبدالرشید در ضمن تذکرهٔ طالب که از تالیفات بسیار ارزنده ایشانست خصوصیات آنرا بانضمام گراور آخرین صفحهٔ آن نسخه در تذکرهٔ مذکور بیان داشته اند و ہمو سخ دیگر دیوان طالب آملی که درارو پا و شبه قاره ہند و پاکستان موجود است بشرح ذیل معرفی کرده اند :

(۱) در انگلستان بموجب فہرست ریو ـ یک نسخه .

(۲) در بودلین ـ دو نسخه.

(۳) در کتابخانه ایتھے ـ شش نسخه از شماره ۱۵۲۳-۱۵۲۹.

(۴) در بانکی پور ـ ہفت نسخه .

(۵) در آیو نوف ـ دو نسخه .

(۶) در بوهردر ـ سه نسخه .

(۷) در کتاب خانه آصفیه ـ یک نسخه .

(۸) در حیدر آباد دفتر دیوانی ـ یک نسخه .

(۹) در کتاب خانه سالار جنگ ـ یک نسخه .

(۱۰) در کتاب خانه عمر یافعی ـ یک نسخه .

(۱۱) در علیگڑه ـ یک نسخه .

(۱۲) درکتاب خانه رام پور ـ پنج نسخه .

(۱۳) در کتاب خانه محمود آباد ـ دو نسخه .

(۱۴) در کتاپ خانه حبیب گنج ـ سه نسخه .

(۱۵) در پشاور عجائب گهر ـ یک نسخه .

(۱۶) درکتاب خانه پیرحسام‌الدین راشدی ـ یک نسخه .

غیر از نسخ مذکور نسخ مخطوطی ہم در ایران میباشد

کہ ما تا جائیکہ بوجود شاں اطلاع داریم ذیلا معرفی مینمائیم :

(۱) در کتاب خانہ حاجی حسین آقا ملک در تہرآن چہار نسخہ از دیوان طالب موجود است .

(۲) در کتاب خانہ مجلس شورا یملی ۔ دو نسخہ بشمارہ ۱۰۱۸-۱۰۱۹ .

(۳) در کتاب خانہ موزہ ایران باستان ۔ یک نسخہ بشمارہ ۴۳۲۶ .

(۴) در کتاب خانہ مدرسۂ عالی سپہ سالار ۔ یک نسخہ بشمارہ ۱۳۲۰ .

(۵) در کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران ۔ دو نسخہ بشمارہ ۳۵۱۸-۳۷۰۷ .

(۶) در کتاب خانہ حاجی باقر ترقی ۔ یک نسخہ .

(۷) در کتاب خانہ عبدالحسین بیات ۔ یک نسخہ .

(۸) در کتاب خانۂ نگارندہ (طاہری شہاب) یک نسخہ .

(۹) در کتاب خانہ عباس جہانیان ۔ یک نسخہ .

(۱۰) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۔ دو نسخہ .

تمام متعلقہ تحقیقی مواد کو اکٹھا کرنا اس فہرست کے مرتبین کے لیے ممکن نہیں ہے ۔ مگر طالب آملی کے سلسلے میں اس مقام پر چند ناگزیر امور کی نشاندہی کی جاتی ہے: طالب آملی کے زیر عنوان اردو دائرۃالمعارف میں جو آرٹیکل ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے اس میں جناب کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب کے دونوں

تذکروں (تذکرہ طالب آملی اور تذکرہ شعرائے پنجاب) کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ حالانکہ تذکرہ طالب آملی اس شاعر کا سب سے پہلا تذکرہ ہے اور اسی تذکرہ کو دیکھ کر مرحوم طاہری شہاب کو دیوان طالب آملی شائع کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ انہوں نے ایران سے بڑی آب و تاب کے ساتھ دیوان طالب آملی شائع کیا اور اس پر بڑی تحقیق سے نہایت عالمانہ مقدمہ لکھا۔ اس دیوان کا حوالہ جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کے مذکورہ بالا آرٹیکل میں موجود نہیں ہے۔ مذکورہ آرٹیکل میں ایک دوسری بات یہ قابل غور ہے کہ اس میں طالب آملی کی وفات کے سلسلے میں جو مصرع ملاّ شیدا کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ وہ اس کا نہیں بلکہ ملاّ صبوری مشہدی کا ہے۔ جیسا کہ اس مخطوطے سے (جس کا فوٹو کرنل عبدالرشید صاحب نے شائع کیا ہے) ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ قدیم ترین نسخہ ہے۔ اس لیے کہ طالب آملی کی وفات ۱۰۳۶ھ میں ہوئی اور یہ نسخہ ۱۰۴۲ھ کا اور محمد حسین مروارید قلم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو ''حسب فرمائش بادشاہ عالمیاں'' لکھا گیا۔ اس لیے اس مصرعے کا ملاّ شیدا کے نام منسوب کرنا غلط ہے۔ واضح رہے کہ طالب آملی کے باقی تمام تذکرے اس کے بعد کے ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ ایک اچھا اور قابل اعتناء نسخہ ہے۔

صفحہ ۱۶۹ تک جہانگیر بادشاہ ، میرزا غازی ترخان ، اعتمادالدولہ ، عبداللہ خان ، شاہ عباس ، میر ابو القاسم ، قلیچ خان اور نور جہاں بیگم کی مدحیات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبتیں شامل ہیں ۔ صفحہ ۲۲۷ تک ترجیعات ہیں اور پھر صفحہ ۲۰۳ غزلیات بترتیب حروف تہجی مکتوب ہیں اور صفحہ ۲۲۴ سے تا آخر دیوان رباعیات درج ہیں ۔

المراجع : ۱۔ عبدالرشید ، کرنل خواجہ ، تذکرہ طالب آملی ، ص ۱۳-۶۰ ، کراچی ۱۹۴۶ء

۲۔ عبدالرشید ، کرنل خواجہ ، تذکرہ شعرائے پنجاب ، ص ۲۳۶ ، اقبال اکادمی ، کراچی ۔

۳۔ کلیات اشعار ملک الشعراء طالب آملی ، بتصحیح طاہری شہاب ، ایران ۔

۴۔ بدخشانی ، مرزا مقبول بیگ ، ادب نامہ ایران ، ص ۵۲۰ ، لاہور ۔

۵۔ دائرہ معارف اسلامیہ ، اردو ، دانشگاہ پنجاب ، لاہور ۔

۶۔ Beale, W. T., An Oriental Biographical Dictionary, Lahore.

۷۔ Rieu, C., Catalogue of Persian Manuscripts in the British Museum Library, Vol. II, p. 679.

دیوان طالب آملی (نسخہ ب)

ا ف ۸
ط ـ د

(مخطوطہ نمبر ۵۵)

ادب ، فارسی ، (نظم)

۱- **تقطیع** : طول آٹھ انچ ، عرض ساڑھے چار انچ .

۲- **اوراق** : ۱۷۷ ورق ، ۳۵۴ صفحات سطریں .

۳- **خط** : نستعلیق ، عمدہ مجدول ملون ، ۱۲ .

۴- **کاتب** : حاتم بیگ کاشغری ، تاریخ بعد ۱۱۰۰ھ.

ترقیمہ کاتب

" تمت الکتاب بعون الملک الوہاب فی . . . . الصفر ختم بالخیر والظفر سنہ الف و مائہ . . . . ؟ . . . . الفقیر الحقیر العاصی الراجی الی رحمتہ اللہ الغنی حاتم بیگ کاشغری . . . . سلمہ اللہ تعالی عن آلافات واللہ میر ؟"

۵- **مولف** : طالب آملی ۱۰۳۵ھ .

۶- **آغاز** : "بایمانکتہ می سنجد نمی دانم زبانش را
خدا یافیض الہامی کہ در یابم بیانش را"

۷- **اختتام** : "کہ ہمچو ہیم بفرض درشیشہ کنند
چون رنگ می از شیشہ برون خواہم"

۸- **کیفیت** : دیوان طالب آملی کا زیر نظر مخطوطہ ، مخطوطہ الف سے بعد کا ہے ۔ اس کی تاریخ کتابت گیارہ ھجری تو پڑھنے میں آتی ہے مگر بعد کے اعداد نہیں پڑھے جا سکے ۔ غالباً ۱۱۰۶ھ یا ۱۱۰۷ھ کا مکتوبہ ہے جب کہ

مخطوطہ الف ۱۰۵۸ھ کا لکھا ہوا ہے - اس مخطوطے میں قصائد شامل نہیں ہیں - غزلیات بترتیب حروف تہجی صفحہ ۲۷۸ تک درج ہیں - اس کے بعد آخر تک قطعات تحریر ہیں - کرم خوردہ اور بوسیدہ حالت میں ہے - جلد اصلی ہے - (دیکھیے تفصیل نسخہ الف) ۔

دیوان عرفی

ا ف ۸
د - ع

(مخطوطہ نمبر ۳٦)

ادب ، فارسی ، (نظم)

۱- **تقطیع** : طول بارہ انچ ، عرض پونے سات انچ ۔

۲- **اوراق** : ۲۰۳ ورق ، ٤۰٦ صفحات ۔

۳- **خط** : نستعلیق ، معمولی ۔

٤- **کاتب** : کاتب کا نام وضاحتاً تحریر نہیں ہے - البتہ ''من ممتلکات الاحقر العباد لطف علی'' تحریر ہے اور خط کی مماثلت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہی کاتب کا نام ہے - تاریخ ۱۰٦٦ھ تحریر ہے -

۵- **مولف** : محمد جمال الدین عرفی شیرازی (۹٦۳ھ-۹۹۹ھ) ۔

٦- **آغاز** : ''اقبال کرم میکرد ارباب همم را
همت نخورد نیشتر لا و نعم را''

۷- **اختتام** : ''کسی را کز زبان این هرزه خیرد
اگر من خون نریزم عشق ریزد''

۸- **کیفیت** : محمد نام ، جمال الدین لقب اور عرفی تخلص تھا ، شیراز

میں پیدا ہوا اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ہندوستان آ کر فیضی کے دربار میں پہنچا اگرچہ عرفی کی خود پسندی کے باعث یہ تعلق زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکا۔ اس کے بعد عرفی نے حکیم ابوالفتح کی مدح میں مدحیہ قصیدہ پیش کیا۔ حکیم ابو الفتح کے انتقال (۱۵۸۹ء) کے بعد عرفی خان خانخانان کے درباریوں میں داخل ہوا۔ چونکہ خانخاناں کے دربار میں بڑے بڑے شعرا مثلاً نظیری، شکیبی، ظہوری اور انیسی وغیرہ سے مقابلہ رہتا تھا۔ اس لیے عرفی کے کلام کا معیار روز بروز بلند ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ دنیاوی مناصب اور درباری تقرب میں بھی وہ حریفوں کی صفوں کو چیرتا ہوا آگے نکل گیا۔ خانخانان اور اکبر کے سوا عرفی نے اور کسی آستانے پر جبہ فرسائی نہیں کی۔ البتہ شہزادہ سلیم عرفی کی زندگی میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور تمام تذکرے متفق ہیں کہ عرفی شہزادہ سلیم کا محبوب تھا۔ لاہور میں چھتیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور یہیں دفن ہوا۔ مگر چند سال بعد اس کی وصیت کے مطابق اس کے باقیات کو نجف اشرف (عراق) لے جا کر دوبارہ دفن کیا گیا۔ عرفی کے معاصر بدایونی نے اس کی تاریخ وفات اس جملے سے نکالی ہے:-

”عرفی جوانا مرگ شدی“

زور کلام جس کی ابتدا نظامی نے کی تھی عرفی نے اسے کمال کو پہنچا دیا۔ اس کے کلام میں شوکت الفاظ،

رفعت اور بندش کی چستی موجود ہے ۔ اس نے سینکڑوں
نئی نئی ترکیبیں پیدا کیں اور جدت و طرفگی کی طرح
نو ڈالی ۔ اس کا کلام اسی کے زمانے میں بہت مقبولیت
حاصل کر گیا تھا اور بازاروں میں عام بکا کرتا تھا ۔
سنہ ۹۹٦ھ میں عرفی نے اپنا دیوان ترتیب دیا جس میں
٦٠ قصیدے ۲۷۰ غزلیں اور سات سو شعر کے قطعات
اور رباعیاں ہیں ۔

زیر نظر مخطوطہ ایک معتنابہ نسخہ ہے ۔ ابتدا میں نعتیں
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبتیں اور میر ابوالفتح اور
خانخاناں کے مدحیہ قصائد ہیں ۔ صفحہ ٣١٦ سے مثنوی مجمع
الابکار شروع ہوتی ہے اور صفحہ ٣٨٣ سے مثنوی فرہاد و
شیریں کا آغاز ہے ۔ کسی قصیدے یا مثنوی پر کوئی
عنوان درج نہیں ہے ۔ آخر میں مہر ہے جس میں ''حسین
منی وانا من حسین'' لکھا ہوا ہے۔ پہلے صفحے پر لطف علی
کی مہر ہے ۔

المراجع : ١۔ رضا زادہ شفق ، تاریخ ادبیات ایران ، اردو ترجمہ
مبارزالدین رفعت ص ٣٦٣ ندوۃ المصنفین ، دھلی ۔
٢۔ مولانا شبلی نعمانی ، شعر العجم ۔
٣۔ عبدالرشید ، خواجہ ، تذکرہ شعرائے پنجاب ، ص
٢٦٦ ، اقبال اکادمی ، کراچی ۔
Rieu, C., Catalogue of the Persian Manus- -٣
cripts in the British Museum Library. p. 667.

کلیات شفائی

(مخطوطہ نمبر ۳۵)

ادب ، فارسی (نظم)

۱- **تقطیع** : طول ساڑھے نو انچ ، عرض پانچ انچ .

۲- **اوراق** : ۳۹۲ ورق ، ۷۸۴ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق ، کہیں شکستہ معمولی اور کہیں پختہ اور خوشخط .

۴- **کاتب** : کاتب کا نام اور سن کتابت مذکور نہیں ہے۔ خط کے اختلاف سے محسوس ہوتا ہے کہ مختلف کاتبوں کی کاوش کا مجموعہ ہے ۔ مہروں میں ۱۰۳۱ ھ اور ۱۰۴۳ ھ سن مذکور ہے اور علی الحسینی اور محمد تقی بن اصل اللہ کے نام ملتے ہیں صفحہ ۷۹۴ پردرویش حسین بابا احمدی محرم ۱۰۵۴ ھ مذکور ہے جو یقیناً اس حصے کے کاتب کا نام اور تاریخ کتابت ہے ۔

۵- **مولف** : حکیم شرف الدین حسن شفائی ۱۰۳۸ ھ / ۱۶۲۸ ء (بحوالہ ذیل نمبر ۲) :

۶- **آغاز** : ”بسم اللہ الرحمن الرحیم تیغ آلھیست بدست حکیم دیوان قصائد ملک الشعرائے حکیم شرف الدین حسن شفائی الاشراقی :

ای نقات ناز بر رخ جاوداں انداختہ
رستخیز لن ترانی در جہاں انداختہ“

۷۔ **اختتام** : ''کہ صد باج دیوے گرفتہ اندازاں''۔

۸۔ **کیفیت** : شفائی صفوی دور کا مشہور اور مایہ ناز شاعر ہے اس کا پورا نام حکیم شرف الدین حسن ابن حکیم ملا محمد حسین اصفہانی ہے۔ صائب نے آغاز شاعری میں اس کی شاگردی کی اور اس کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ شفائی جامع مسجد اصفہان میں بیٹھ کر طبابت کرتا تھا اور وہاں اس کی خوش گفتاری اور بذلہ سنجی کی بنا پر ایک میلہ سا لگا رہتا تھا۔

شفائی کی شاعری میں مثنوی دیدہ بیدار ، مجمع البحرین ، نمکدان حقیقت اور مثنوی مہر و محبت بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ فن طب میں قرابادین شفائی مشہور ہے۔ اس کی شاعری کے بارے میں صاحب عالم آرا لکھتے ہیں :

''اشعار آبد ارش از قصائد و غزلیات و مثنویات و مقطعات و رباعیات بسیارست و معانی و دقائق رنگین و آراہائے شیریں نمکینش بیشار''۔

اس کے شعار میں بڑی گہرائی اور باریکی پائی جاتی ہے۔

''دامن دیدہ نگہدار کہ در مذہب ما

دل چو شد کشتہ دیت از مژہ ترگیرند''

ملا عرشی نے اس کی تاریخ کے لیے یہ تاریخی قطعہ کہا ہے :

''بشاهدین شفائی داد جان را''

یہ ایک انتہائی قیمتی اور گراں قدر مخطوطہ ہے۔ صفحہ اول پر ایک مہر موجود ہے جس میں محمد تقی لکھا ہوا ہے۔ صفحہ ۲۱۲ تک قصائد ہیں۔ صفحہ ۳۸۰ تک

دیوان غزلیات ہیں۔ صفحہ ۳۸۱ پر دو مہریں ہیں۔ ایک میں علی الحسینی ۱۰۴۱ھ تحریر ہے اور دوسری میں محمد تقی بن اصل اللہ ۱۰۴۳ھ تحریر ہے۔ صفحہ ۳۸۲ سے کتاب نمکدان شروع ہوتی ہے۔ صفحہ ۴۹۵ پر درویش حسین بابا احمدی محرم ۱۰۴۵ھ مذکور ہے جو اس حصے کے کاتب کا نام اور تاریخ کتابت ہیں۔ صفحہ ۶۹۵ سے کتاب مہر و محبت کا آغاز ہے۔ صفحہ ۶۸۷ کے بعد ایک صفحہ کم ہے۔ صفحہ ۷۷۲ سے ۷۷۴ تک بزبان فارسی بخط نستعلیق طب کی کسی کتاب کا مقدمہ ہے۔ جس میں شاہ عباس کی تعریف و توصیف کی گئی ہے اور تاریخ کتابت ۹ محرم ۱۰۰۸ھ رقم کی گئی ہے۔

المراجع ۱۔ آذر، لطف علی بیگ، آتشکدہ آذر، تعلیق حسن سادات ناصری، بخش سوم، ص۔ ۹۷۵ — ۱۹۷۱، ایران۔

۲۔ Beale, An Oriental Biographical Dictionary, Sind Sagar Academy, Lahore, p. 379.

دیوان واقف

ا ف ۸
وا ۔ د

(مخطوطہ نمبر ۴۰)

ادب فارسی، (نظم)

۱۔ **تقطیع** : طول سات انچ، عرض پانچ انچ۔

۲۔ **اوراق** : ۳۴۵ ورق، ۶۹۰ صفحات ۱۳ سطریں۔

۳۔ **خط** : نستعلیق ، عمدہ ، عنوانات سرخ ۔

۴۔ **کاتب** : میرزا محمد منور کشمیری ، تاریخ ۱۱ ذی قعدہ ۱۲۶۰ھ ۔

ترقیمہ کاتب

''بعون الملک الوہاب جل جلالہ عم نوالہ من تصنیف حکیم نور الدین نور العین واقف رحمہ اللہ بدستخط من ہیچمدان میرزا محمد منور کشمیری عفی اللہ عنہ فی التاریخ یازدہم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۰ھ مقدسہ در خطہ لودھیانہ کہ از مضافات دارالخلافہ شاہجہان آباد است اتمام یافت ۔

گر بہم بردہ بینی خط من عیب مکن
کہ مرا دوری دلدار بہم بر زدہ است

والسلام علی من اتبع الہدی''۔

۵۔ **مولف** : نور العین واقف لاہوری (المتوفی ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۶ء) ۔

۶۔ **آغاز** : ''ای ببزم شوق تو نالاں بہر سو سازہا
رفتہ در ہرگوشہ زاں سازہا آوازہا''

۷۔ **اختتام** : ''اکنوں من و ہمنشینیں تنہائی
توفیق بخش دا ولی التوفیق''

۸۔ **کیفیت** : نور العین واقف قاضی امانت اللہ کے صاحبزادے تھے اور شہر پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ واقف کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہے ۔ اگرچہ تاریخ وفات صاحب قاموس المشاہیر نے ۱۱۹۰ھ بتائی ہے ۔ یہی تاریخ بیل نے درج کی ہے (بحوالہ ذیل نمبر ۴) ۔

واقف علوم مروجہ کے فاضل تھے اور فن شعر میں خوب

درک رکھتے تھے، چنانچہ سراج الدین علی خان آرزو خان اپنے تذکرہ مجمع النفائس میں تحریرفرماتے ہیں :

''نورالعین واقف از شرفائے پنجاب است پدرو جدش قاضی تبالہ بود کہ قصبہ ایست از مضافات لاہور از علوم بہرہ دارد و تتبع بسیار نمودہ شعررا خوب میگوید''.

میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنی تصنیف خزانہ عامرہ میں رقم طراز ہیں :

''صاحب افکار صائبہ و زبدہ شعرائے فناجبہ ؟ است، طبع بلندش تحسین خواہ و فکر ارجمندش فادل . . . . خدمت سخن کرد و در تصحیح زبان کوشید''.

عبدالحکیم حاکم لاہوری اپنی تصنیف ''مردم دیدہ'' میں لکھتے ہیں :

''از اوصاف حمیدہ و اخلاق آو چہ بیان نماید کہ زبان قاصر است حاصل کلام علم و فضل ارث خاندان اوست''.

مندرجہ بالا تینوں شہادتیں واقف کے معاصرین کی ہیں۔ جن سے ان کی شخصیت پرکشش اور با علم محسوس ہوتی ہے۔ بیل نے واقف کی غزلیات کی تعداد ۸۰۰ بتائی ہے۔ (بحوالہ ذیل نمبر ۴).

زیر نظر مخطوطہ فی الجملہ صاف ستھرا نسخہ اور قابل اعتنا ہے۔

المراجع : ۱۔ عبدالرشید، خواجہ، تذکرہ شعرائے پنجاب، ص ۳۸۲، اقبال اکادمی، کراچی۔

۲۔ دیوان واقف، مقدمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر،

پنجابی ادبی اکادمی ، لاہور .

۳- منظور احسن عباسی ، تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری ، ص ۱۳۷ ، ۱۹۶۳ء .

۴- Rieu. C., Catalogue of the British Museum Library, Vol. II, p. 719

۵- Beal. T.W., An Oriental Biographical Dictionary, p. 414.

مثنوی نیرنگ عشق

ا ف ۸
غن - م

(مخطوطہ نمبر ۵۱)

ادب ، فارسی

۱- تقطیع : طول دس انچ ، عرض سات انچ .

۲- اوراق : ۷۳ ورق ، ۱۴۶ صفحات .

۳- خط : نستعلیق ، معمولی .

۴- کاتب : غلام محی الدین ۱۸۹۳ء/۱۲۷۱ھ .

ترقیمہ کاتب

”باتمام رسید نسخہ متبرکہ غنیمت من تصنیف محمد اکرم تخلص غنیمت ساکن کنجاہ بروز شنبہ در جلال آباد کاتب الحروف البار ؟ دستخط خام نویس غلام محی الدین ساکن جلال آباد ۱۲۷۱ ؟ ۱۸۵۳ ؟ “ .

۵- مولف : محمد اکرم غنیمت ، کنجاہی .

۶- آغاز : ”بنام شاہد نازک خیالاں عزیز خاطر آشفتہ حالاں“

۷۔ **اختتام** : ''شرابی دہ کہ باشد غارت ہوش
چکیدن کن کبابم را فرا موش''

۸۔ **کیفیت** : غنیمت کا نام محمد اکرم اور کنجاہ جائے پیدائش ہے۔ کنجاہ گجرات ، (پاکستان) کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ تذکرہ نویسوں نے اس کے سن ولادت کی کوئی تصریح نہیں کی ہے۔ صرف یہی بتایا ہے کہ غنیمت عالمگیر کے عہد میں لاہور کے گورنر نواب محمد مکرم خان کا ندیم اور مصاحب تھا اور یہی وہ دور تھا جس میں اس نے مثنوی نیرنگ عشق لکھی۔ (بحوالہ ذیل نمبر ۳) .

غنیمت کے والد نذر محمد کنجاہ کے مفتی اور با حیثیت عالم اور صاحب دل بزرگ تھے۔ غنیمت سید محمد صالح کا مرید ہو گیا تھا۔ جو حضرت غوث الاعظم گیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے اور گجرات سے چار میل مشرق کو ساوہ نامی ایک گاؤں میں رہتے تھے .

سید صاحب بڑے صاحب کمالات بزرگ تھے۔ ان کے فیض صحبت سے غنیمت کی کایا پلٹ گئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی شاعری اور روحانیت کا شہرہ دور دور پھیل گیا۔ غنیمت کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے عقیدت عشق بلکہ جنون تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب بھی اس کے سامنے حضرت عبدالقادر گیلانیؒ کا نام لیا جاتا فوراً سجدے میں گر جاتا .

غنیمت کی تاریخ وفات تیقن کے ساتھ معلوم نہیں ہے۔

غالباً وہ ۱۱۵۸ھ سے پہلے جو مرزا سرخوش کے مشہور تذکرہ کلمات الشعرا کا سال تکمیل ہے وفات پا چکا تھا ۔

زیر بحث مخطوطہ غنیمت کی مثنوی نیرنگ عشق ہے اور ایک اچھا خاصا گوارا نسخہ ہے ۔

المراجع : ۱۔ خواجہ عبدالرشید ، تذکرہ شعرائے پنجاب ، صفحہ ۲۶۴ ، اقبال اکادمی ، کراچی ۔

۲۔ دیوان غنیمت ۔ بتصحیح پروفیسر غلام ربانی عزیز ، انتشارات پنجابی ادبی اکادمی ، لاہور ۔

۳۔ نیرنگ عشق ، مثنوی غنیمت ، بتصحیح پروفیسر غلام ربانی عزیز ، انتشارات پنجابی ادبی اکادمی ، لاہور ۔

۴۔ Rieu, C., Catalogue of Persian Manuscripts in the British Museum Library, p. 700.

مثنوی نیرنگ عشق (نسخہ ب)

ا ف ۸
غ - م

(مخطوطہ نمبر ۱۰۹)

ادب فارسی ، (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول نو انچ ، عرض چھ انچ.

۲۔ **اوراق** : ۵۲ ورق ، ۱۰۴ صفحات .

۳۔ **خط** : نستعلیق .

۴۔ **کاتب** : میاں بخش بن حضرت میاں علی محمد ۱۲۷۴ھ / ۱۹۱۴ء .

ترقیمہ کاتب

”تمت تمام شد الحمد للہ

علی احسانہ کہ نسخہ ' دقیقہ عرائفہم مثنوی مولانا محمد اکرم متخلص بہ غنیمت قدس‌اللہ سرہ‌العزیز در بیان قصہ شاہد و عزیز و چستی عبارت و نزاکت معانی و متانت الفاظ رنگینی مضامین بر زلیخائی جامی تفوق جستہ ویآب و تاب گوہر مطالب گرد کلفت از خواطر ناظرین شستہ بقلم کج مج رقم معصیت و خطاء آلود و خاکپائی ربوبیت اقدام شریف خطائی نمود؟ اضعف عباد اللہ احمد نیاز خاکسار منشی محمد بخش بن حضرت میاں علی محمد مرحومی بن میاں محمد حسین از ابتدائی ساکن مراکیوال ..... عمل پرگنہ سیالکوٹ این کتاب فیض آفتاب برائے برخوردار بخت بیدار نور چشم راحت اثار گلشن فواد و حدیقہ داد ناز پروردہ کنار و بر غلام حیدر قلمی نمودہ شد تحریر بتاریخ دوازدہم ماہ جمادی‌الثانی ۱۲۷۴ھ مقدس ۱۹۳۰ء۔

"من نوشتم صرف کردم روزگار
من نماندم ایں بماند پائدار"

۵۔ **مصنف** : محمد اکرم غنیمت کنجاہی ۔

۶۔ **آغاز** : "بنام شاہد نازک خیالاں
عزیز خاطر آشفتہ حالاں"۔

۷۔ **اختتام** : "شرابی دہ کہ باشد غارت ہوش
چکیدن کن کبابم را فراموش"

۸۔ **کیفیت** : زیر نظر مخطوطہ غنیمت کی 'مثنوی نیرنگ عشق' ہے۔ شروع میں ایک صفحہ منظوم خطبہ' نکاح ہے۔ کتاب

کے صفحہ نمبر ۱ کے حاشیہ پر کاتب کا ایک نوٹ ہے کہ یہ کتاب اس نے اپنے صاحبزادگان غلام حیدر ، غلام قادر اور محمد غوث کے لیے قلمبند کی ہے ۔ صفحہ ۱۰۰ سے صفحہ ۱۰۲ تک کے حاشیے پر غنیمت کے حالات زندگی رقم کیے گئے ہیں ۔ صفحہ ۱۰۳ پر محمد بخش کے نام کی مہر ہے ۔ اچھا خاصہ معتنابہ نسخہ ہے ۔

یوسف زلیخا جامیؒ

ا ف ۸
جا ۔ ی

(مخطوطہ نمبر ۶۳)

ادب ، فارسی (نظم)

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے چھ انچ، عرض ساڑھے پانچ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۱۵۷ ورق ، ۳۱۴ صفحات ۔

۳۔ **خط** : نستعلیق، عمدہ ۔

۴۔ **کاتب** : کاتب کا نام مٹا ہوا ہے پڑھنے میں نہیں آتا ۔ تاریخ ۱۲۴۵ھ درج ہے ۔

ترقیمہ

''تمت الکتاب بعون الملک الوهاب من تصنیف مولانا جامی قدس سره السامی بتاریخ پنجم شهر شوال المکرم ۱۲۴۵ھ یکهزار دو صد و چهل و پنج'' ۔

۵۔ **مولف** : جامی ، مولانا نورالدین عبدالرحمن ۸۹۸ھ ۔

۶۔ **آغاز** : ''الٰهی غنچۂ امید بکشائے
کلی از روضۂ جاوید بنمائے''۔

۷۔ **اختتام** : ”زبانرا گوشمال خاموشی ده
که هست از هرچه گوئے خاموشی ده“

۸۔ **کیفیت** : یوسف زلیخا مولانا عبدالرحمن جامیؒ کی هفت اورنگ کی سات مثنویوں میں سے ایک ہے ۔ ان سات مثنویوں کے نام یہ ہیں :
(۱) سلسلہ الذهب (۲) سلامان والبسال (۳) تحفۃالاحرار (۴) سبحۃ الابرار (۵) لیلیٰ مجنوں (۶) خرد نامہ (۷) یوسف زلیخا.
اس مثنوی میں حضرت یوسفؑ اور زلیخا کے قصے کو بہ رنگ تصوف بیان کیا گیا ہے ۔ یہ نظامی گنجوی کی مثنوی خسرو شیریں کے طرز پراور اسی بحرمیں لکھی ہوئی مثنوی ہے ۔ سلطان حسین مرزا کے نام سے معنون ہے اور ۸۸۸ھ میں مکمل ہوئی ، متعدد بار چھپ چکی ہے اردو ، انگریزی اور جرمنی زبانوں میں شرحیں بھی موجود ہیں ۔ زیرنظر مخطوطہ شکستہ ہے ۔ مگر عمدہ خوش خط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے ۔ عنوانات سرخ مندرج ہیں ۔ آخر میں کاتب کا نام درج ہے ۔ مگر مٹایا گیا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا .

ا ف ۸
ج ۔ ی

یوسف زلیخا جامیؒ

(مخطوطہ نمبر ۷۸)

ادب ، فارسی (نظم)

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے آٹھ انچ ، عرض ساڑھے سات انچ .

۲- **اوراق** : ۱۵۴ ورق ، ۳۰۸ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق، شکستہ .

۴- **کاتب** : غلام محی‌دین .

ترقیمہ

"تم تمام شد بتوفیق حق سبحانہ تعالی این نسخہ مبارک و نیارک بدست خط فقیر حقیر غلام محی دین بسلامت رسید".

۵- **مولف** : جامی ، مولانا نورالدین عبدالرحمن ۸۹۸ھ .

۶- **آغاز** : "الٰہی غنچۂ امید بکشائے
گلی ازروضہ جاوید بنمائے"

۷- **اختتام** : "زبانراگو شمال خاموشی دہ
کہ ہست از ہرچہ گوئے خاموشی بہ"

۸- **کیفیت** : ایک اچھا خاصا معتنابہ نسخہ ہے، بین السطور میں معانی الفاظ بھی دیے گئے ہیں - اور کہیں کہیں حاشیہ بھی موجود ہے - عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں- کاتب کا نام موجود ہے مگر تاریخ مذکور نہیں ہے -

رسالہ زبدۃ الاخلاق

ف
۱۷۰
غ - ز

(مخطوطہ نمبر ۲۷ ب)

فارسی ، اخلاق (نثر)

۱- **تقطیع** : طول ساڑھے بارہ انچ ، عرض ساڑھے سات انچ .

۲- **اوراق** : ورق ۶۱ ، ۱۲۲ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق خوشخط ، جلی ، مجدول سرخ .

۴- **کاتب** : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے ، غالباً خود مصنف ہی کاتب ہیں ۔

۵- **مولف** : غلام محمد بن حکیم صادق علی خان ، ابن اشرف الحکماء حکیم محمد شریف خان .

۶- **آغاز** : ''سپاس بیقیاس حکیمی را جل جلالہ وعم نوالہ' کہ مارا بارزانی داشتن عقل خطیر استعداء شناخت بہ اشیاء از صغیر و کبیر و قطمیر کرامت فرمود تا اشرف المخلوقات شویم''.

۷- **اختتام** : ''وباز دار خود را از کردن آن کہ ناکردنی است بی آن کہ ترا باز دارند'' .

۸- **کیفیت** : رسالہ زبدۃ الاخلاق ، تہذیب اخلاق کے موضوع پر ایک اچھا اور معتنابہ رسالہ ہے ۔ اور اس میں درج ذیل فصلیں ہیں :

(۱) دربیان حال جود و کرم .

(۲) دربیان حال سکر .

(۳) دربیان حال شہوت.

(۴) دربیان حال زنان .

(۵) دربیان مرگ .

(۶) در باب سخن گفتن و سکوت و رزیدن .

(۸) درباب دوستی .

(۸) دربیان آنچہ تعلق بعقل وعلم دارد .

(۹) درباب ملاقات .

(۱۰) دربیان آنچہ تعلق بجہان فانی دارد .

(۱۱) درباب قناعت.

(۱۲) دربیان آنچہ لائق حال بادشاہان .

(۱۳) دربیان اموریکہ اہل حزم و احتیاط را ملحوظ باید داشت .

(۱۴) دربیان حال نیکوکاران و بدکاران .

(۱۵) درذکر بعض اقوال .

مخطوطہ زیر بحث اخلاقی نکات اور حکمتوں سے پر ہے ، فی الجملہ ایک قابل قدر اور معتنابہ نسخہ ہے ۔ چاروں جانب نیلی اور سرخ روشنائی سے حاشیہ کشید کیا گیا ہے۔ متن بڑا صاف ستھرا جلی اور خوش خط ہے ۔

التصریف لمن عجز عن التالیف

ع
۶۱۰
زهر - ۹

(مخطوطه نمبر ۵)

طب ، عربی، (نثر)

۱- **تقطیع** : طول بارہ انچ ، عرض سات انچ ۔

۲- **اوراق** : ۱۱۰ ورق ، ۲۲۰ صفحات ، ۱۷ سطرس .

۳- **خط** : فارسی شکستہ خام جلی .

۴- **کاتب** : عبدالحمید محمد صدیقی محرم ۱۲۹۴ھ حیدر آباد دکن .

ترقیمه

"قد انجز تحریر هذا الکتاب لیل الثالث من شهر المحرم الشریفته سنته اربع (و تسعین مائتین و الف من الهجرة النبویہ علی صاحبها افضل التحیته والتسلیم بلده حیدر آباد دکن علی ید الفقیر عبدالحمید محمد الصدیقی حسب الحکم

سیدنا مرشدنا امجد واکمل حضرت سید فضل شاہ صاحب قبلہ دام فیوضاتہم و برکاتہم و ادام اللہ ظلالہم و جلالہم -- تصحیح نمودہ شد''۔

۵- **مولف** : الزھراوی - ابوالقاسم خلف بن عباس الاندلسی ، المتوفی بعد عام خمس مائہ سنہ ۵۰۰ھ۔

۶- **آغاز** : ''لما کملت لکم یابنی ھذالکتاب الذی موجز العلم فی الطب بکمالہ و بلغت الغایہ فیہ من و ضوحہ و بیانہ فرایت ان اکملہ لکم بھذہ المقالہ التی ھی جز العمل بالید''۔

۷- **اختتام** : کملت ھذہ المقالہ فی عمل الید ھی خاتمہ الکتاب و بکمالہا کمل جمیع الکتاب الموسوم بکتاب التصریف لمن عجز التالیف تالیف ابی القاسم خلف بن عباس الزھراوی و فرع من تالیفہ فی ثالث عشر ذی الحجہ سنہ سبعین و ستمائة احسن اللہ خاتمتہ''۔

۸- **کیفیت** : فن طب اور عمل جراحی پر اپنے دور کی یادگار اور نادر تصنیف ہے اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عمل جراحی پر تالیف میں ابوالقاسم زھراوی اپنے دور میں منفرد ہے۔ حاجی خلیفہ کے قول کے مطابق اس کتاب میں تیس مقالے ہیں اور یوسف الیان سرکیس معجم المطبوعات العربیہ و المعربہ کے قول کے مطابق اس کا دسواں مقالہ فی اعمال الید ہے۔ اور زیرنظر مخطوطہ اس مقالے پر مشتمل ہے جس میں تین ابواب ہیں۔

الباب الاول : فی الکی بالنار والکی بالدواء الحار مبوب

مرتب من الفرق الی القدم و صور الآلات و حدید الکی
و کل مایحتاج الید فی العمل بالید .

الباب الثانی : فی الشق الفصد والحجایہ و الجراحات و
اخراج السہام و نحو ذلک کلہ مبوب مرتب وصورالالتہ.

الباب الثالث : فی الجبر والقلع و علاج الوثی و نحوذلک
مبوب مرتب من الفرق الی القدم و صورالالہ .

ہر باب میں متعدد فصلیں ہیں۔ پوری کتاب میں ۳۱۸ شکلیں
ہیں جن پر نمبر لگائے گئے ہیں عناوین سرخ روشنائی
سے لکھے گئے ہیں ۔ یہ کتاب آکسفورڈ میں لاطینی زبان
کے ترجمے کے ساتھ ۱۷۷۸ء میں پیرس میں فارسی ترجمے
کے ساتھ ۱۸۶۱ء میں اور اسکندریہ سے ۱۹۰۱ء میں
طبع ہو چکی ہے .

المراجع : ۱۔ احمد عطیہ اللہ القاموس الاسلامی ، جلد ۱، ص ۴۷،
مکتبہ النہضتہ ، القاهره .

۲۔ A.G., Ellis, M.A., Catalogue of Arabic Books in the British Museum Vo. I. p. ?42.

۳۔ یوسف الیان سرکیس ، معجم المطبوعات العربیہ
ج ص ۸۳۳ ، مطبقہ سرکیس مصر .

۴۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون عن اسامی الکتب و
الفنون ، ج ۱، ص ۱۱۴، طہران .

حمیات قانون شیخ الرئیس

(مخطوطه نمبر ۳)

طب ، عربی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول ساڑھے سات انچ ، عرض چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۵۴۸ صفحات ، ۲۷۴ ورق ۹ سطریں .

۳- **خط** : فارسی جلی ، پختہ ، عناوین ، سرخ .

۴- **کاتب** : کاتب کا نام وضاحت کے ساتھ مذکور نہیں ہے ۔ البتہ حاشیے پر محمد شریفی مرحوم ، محمود اور عبدالحمید نام ملتے ہیں ۔ خط کی مماثلت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاتب کا نام عبدالمجید ہے ۔ آخر میں تاریخ کتابت ۱۲۹۲ھ تحریر ہے .

۵- **مولف** : ابن سینا الشیخ الرئیس ابو علی الحسین بن عبداللہ بن الحسین بن علی بن سینا البخاری المتوفی ۴۲۸ھ .

۶- **آغاز** : ''بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ ابتدا الکتاب الرابع من کتب القانون وھو سبع فنون الفن الاول وھومقالتان ، المقالة الاولی فی معالجہ الحمیات''.

۷- **اختتام** : ''وماکان مثل السرسام فانہ یکون مجرانہ ، فی اکثر الامر ابی الحاوی عشرمع حدتہ لان ابتدأ معظمہ یکون فی الاکثر بعد الثالث والرابع ثم فی اسبوع تم القول فی الحمیات و البحران و ایامہ تمت ھذا الکتاب الحمیات القانون من عنایت الوھاب فی التاریخ عشر ۱۲۹٦ھ فی یوم الجمعہ''.

۸- **کیفیت** : شیخ الرئیس ابن سینا کی تصنیف "قانون" دنیائے طب
میں ایک عدیم النظیر کتاب ہے - یہ کتاب کئی جلدوں
میں ہے - اور طب کے نظریاتی اور عملی پہلووں پر
مشتمل ہے - زیر نظر مخطوطہ القانون کے حمیات کے
حصے پر مشتمل ہے اور محمد اشرف علی کی ترتیب کے
ساتھ لکھنو سے ۱۸۷۹ میں طبع ہو چکا ہے -

المراجع : ۱- A. G., Ellis, M.A., Catalogue of Arabic
Books in British Museum, Vol. I, p. 671.
۲- حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۳۰۱ تہران.

کارنامہ عشرت

۶۱۰ و
قر - ک

(مخطوطہ نمبر ۱۳)

طب اردو ، (نثر)

۱- **تقطیع** : گیارہ انچ ، عرض ساڑھے چھ انچ .

۲- **اوراق** : ۳۴ ورق ، ۶۸ صفحات .

۳- **خط** : نستعلیق ، عمدہ .

۴- **کاتب** : بظاہر مصنف خود ہی کاتب بھی ہے ، تاریخ کتابت
مذکور نہیں ہے .

۵- **مولف** : قربان علی سالک ابن نواب عالم بیگ خان مرحوم .

۶- **آغاز** : "رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر انسان ضعیف
البنیان کو کیا طاقت ہے کہ ماعرفناک حق معرفتک
سنکر حمد جہان آفریں میں زبان کھول سکے" .

۷- **اختتام** : اور ہر گز ہرگز گفتار خود غرضوں پر نہ چلے اور گمراہ

نہ ہو ، فقط واللہ اعلم بالصواب "۔

۸- **کیفیت** : حکیم غلام محمود خان ابن حکیم صادق علی خان ابن حکیم محمد شریف خان نے اپنے متوسلین کی فرمائش پر ایک رسالہ "ضیاء الابصار فی حدالباہ" تحریر کیا ، مگر عام فہم نہ ہو نیکی بناء پر دوبارہ اصرار ہوا تو انہوں نے ایک آسان سا رسالہ فارسی زبان میں قلمبند کیا اور اس کا تاریخی نام "لذت الوصل" (۱۲۸۷ھ) رکھا اورمصنف سے اس کے اردو ترجمے کی فرمائش کی ۔ چنانچہ مصنف نے لذت الوصل کا اردو ترجمہ کارنامہ عشرت کے نام سے کیا ۔ یہ مخطوطہ کارنامہ عشرت کا ہے ۔ اچھا صاف ستھرا نسخہ ہے اور غالباً ۱۲۸۷ھ کے بعد ہی کا ہے ۔ جیسا کہ لذت الوصل کے تاریخی نام سے ظاہر ہوتا ہے ۔

المغنی فی شرح الموجز المعروف بالسدیدی

(مخطوطہ نمبر ۴)

ع
٦١٠
ک ۔ ل

طب ، عربی ، (نثر)

۱- **تقطیع** : طول ساڑھے گیارہ انچ ، عرض چھ انچ ۔

۲- **اوراق** : ۳۲۵ ورق ، ٦٥٠ صفحات ، ۲۷ سطریں اور ۱۵ محشی ۔

۳- **خط** : فارسی ، شکستہ ۔

۴- **کاتب** : علیم اللہ احمد بن عبداللہ ، تاریخ کتابت ۱۲۶۴ھ ۔

۵- **مولف** : کازرونی ، سدیدالدین ۔

٦- **آغاز** : " الحمدللہ الذی ابدع بقدرتہ جواہر عقلیہ مجردہ و اخترع منہا اجراماً فلکیہ متصدہ واحدث من اختلاف اوضاعہاف

عالم‌الکون والفساد وانوع المولید''۔

- **اختتام** : ''ولذلک قد اعتمد علیہ فی اکثر المواضع کل الاعتماد اذا قالت خدام فصد قوھا فان القول ماقالت خدام تمت ھذالکتاب السدیدی۔ من عنایۃانبواب فی‌التاریخ الثالث فی الیوم الخمیس ۱۲۵۳ھ یہ وم الخط فی القرطاس دھرا۔ و کاتبہ رمیم فی التراب''۔

- **کیفیت** : سدید الدین الکازرونی آٹھویں صدی ہجری کے عالم ہیں ان کی یہ شرح ان ہی کے نام پر السدیدی سے مشہور ہے۔ شرح کا اصل نام المغنی فی شرح الموجز ہے اور یہ ابن النفیس علاء الدین علی بن ابی حزم القرشی المتوفی سنہ ۶۸۷ھ کی کتاب موجز القانون کی شرح ہے۔ جو خود شیخ الرئیس بن سینا کی مشہور و معروف تصنیف القانون کی تلخیص ہے۔

مندرجہ ذیل چار فنون پر مشتمل ہے :

۱۔ فی قواعد اجزا الطب‌العلمیہ و العملیۃ بقول کلی۔

۲۔ فی الادویہ والاغذیہ المرکبہ والمفردہ۔

۳۔ فی الامراض المختصہ بعضودون عضو ۔

۴۔ فی‌لاامراض التی‌لاتختص بعضودون عضو و اسبابھا و علامات و معالجاتھا۔

صفحہ ۲۵۱ پر کاتب کا نام علیم‌اللہ احمد بن عبداللہ تحریر ہے۔

یہ کتاب کلکتہ سے ۱۸۲۸ء اور سنہ ۱۸۳۲ء میں اور

لکھنو سے ۱۸۷۸ء، ۱۸۹۰ء اور ۱۸۹۳ء میں طبع ہو چکی ہے اور مندرجہ بالا تمام ایڈیشن برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہیں ۔

المراجع : ۱- Ellis, A. G., M. A., Catalogue of Arabic Books in the British Museum Library, Vol. II, p. 556.

۲- یوسف البیان سرکیس ، معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ ج ۲ ، ص ۱۷۳۹ ، مصر ۔

مفرح القلوب

ف
۶۱۰
ح - م

(مخطوطہ نمبر ۱۰)

۱- تقطیع : طول ساڑھے گیارہ انچ ، عرض چھ انچ ۔

۲- اوراق : ۳۰۳ ورق، ۶۰۶ صفحہ، ۲۱ سطریں ۔

۳- خط : نستعلیق ، شکستہ ، عنوانات سرخ ۔

۴- کاتب : کاتب کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ تاریخ کتابت ۶ اگست سنہ ۱۸۳۶ء آخری صفحہ پراس طرح درج ہے ۔
''با تمام رسید بعون اللہ تعالی نسخہ مفرح القلوب ، صبح غرہ محرم الحرام سنہ ۲۱ جلوس والا مطابق ششم ماہ اگست ۱۸۳۶ء روز یکشنبہ چہار گھڑی . . . برآمدم ۔

۵- مولف : محمد اکبر عرف محمد ارزانی ، بن میر حاجی محمد مقیم ۔

۶- آغاز : ''بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ رب یسر و تمم بالخیر، الحمد للہ رب العالمین و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین ، امابعد، فقیر حقیر جانی محمد اکبر عرف

محمد ارزانی . . .''

٧- اختتام : اگر خطای در فرامیدن ابن عاجز رفتہ باشد باصلاح آن توجہ کردن بعد ظہور منشا واقف آن واجب است کہ غرض ازیں محنت وار قام محض انتفاع انام است والسلام مع الاکرم'' .

٨- کیفیت : یہ کتاب محمد بن محمود چغمینی (جو نویں صدی ہجری کے ایک ممتاز طبیب تھے - ان کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہوا - اور حاجی خلیفہ بھی ان کی تاریخ وفات سے ناواقف ہے) کی تالیف ''قانونچہ'' کی مبسوط اور مفصل شرح ہے اور مندرجہ ذیل دس مقالات پر مشتمل ہے :

الاولی - فی الامور الطبیعیہ .

الثانیہ - فی التشریح .

الثالثہ - فی احوال بدن الانسان .

الرابعہ - فی النبض .

الخامسہ - فی تدبیر الامعاء .

السادسہ - فی امراض الراس .

السابعہ - فی امراض الاعضا ' من الصدر .

الثاعنہ - فی امراض بقیتہ الاعضاء .

التاسعہ - فی العلل الظاهرة .

العاشرہ - فی قوی الاطعمہ والا شربہ الہالوفة .

مولف نے بتایا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب ''طب اکبر'' اور ''حدود الامراض'' کے بعد تالیف کی ہے - ان کی تصنیفات میں ''طب النبی'' میزان الطب'' اور ''مجربات

الاکبری'' بھی شامل ہیں ۔ لکھنو میں متعدد بار چھپ چکی ہے ۔ فی الجملہ یہ ایک قابل قدر مکمل نسخہ ہے ۔ آخر میں یوسف طبیب کے تالیف کردہ نسخہ سہ ضروریہ شامل ہیں ۔ جو ۲۶ صفحات پر مشتمل ہیں ۔ مفرح القلوب کا ایک مخطوطہ پنجاب پبلک لائبریری (لاہور) میں (۶۱۰ اکبرہ مفرہ مخطوطہ نمبر ۲۳۴) موجود ہے ۔

المراجع : ۱۔ حاجی خلیفہ' کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۳۱۱ تہران ۔
۲۔ منظور احسن عباسی تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری ، (۱۹۶۳ ' ص ۳۰۸) ۔

موجز القانون

ع
۶۱۰
ابن ۔ م

(مخطوطہ نمبر ۲)

طب ، عربی (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول ساڑھے دس انچ ، عرض آٹھ انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۲۵۴ ورق ، ۵۰۸ صفحات ' ۹ سطریں ، صفحہ ۳۹ تک محشی ۔

۳۔ **خط** : فارسی جلی ، پختہ ' عنوانات سرخ ۔

۴۔ **کاتب** : نام کاتب اور تاریخ کتابت کا علم نہیں ہو سکا ۔

۵۔ **مولف** : ابن النفیس ، علاء الدین علی بن ابی حزم القرشی ، المتوفی ۶۸۷ھ ۔

۶۔ **آغاز** : بسم اللہ الرحمن الرحیم ، قال الشیخ الامام العالم البحر الکامل قدوۃ العلما ۔ رئیس الحکما' ابوالحسن علاء الدین

ابی خرم القرشی المتطب قد رتبت هذا الکتاب علی اربعة فنون ، الفن الاول فی قواعد جزئی الطب علمی و عملیہ بقول کلی ۔''

۷۔ **اختتام** : ''فاکل بعضھم من کبدہ و استنکف الباقی فمن اکلہا لم یمت و من عاف من اکلہا فی لساد ؟ کان تدبیرھم و احداً واستعملوا دواء جالینوس وغیرہ من العلاج المذکور ۔''

۸۔ **کیفیت** : موجزالقانون شیخ الرئیس ابو علی الحسین بن عبداللہ بن سینا کی مشہور و معروف تصنیف ''القانون'' کی تلخیص ہے ۔ اس کے مصنف ابن نفیس شافعی مسلک کے فقیہ اور اپنے وقت کے مایہ ناز طبیب تھے ۔ متعدد علوم و فنون پر تصنیفیں کی ہیں ۔ جن میں سے علم طب میں موجزالقانون بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ یہ کتاب چار فنون پر مشتمل ہے :

۱۔ فی قواعد اجزاء الطب العلمیہ بقول کلی ۔

۲۔ فی الادویہ والاغذیة المرکبہ والمفردة ۔

۳۔ فی الامراض المختصة بعضودون عضو ۔

۴۔ فی الامراض التی لا تختص بعضودون عضو و اسبابہا وعلاماتہا و معالجاتہا ۔

موجز القانون طبع ہوچکی ہے اور برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہے ۔

المراجع :
۱۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۸۸۹، تہران ۔

۲۔ دائرہ معارف اسلامیہ اردو ص ۱۸۷ دانش گاہ پنجاب ، لاہور۔

٣- يوسف اليان سركيس ، معجم المطبوعات العربيه والمعربه ، جلد ١ ، ص ٢٦٨ ، مصر.

٣- Ellis, A. G., M.A., Catalogue of Arabic Books in the British Museum, Vol. I. p. 230.

موجز القانون

ع
٦١٠
ابن - م

(مخطوطه نمبر ١)

طب ، عربی (نثر)

١- **تقطیع** : طول آٹھ انچ ، عرض چھ انچ .

٢- **اوراق** : ١٩٠ ورق ، ٣٨٠ صفحات .

٣- **خط** : فارسی متوسط جلی ، پختہ ، عنوانات سرخ ، سطریں ١٣ .

٤- **کاتب** : غیر مذکور .

٥- **مولف** : ابن النفیس، علاء الدین علی بن ابی حزم القرشی ، ٦٨٧ھ

٦- **آغاز** : ''رب یسر ، بسم الله الرحمن الرحيم ، و تمم بالخير ، قال الشيخ الا مام العالم البحر الكامل قدوة العلماء ابوالحسن علاء الدين على بن ابي الحزم القرشي المتطب قد رتبت هذا الكتاب على اربعة فنون . الفن الاول فى قواعد جزئى الطب علمية و عملية بقول كلى'' .

٧- **اختتام** : ''فاكل بعضهم من كبره واستنكف الباقى فمن اكلها لم يمت ومن عاف من اكلها فالساد ؟ كان تدبيرهم واحداً واستعملوا دواء جالينوس وغيره من العلاج المذكور فلنختم الكتاب حامداً و مصلياً على الانبياء و المرسلين و الائمة المعصومين

و الحمد لله رب العالمین ۔ تمت الکتاب الموجز۔"

۸۔ **کیفیت** : موجز القانون ، شیخ الرئیس ابو علی الحسین بن عبداللہ بن سینا کی مشہور و معروف تصنیف القانون کی تلخیص ہے ۔ اس کے مصنف ابن نفیس مسلک شافعی کے فقیہ اور اپنے وقت کے مایہ ناز طبیب تھے ۔ متعدد علوم و فنون پر تصانیف کی ہیں ۔ جن میں سے علم طب میں موجز القانون بڑی اہمیت کی حامل ہے یہ کتاب چار فنون پر مشتمل ہے :

١۔ فی قواعد اجزاء الطب العلمیه و العملیة بقول کلی ۔

٢۔ فی الادویہ والاغذیه المرکبہ والمفردہ ۔

٣۔ فی الامراض المختصہ بعضودون عضو ۔

٤۔ فی الامراض التی لاتختص بعضودون عضو و اسبابها و علاماتها و معالجاتها ۔

طبع ہو چکی ہے اور برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہے ۔

المراجع : ١۔ حاجی خلیفہ ، کشف الظنون ، جلد ٢ ، ص ١٨٩٩ ، تہران ۔

٢۔ دائرہ معارف اسلامیہ ، اردو ، ص ١٨ ، دانش گاہ پنجاب ، لاہور ۔

٣۔ Ellis, A. G., M.A., Catalogue of Arabic Books in the British Museum Library, Vol. I, p. 230.

٤۔ یوسف الیان سرکیس ، معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ ، ج ، ص ٢٦٨ ، مصر ۔

موجز القانون

(مخطوطه نمبر ۲۳۱)

طب ، عربی (نثر)

۱- تقطیع : طول سوا دس انچ ، عرض چھ انچ .

۲- اوراق : ۱۳۲ ورق ، ۲۶۴ صفحات ، ۱۹ سطریں .

۳- خط : نسخ .

۴- کاتب : عسجدی ، ۱۵ رجب ۱۲۶۶ھ .

ترقیمه

"تم الکتاب الموجز بتوفیق الملک الوہاب علی ید العبد المفتقر الراجی الی اللہ عسجدی فی التاریخ خمسة عشرین شہر رجب المرجب ۱۲۶۶ھ".

۵- مولف : ابن النفیس، علاء الدین، علی بن حزم القرشی، المتوفی ۶۸۷ھ.

۶- آغاز : " قال الشیخ الامام العالم البحر الکامل رئیس الحکماء ابوالحسن علاء الدین علی بن ابی الحزم القرشی المتطب قد اتیت بہذا الکتاب علی اربعة فنون الفن الاول فی قواعد جزئی الطب علمیة و عملیة ".

۷- اختتام : "فاکل بعضہم من کبره واستنکف الباقی من اکلہا فمن اکلہا لم یمت و من عاف من اکلہا مات و کان تدبیرهم واحدا فاسعملوا دواء جالینوس وغیره من العلاج المذکور".

۸- کیفیت : بہترین اور معتنابہ نسخہ ہے ۔ خط بڑا اچھا اور صاف ستھرا نسخ ہے ۔ بیشتر مقامات پر بین السطور درج ہے ،

حاشیہ بھی موجود ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی سے دیئے گئے ہیں۔ بالکل بے داغ صاف ستھرا نسخہ ہے۔

رسالہ درعلم فراست

ف
۱۳۸
غلا - ر

(مخطوطہ نمبر ۲۷ الف)

قیافہ فارسی ، (نثر)

۱- **تقطیع** : طول ساڑھے بارہ انچ ، عرض ساڑھے سات انچ۔

۲- **اوراق** : ۱۲ ورق ، ۲۴ صفحات۔

۳- **خط** : نستعلیق ، خوش خط ، جلی ، مجدول سرخ۔

۴- **کاتب** : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے ، غالباً خود مصنف ہی کاتب ہیں۔

۵- **مولف** : غلام محمد بن حکیم صادق علی خان ، ابن اشرف الحکماء حکیم محمد شریف خان۔

۶- **آغاز** : ''بعد حمد خدائے عزوجل و پس از نعت احمد مرسل میگوید احقر عباداللہ الصمد غلام محمد بن حکیم محمد صادق علی خان . . .''۔

۷- **اختتام** : ''وآنکہ کام وے کوتاہ وشتاب افتد درکارہا شتابی کنند و در امور حریص بود و محکم نباشد ، واللہ اعلم بالصواب''۔

۸- **کیفیت** : ''انسان کو اکثر ایسے نا آشنا لوگوں سے واسطہ پیش آتا رہتا ہے۔ جن کی دلی کیفیات سے وہ آگاہ نہیں ہوتا ، جس کے باعث کبھی کبھی نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے حکمائے قدیم نے لوگوں کی راہنمائی

کے لیے علم قیافہ وضع فرمایا ہے تاکہ ظاہری حالات سے باطنی کیفیت پر استدلال کیا جا سکے"۔ (دیکھیے مخطوطہ ہذا صفحات ۲ ' ۳) .

مصنف مخطوطہ ہذا نے بقول خود علم فراست کے موضوع پر یہ رسالہ قلمبند کیا ہے اور اس میں دو فصلیں ہیں - مجموعی طور پر یہ رسالہ ایک عمدہ قابل قدر اور معتنابہ مخطوطہ ہے - چاروں جانب نیلی اور سرخ روشنائی سے حاشیہ کشید کیا گیا ہے - متن بڑا صاف ستھرا ' جلی اور خوش خط ہے .

مجموعہ خطبات جمعہ

(مخطوطہ نمبر ٦٠)

خطبہ عربی : (نثر)

۱۔ تقطیع : طول ساڑھے آٹھ انچ ' عرض پانچ انچ .

۲۔ اوراق : ۱۱ ورق ' ۱۲ صفحات .

۳۔ خط : نسخ ' جلی .

۴۔ کاتب : محمد علی ' تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے .

۵۔ مولف : مولانا محمد اسمعیل شہیدؒ ' فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ.

۶۔ آغاز : "خطبہ جمعہ مطول تالیف جرنیل مولانا محمد اسمعیل علیہ رحمۃ اللہ الجلیل .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی الذات عظیم الصفات سمی السمات کبیر الشان".

۷- اختتام : ''اذکر اللہ العلی العظم یذکرکم و ادعوہ یستجب لکم ولذکراللہ تعالیٰ اعلیٰ و اولیٰ و اعز و اجل و اہم و اکبر''۔

۸- کیفیت : یہ چند خطبات جمعہ کا مجموعہ ہے ، سب سے پہلے حضرت مولانا اسمعیل شہیدؒ کا خطبہ ہے۔ صفحہ ۱۱ پر فقیہ ابواللیث سمرقندی سے مروی خطبہ جمعہ منقول ہے ' یہ خطبات معمولی خط نسخ میں ہیں اور مشکول ہیں ۔

درود مستغاث

(مخطوطہ نمبر ۱۶۹)

ع
۲۹۷،۵۳۱
- در

اوراد و وظائف ، عربی (نثر)

۱- تقطیع : طول چھ انچ ، عرض پانچ انچ ۔

۲- اوراق : ۲۳ ورق ، ۴۶ صفحات ۔

۳- خط : نسخ ۔

۴- کاتب : سید حیدر شاہ ۔

۵- آغاز : ''والاکرام بیدہ الخیر و ھوعلی کل شیٔ قدیر'' ۔

۶- اختتام : ''وقاضی الحاجات برحمتک یا ارحم الراحمین'' ۔

۷- کیفیت : معمولی سا نسخہ ہے ، صفحہ ۳ پر چوتھے کلمے کے آخری کلمات درج ہیں ، ابتدائی صفحات غائب ہیں۔ صفحہ ۸ سے نماز کی ترکیب ہے اور صفحہ ۲۱ سے درود مستغاث شروع ہوتا ہے جو آخر تک مکمل ہے۔

دلائل الخیرات

(مخطوطہ نمبر ۲۴۲)

اوراد و وظائف ، عربی (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول سوا سات انچ ، عرض ساڑھے چار انچ .

۲۔ **اوراق** : ۱۰۲ ورق ، ۲۰۴ صفحات .

۳۔ **خط** : نسخ ، عمدہ ، متن مجدول بخط سرخ .

۴۔ **کاتب** : نام اگرچہ مذکور نہیں ہے مگر پہلے اور آخری صفحہ پر مہر ہے جس میں حافظ عبدالکریم ۱۲۲۰ ھ لکھا ہوا ہے .

۵۔ **آغاز** : ''وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ'' .

۶۔ **اختتام** : ''ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' .

۷۔ **کیفیت** : نہایت عمدہ نسخہ ہے ، پہلے اور دوسرے ورق پر چند رباعیات درج ہیں ، دوسرے ورق پر حافظ عبدالکریم ۱۲۲۰ ھ کی مہر ہے ۔ ایک اور مہر ہے جو مٹی ہوئی ہے ۔ صفحہ ۴ سے کتاب کا آغاز ہے جس پر مطلا کبود و سرخ لوح بنی ہوئی ہے ۔ ہر صفحہ پر متن مجدول بخط سرخ ہے ۔ اہم الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں ۔ صفحہ ۱۶ اور ۱۷ پر بیاض ہے جو قبر مبارک ؐ کی تفصیل کے لیے چھوڑا گیا ہے ۔ مگر نقشہ نہیں بنایا گیا ۔ فی الجملہ ایک اچھا اور معتنابہ نسخہ ہے .

دلائل الخیرات مطلا

(مخطوطہ نمبر ۲۰۴)

اوراد و وظائف ، عربی (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول چھ انچ ، عرض ساڑھے تین انچ ۔

۲۔ **اوراق** : ۱۰۳ ورق ، ۲۰۶ صفحات ، ۱۲ سطریں ۔

۳۔ **خط** : نسخ عمدہ ۔

۴۔ **کاتب** : نام مذکور نہیں ہے ۔

۵۔ **آغاز** : ''وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ'' ۔

۶۔ **اختتام** : ''والصدیقین یوم القیمۃ بفضلک یا رحمن'' ۔

۷۔ **کیفیت** : نہایت عمدہ اور بہترین نسخہ ہے اور ہر صفحہ مطلا ہے اور درج ذیل صفحات پر ہر منزل کی ابتداء میں بہترین نقش و نگار کے حامل مطلا و کبود و سرخ لوحیں اور حاشیے بنے ہوئے ہیں :

(۱) صفحہ نمبر ۲ - ۳ (۲) صفحہ نمبر ۳۰ - ۳۱
(۳) صفحہ نمبر ۴۸ - ۴۹ (۴) صفحہ نمبر ۷۰ - ۷۱
(۵) صفحہ نمبر ۹۲ - ۹۳ (۶) صفحہ نمبر ۱۱۶ - ۱۱۷
(۷) صفحہ نمبر ۱۴۲ - ۱۴۳ (۸) صفحہ نمبر ۱۷۰ - ۱۷۱ ۔

اللھم صل اور 'روی' وغیرہ کے الفاظ ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں ۔ صفحہ ۲۸ اور ۲۹ پر روضۂ مبارک اور اس میں موجود قبر رسول ؐ اورحضرت ابوبکر رض وعمر رض کی قبروں کا وضاحتی نقشہ بنایا گیا ہے جو مطلا اور منقش بخط سرخ و کبود ہے ۔

دلائل الخیرات

(مخطوطہ نمبر ٦٢)

اوراد ، عربی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول پانچ انچ ، عرض ساڑھے چار انچ .

۲- **اوراق** : ۵۴ ورق ، ۱۰۸ صفحات .

۳- **خط** : نسخ ، عمدہ .

۴- **کاتب** : نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے .

۵- **آغاز** : "ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا" .

۶- **اختتام** : "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" .

۷- **کیفیت** : دلائل الخیرات کا معمولی سا نسخہ ہے کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں ، کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے - متن جلی حروف میں خط نسخ میں ہے ، حاشیے سرخ مجدول بنائے گئے ہیں - اللھم سرخ الفاظ میں لکھا گیا ہے .

رسالہ مناجات

(مخطوطہ نمبر ۲۵۰ ج)

اوراد ، عربی

۱- **تقطیع** : طول سات انچ ، عرض ۴ انچ .

۲- **اوراق** : ۳ ورق ، ٦ صفحات .

۳- **خط** : نسخ ونستعلیق .

۴- **کاتب** : نا معلوم .

۵- **مولف** : نا معلوم .

۶- **آغاز** : ''الهی انت ربی ذوالمرایا کریم باسط رب البرایا''

۷- **اختتام** : ''وافاض علینا من وتو ساته وبرکاته وحشرنا معه فی زمرة اهولاء الخواص تحت لواء حبیبه و رسوله سیدنا و مولانا محمد صلی الله علیه و آله و صحبه پانزدهم شوال شب پنجشنبه ۱۱۲۶ھ ہزار و یکصد و بیست وشش ہجری'' .

۸- **کیفیت** : یہ پنج ورقی مخطوطہ چند مناجاتوں اور ایک وفات نامہ پر مشتمل ہے - سب سے پہلے حضرت شیخ جلال الدینؒ تھانیسری کی عربی مناجات ہے۔ جس کا آخری شعر یہ ہے :

انا العبد الذلیل کل ذل مسمی فی الاناس بالجلال

یہ مناجات اس شعر سے شروع ہوتی ہے :

الهی انت ربی ذوالمرایا کریم باسط رب البرایا

دوسری مناجات فارسی میں ہے جس کے اوپر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے :

''مناجات حضرت سلطان العارفین و برہان العاشقین صدر العباد بدر الزہاد قطب العالم خواجہ معظم و مکرم خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس الله تعالی سرہ العزیز فرمان حضرت ایشاں است کہ بھر نیت کہ ایں مناجات یادہ گان درود اول و آخر شب بخوانند بکرم الله تعالی حاجت روا گردد انشاء الله تعالی ایں است''.

اس عبارت کے بعد مناجات شروع ہو جاتی ہے اور اس کا پہلا شعر یہ ہے :

خدا وندا تو میدانی کہ بد کردم بہ نادانی
بدست مکر شیطانی مراسپار یا اللہ

آخری شعر یہ ہے:

من آں کاکی بد مردم ہر آنچہ ازبد مزد کردم
مکن چوں کاک رخ زردم دراں بازار یا اللہ

تیسری فارسی مناجات حضرت امیر خسرو کی ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے:

ای بدر ماند کے پناہ ہمہ رحمت تست عذر خواہ مرا

آخری شعر یہ ہے:

خسرو از تو پناہ می جوید اے پناہ من و پناہ ہمہ

چوتھی مناجات بھی فارسی میں ہے اور غالباً یہ بھی حضرت امیر خسروؒ کی ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے:

الٰہی یا الٰہی یا الٰہی بمشغولان وقت صبحگاہی

آخری شعر یہ ہے:

نحوسات مرامسعود گرداں کرم کن عاقبت محمود گرداں

اس مخطوطے کے آخری صفحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت شیخ محمد کشمیری چشتیؒ تک کے مشائخ کی تاریخ وفات لکھی گئی ہے۔ صرف شیخ نظام الدینؒ تھانیسری اور شیخ الہدادؒ لاہوری کی تاریخ وفات مندرج نہیں ہے۔ ان حضرات کے صرف نام لکھے ہوئے ہیں۔ اس مخطوطے میں جتنی مناجاتیں ہیں اثر میں ڈوبی ہوئی ہیں پاک حضرات کے کلام میں جو سوز و مستی ہوا کرتی ہے وہ ان مناجاتوں میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

اگرچہ نہ کاتب کا نام درج ہے اور نہ تاریخ کتابت لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ بھی صادق چشتی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور غالباً اس کی بھی تاریخ کتابت ۱۱۱۸ھ ہے ۔ عربی اشعار خط نسخ میں اور فارسی اشعار خط نستعلیق میں لکھے ہوئے ہیں ۔

زادالمعاد

(مخطوطہ نمبر ۱۰۸)

اوراد ، فارسی

۱- **تقطیع** : طول آٹھ انچ ، عرض پانچ انچ ۔

۲- **اوراق** : ۳۴۰ ورق ، ٦٨٠ صفحات ۔

۳- **خط** : نسخ ۔

۴- **کاتب** : حسین بخش بن رجب علی ۱۲۳۵ھ ۔

ترقیمہ

”قد وقع الفراغ من تسوید هذه الرسالته الشریفه المسمی بزادالمعاد فی شہر رجب المرجب من سبقته الاول یوم الاحد فی ۱۲۳۵ھ من الهجرة النبویه اللهم صل علی محمد و آله الطاهرین اجمعین حررالعبدالاذل المذنب حسین بخش ابن رجب علی غفرالله له ولوالدیه وحشرهمامع الائمةالابرار“۔

۵- **مولف** : ملا محمد باقر مجلسی ۱۱۱۰ھ ۔

۶- **آغاز** : ”الحمدلله الذی جعل العبادة وسیلة لنیل السعادة فی الاخرة والاولی والصلـوٰة والسلام علی سید الوری محمد

وعترتہ ائمۃ الھدیٰ''۔

۷۔ **اختتام** : ''والحمد للہ اولا وآخراً والصلواۃ علیٰ سیدنا محمد وآلہ الطاھرین الاقدسین ولعنۃ للہ علیٰ اعدا ئہم اجمعین''۔

۸۔ **کیفیت** : زیر نظر مخطوطہ ایک سو چالیس برس پرانا ہے۔ لیکن کتابت، روشنائی اور حروف میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے۔ صفحہ اول کی لوح منقش اور مطلا ہے۔ دیگر صفحات کے حاشیے سرخ روشنائی سے بنائے گئے ہیں۔ جا بجا کسی نے توضیحی حاشیے لکھے ہیں۔ جہاں جہاں عربی کی عبارتیں ہیں ان کے نیچے سرخ لکیر ہے۔ عنوانات سارے کے سارے بخط سرخ ہیں ابواب کے نام ہر صفحے کی پیشانی پر لکھے ہوئے ہیں۔ مخطوطہ بالکل مکمل ہے۔ کتاب چودہ ابواب پر مشتمل ہے :

(۱) باب اول درفضائل و اعمال ماہ مبارک رجب (۲) باب دوم در بیان فضائل واعمال ماہ مبارک شعبان (۳) باب سوم در بیان مجملی از فضائل ماہ مبارک رمضان (۴) باب چہارم در اعمال لیالی و ایام متبرکہ ماہ شوال و ماہ ذی قعدہ (۵) باب پنجم در بیان فضائل و اعمال ماہ مبارک ذی الحجہ (۶) باب ششم در بیان اعمال محرم (۷) باب ہفتم در بیان اعمال صفر (۸) باب ہشتم در بیان اعمال ربیع الاول (۹) در بیان ربیع الثانی و جمید الاول (۱۰) در بیان جمیدالثانی (یہاں کتابت کی غلطی کے باعث فصل ہفتم لکھا ہوا ہے) (۱۱) باب یازدھم در بیان زیارت حضرت رسول خدا و ایمہ ہدی ہست (۱۲) باب

دوازدهم در بیان نماز واجبی هائیکه مخصوص ماہ
و روزے سنیت (۱۳) باب سیز دهم در بیان احکام اموات
(۱۴) باب چهاردهم در بیان مجملی از احکام زکوٰۃ وخمس
واعتکاف۔ چودہویں باب کے بعد ایک مختصرسا تتمہ بھی ہے۔
کتاب کے مقدمے میں مولف نے اس کی وجہ تالیف یہ
بیان کی ہے : ”چون جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شانہ
برائے ہدایت گم گشگان بوادی جهالت و ضلالت طریق
صوم و صلواۃ و عبادات کہ اشرف و اقرب طریق نیل
سعادت اند مقرر گردانیده و از حضرت رسول خدا و ایمہ
ہدی صلوات اللہ علیہ و علیهم اجمعین ادعیہ و اعمال بسیار
منقول گردیده کہ کتب دعا از آنها مشحون است واین
خادم اخبار ایمہ اطهار علیهم صلوات الملک الغفار اکثر
آنهارا درکتاب بحارالانوار ایراد نمودم واکثر خلق را
باعتبار اشتغال بانواع اشغال دنیویہ و غیرہا تحصیل آنها
وعمل لجمیع آنها میسر نیست خواستم منتخبی از اعمال سال
و فضائل ایام و لیالی شریفہ واعمال آنها کہ باسانید
صحیحہ و معتبره وارد شده است دریں رسالہ ایرادنمایم کہ
عامتہ خلق از برکات آنها محروم نباشند“ .

بحارالانوار مصنف کی بڑی اہم اور مبسوط تالیف ہے۔
یہ کتاب ۲۵ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی
مبسوط کتاب سے استفادہ کے لیے کافی فرصت اور فراغت
کی ضرورت ہے اس لیے مصنف نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔
یہ نسخہ ۵,۲۳۵ کا ہے۔ برٹش میوزیم کا نسخہ نا مکمل

ہے اور ۱۲۴۴ھ میں لکھا گیا۔ ملا محمد باقر مجلسی نے یہ کتاب شاہ سلطان الحسینی الموسوی الصفوی کے نام سے معنون کی ہے اور شاہ مذکور کا تذکرہ بہت سارے آداب و تکلفات کے ساتھ کیا ہے۔ مخطوطہ میں عربی عبارتوں پر اعراب دینے کا التزام کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں عربی دعاؤں کا فارسی ترجمہ بین السطور میں لکھ دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

ملا محمد باقر مجلسی کے والد کا نام محمد تقی تھا۔ ملا محمد باقر مجلسی کا شمار اپنے دور کے مشاہیر شیعہ علماء میں ہوتا ہے۔

آپ کا لقب شیخ الاسلام تھا۔ آپ کا قیام اصفہان میں تھا جہاں آپ کا بے حد احترام کیا جاتا تھا۔ آپ بلند پایہ فقیہ، محدث اور ادیب تھے۔ آپ نے عظیم المرتبت کتابیں تالیف کیں۔ آپ کی عزت و اکرام کا یہ عالم تھا کہ شاہ سلیمان نے اپنی لڑکی آپ کے حبالۂ عقد میں دینا چاہی لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کی ایک مشہور تصنیف "حق الیقین" ہے جس کو انہوں نے شاہ حسین کے نام سے معنون کیا ہے۔ اس کتاب کی چودہ جلدیں ہیں۔ اس کتاب میں فرقہ شیعہ کی مکمل دینیات کو جمع کر دیا گیا ہے اور شیعہ مذہب کی حقانیت کو دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کے علاوہ بھی ملا محمد باقر مجلسی نے بڑی جامع مبسوط اور مفید کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔

۱۱۱۰ھ / ۱۶۹۸ء میں بہتر سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا ۔

کتب المراجع : ۱- Beale, An Oriental Biographical Dictionary.

۲- Rieu, Catalogue of the Persian Manuscripts.

۳- مقدمہ زادالمعاد ۔

نادِ علی و مجموعہ اوراد و وظائف

ف
۲۹۷۶۵۳۱
ن —

(مخطوطہ نمبر ۵۸)

اوراد ، عربی (نثر)

۱- **تقطیع** : طول پانچ انچ ' عرض ساڑھے چار انچ ۔

۲- **اوراق** : ۲۹ ورق ، ۵۸ صفحات ۔

۳- **خط** : نستعلیق شکستہ ۔

۴- **کاتب** : کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے ۔

۵- **آغاز** : ''یاعلی یاعلی یاعلی خاصیت این کلمات . . .''

۶- **اختتام** : '' روز پنجشنبہ درمیان وقفہ ہزار بار بخواند ہر حاجتے کہ داشتہ باشد روا گردد'' ۔

۷- **کیفیت** : یہ مخطوطہ کچھ اوراد و وظائف پر مشتمل ہے ۔ ابتداء میں یاعلی کے ورد کی سات خصوصیات بیان کی گئی ہیں اس کے بعد سورۃ اخلاص کا ایک مثمن نقش بنایا گیا ہے ۔ جس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس مثمن کی چونسٹھ خصوصیات ہیں ، مگر ان میں سے صرف سات ذکر کی گئی ہیں ۔ اس

کے بعد تاج نامہ اور دیگر اوراد و وظائف مذکور ہیں۔ ابتدائی ۱۲ صفحات مجدول بخط کبود سرخ اور مطلا ہیں۔ بعد کے باقی صفحات غیر مجدول اور سادہ ہیں۔ کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔

الفوائدالضیائیہ (شرح ملا جامیؒ)

(مخطوطہ نمبر ۸۸)

نحو، عربی (نثر)

۱- تقطیع : طول ساڑھے نو انچ، عرض سات انچ۔

۲- اوراق : ۱۶۳ ورق، ۳۲۶ صفحات۔

۳- خط : نسخ عمدہ۔

۴- کاتب : آخر کے صفحات غائب ہیں، اس لیے کاتب کا نام اور تاریخ کتابت موجود نہیں ہے۔

۵- مولف : جامی، مولانا نورالدین عبدالرحمن ۸۹۸ھ۔

۶- آغاز : "الحمد لولیہ والصلوات علی نبیہ"۔

۷- اختتام : "من ان یکون مطلقاً او مع ترتیب ومراد النحاۃ بالجمع ھنا"۔

۸- کیفیت : یہ کتاب علامہ ابن حاجب المتوفی ۶۴۶ھ کی تصنیف الکافیہ کی نہایت مبسوط شرح ہے جس کو مولف نے اپنے فرزند ضیاءالدین کے لیے تحریر کیا ہے اور اسی کے نام پر اس کا نام الفوائدالضیائیہ رکھا ہے۔ قدیم مدارس عربیہ میں یہ کتاب ایک عرصے سے متداول ہے اور نحو کی ایک اہم کتاب خیال کی جاتی ہے اور شرح ملا جامی کے نام

سے مشہور ہے - یہ کتاب مصنف نے ۸۹۸ھ میں مکمل کی اور مختلف امصار و دیار میں طبع ہو چکی ہے .
زیرنظر مخطوطہ ایک انتہائی عمدہ اور اچھا نسخہ ہے، تمام نسخہ محشی ہے اکثر مقامات پر بین السطور درج ہے - متن پر سرخ و سیاہ خط کشید کیا گیا ہے .

رسالہ کلمۂ توحید

(مخطوطہ نمبر ۵۹ - و) ۲۰۵ع۴
قا - ر

نحوی تعلیق ، عربی

۱- تقطیع : طول نو انچ ، عرض چھ انچ .
۲- اوراق : ۵ ورق ، ۱۰ صفحات .
۳- خط : نستعلیق .
۴- کاتب : محمد محکم الدین .
۵- مولف : نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی الحنفی المعروف بالقاری.

ترقیمہ کاتب

"تمت بحمدالله تعالیٰ وحسن توفیقہ وقت الظہر یوم الاثنین من عاشر شہر شعبان سنة الف وثلث مأة وخمس من ہجرة خاتم النبیین من ید محکم الدین احقرالناس غفرالله لہ ولوالدیہ ولاقربائہ ولمعلمہ ولجمیع الناس بفضلہ و منہ و کرمہ آمین آمین" .

۶- آغاز : "الحمدلله العلی الا علیٰ الذی اعلیٰ کلمة العلیا وجعل کلمة الذین کفروا السفلیٰ والصلواة والسلام علیٰ من

اوسلہ اللہ لنفی السوئ'' ۔

۷۔ اختتام : ''فقد بان لک فی الجملة تحقیقا لکلمة مبنی و معنی فحافظ بالمداومة علیها و داوم التوجہ الیہا اللهم احینا علیها وامتنا علیها واحشرنا علیها و لا تحرمنا من البرکات المکنوزة لدیها والحمدلله اولاً وآخراً والصلواة والسلام علیٰ محمد باطنا وظاهراً وعلیٰ جمیع اصحابہ واتباعہ اجمین'' ۔

۸۔ کیفیت : اس رسالہ میں مصنف نے کلمہ' توحید کی لفظی تحقیق کی ہے ۔ کلمہ' توحید کی معنوی تحقیق کی طرف مصنف نے کوئی خاص توجہ نہیں فرمائی ہے صرف و نحو کے قوانین کے تحت اس کے الفاظ اور ترکیب نحوی پر بالتفصیل روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں مختلف علمائے نحو کے اقوال پیش کیے ہیں۔ بعض مقامات پر ان کے اقوال سے استشہاد بھی کیا ہے ۔ لفظی تحقیق کے اعتبار سے یہ رسالہ افادیت کا حامل ہے ۔

مصنف کے حالات : کے ضمن میں رسالہ لمعان فی شرب الدخان کے نوٹ کی طرف رجوع فرمایا جائے ۔

کتب المراجع : ۱۔ خلاصة الاثر المحبی ۔

۲۔ فہرست المخطوطات ، القاهره ۔

حاشیہ السیالکوٹی علی قطبی و میر قطبی

ع
۱۶۰
سیا ۔ ح

(مخطوطہ نمبر ۲۹)

منطق ، عربی (نثر)

۱۔ **تقطیع** : طول سوا نو انچ ، عرض ساڑھے چھ انچ ۔

۲- **اوراق** : ۳۶۸ ورق ، ۷۳۶ صفحات ، ۱۷ سطریں .

۳- **خط** : نسخ ، جلی.

۴- **کاتب** : ضیاءاللہ ، تاریخ کتابت کہیں درج نہیں ہے .

۵- **مولف** : السیالکوٹی ، عبدالحکیم ، المتوفی ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۶ء
المدفون بسیالکوٹ ، پاکستان .

۶- **آغاز** : ''بسم اللہ الرحمن الرحیم ، احلی منطق افصح بہ لسان الفصحأ والبلغأ اولی مدرک ارتسم فی اذھان الاذکیاء حمد آلہ تصدق بکبیریائیہ، و شکر منعم لا نتصورعدآلا یہ''.

۷- **اختتام** : ''و رفع استار الشکوک والاوھام بحیث یتحیر بساعہ ارباب التدقیق واللہ الملہم للصواب، والیہ المرجع والمآب''.

۸- **کیفیت** . علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی عہد شاہجہانی کے رئیس العلماء، با وقعت و ذی مرتبت محقق یگانۂ عصر ، اور جامع علم و فضل بزرگ تھے ـ تمام عمر علوم اسلامی کی تحقیق و مطالعہ میں منہمک رہے .

آپ مولانا کمال الدین کشمیری (متوفی ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء) کے شاگرد تھے اور مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور سعد اللہ خان (جو بعد میں شاہجہان کے وزیر اعظم ہوئے) کے ہم دست تھے ـ تینوں ساتھیوں میں گہرے تعلقات تھے ـ جو ہمیشہ باقی رہے ـ چنانچہ جب عبدالحکیم نے ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۳ء میں اپنے کسی شاگرد کے توسط سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک مقالہ پڑھا ـ تو وہ اس کے معارف و حقائق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے

مجدد صاحبؒ کی خدمت میں ایک ارادت مندانہ عریضہ ارسال کیا جس میں حضرت مجددؒ کو ''امام ربانی ، محبوب سبحانی ، مجدد الف ثانی'' کے القاب سے مخاطب کیا جو بعد میں ہمیشہ کے لیے رواج پا گئے ۔ عبدالحکیم حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایسے معتقد ہوئے کہ ۱۰۲۳ھ/ ۱۶۱۴ء میں سیالکوٹ سے سرہند پہنچ کر ان سے شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت مجددؒ کے الف ثانی ہونے کے اثبات میں ایک رسالہ ''دلائل التجدید'' کے نام سے لکھا اورحضرت مجددؒ نے انھیں ''آفتاب پنجاب'' کےلقب سےنوازا. شاہجہان نے انھیں ''ملک العلماء'' کا خطاب عطا کیا اور دو مرتبہ چاندی میں تلوا کو ان کے وزن کے برابر چھ چھ ہزار روپیہ نقد دیا ۔ اور کثیر جاگیر عطا کی ۔ عبدالحکیم سیالکوٹی علوم عقلیہ اور نقلیہ کے جامع اور اپنے عہد کے نامور عالم تھے ۔ ان کی شہرت ان کی حین‌حیات میں قسطنطنیہ تک پہنچ گئی تھی ۔ چنانچہ حاجی خلیفہ (۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷ء) نے اپنی تصنیف کشف الظنون میں ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے ۔ ان کا معاصر مورخ محمد صالح کنبوہ لکھتا ہے :

''بہ نیروے کمالات خدا داد ، و نہایت معرفت بمبدأ معاد بر کتب معتبرہ کہ ہمگی از تصانیف استادان پا ستانست . . . حواشی‌خرد پسند معنی طراز بقلم‌آوردہ''.

غلام‌علی‌آزاد مآثر الکرام میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''علامہ زماں و افتخار زمانیاں است ، الحق درجمیع فنون

درسی مثل او از زمین ہند برنہ خاست‘‘ ۔

علمائے ہند میں سیالکوٹی متداول درسی کتابوں کی بنا پر بھی بہت مشہور ہیں ۔ ان کے چند حواشی کا تعارف درج ذیل ہے :

۱۔ حاشیہ علی تفسیر البیضاوی۔ (آستانہ ۱۲۷۰ھ) ۔

۲۔ کتاب العقائد العضدیہ ، قاضی عضد الدین ایجی کی تصنیف ہے ۔ اس کی شرح جلال الدین دوانی نے لکھی تھی ۔ اس شرح پر حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا ہے ۔ (طبع ۱۸۷۹ء) ۔

۳۔ قاضی عضدالدین ایجی کی ایک تصنیف کا نام المواقف ہے ۔ اس کی شرح ، شرح المواقف کے نام سے سید شریف جرجانی (۱۴۱۳ھ) نے لکھی تھی اس شرح پر سیالکوٹی نے حاشیہ قلم بند کیا ۔

۴۔ شیخ امیرالدین عمر الابہری (۱۲۶۱ء) کی فلسفہ کے موضوع پر کتاب ھدایت الحکمت کی دو شرحیں ہیں ۔ میبذی اور صدرا ، عبد الحکیم نے میبذی پر حاشیہ لکھا ۔

۵۔ حاشیة علی حاشیة المولی عبدالغفور اللاری علی الفوائد الضیائیہ ، (بولاق ۱۲۵۶ھ آستانہ ۱۲۷۷ھ) ۔

۶۔ حاشیہ علی المطول للتفتازانی علی متن التلخیص ، (آستانہ ۱۲۹۰ھ) ۔

حواشی کے علاوہ عبدالحکیم کی چند مستقل تصانیف بھی ہیں ۔ جن میں الرسالتہ الخاقانیہ ، بڑی مشہور ہے ۔ یہ

دراصل ایک فلسفیانہ کتاب ہے۔ جس میں ان فلاسفہ کی تردید کی گئی ہے جو علم آلہی کے قائل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ خدا کی صفت علم کے اثبات اور صفات آلہی کے عین ذات ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں اور قدم مادہ کے بلطلان پر مدلل گفتگو کی گئی ہے۔

زیر نظر مخطوطہ فن منطق سے متعلق ہے 'الرسالہ الشمسیۃ' فی قواعد المنطق، نجم الدین الکاتبی کی معروف تصنیف ہے۔ اس کی شرح قطب الدین محمود ابن محمد نے کی ہے اور اس شرح کی شرح سید شریف الجرجانی کی لکھی ہوئی ہے۔ پہلی شرح قطبی اور دوسری میر قطبی کے نام سے معروف ہے۔ عبد الحکیم نے ان دونوں پر حاشیہ لکھا جو الحاشیہ علی قطبی و میر قطبی اور حاشیۃ السیالکوٹی علی التصورات (بحوالہ ذیل نمبر ۳) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حواشی انہوں نے اپنے فرزند عبداللہ اللبیب کی خواہش پر لکھے تھے۔ چنانچہ سیالکوٹی خطبہ کتاب میں لکھتے ہیں :

"قد سالنی الولد الاعز . . . عبداللہ الملقب باللبیب عندقرأۃ الشرح المنسوب الی الطود العظیم والمعتدالجسیم والحواشی المعلقہ علیہ للسید السند و الحبر الاوحد ان اکتب مایسنح الذہن الکلیل فی حل مشکلاتہا و احرر ما یتقرر لدی فی کشف معضلا تہا"۔

اپنے ان حواشی کے بارے میں‌سیالکوٹی کی یہ رائے ہے :

"بحمد اللہ کنزاً لاتحصی فوائدہ وبحراً لاتستقصی فرائدہ"۔

یہ حاشیہ سیالکوٹی نے شاہجہاں بادشاہ صاحب قران ثانی کی خدمت میں پیش کیا تھا ۔ مخطوطے کی ابتدا میں عبدالحکیم کے خطبہ پر حاشیہ ان کے صاحب زادے عبداللہ الملقب باللبیب کا ہے ۔ جو ابتدائی ۳ ; صفحات پر مشتمل ہے ۔ اور جس کا آغاز اس طرح ہے ۔

''نحمد اللہ الممد المعین و نصلی علی رسولہ الامین وعلی آلہ و اصحابہ الاکرمین و بعد یقول عبد اللہ بن عبدالحکیم بن شمس الدین انی اشرع فی شرح الخطبہ المتین و اللہ الموفق بالیقین'' ۔

اس خطبہ کے آخر میں کاتب نے دو اشعار اور ایک نوٹ تحریر کیا ہے :

''یلوح الخط فی القرطاس دھراً وکاتبہ رمیم فی التراب
ھرکہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندہ گنہ گارم
بحسب فرمائش استاد صاحب مشفق بنقل آوردم ہرچہ دیدم''۔

مخطوطے کے آخر میں کاتب نے بتایا ہے کہ اس نے اس نسخے کی نقل میں کمال احتیاط سے کام لیا ہے اور بعد نقل متعدد نسخوں سے موازنہ کیا ہے ۔ اور اس نسخے سے بھی موازنہ کیا ہے جسے اصل کا درجہ حاصل ہے :

''نقلتہ عن النسخہ . . . و قابلت بہا ایضاً بقدر الطاقتہ . . . فی آخرہا رقمت ھذا العبارۃ و قابلتہ با النسخہ التی قوبل بالنسخ الکثیرہ التی منہا نسخہ یقال لہا کانہا الاصل بقدر الطاقتہ وانا الفقیر ضیاء اللہ عفی عنہ ما سہی'' ۔

فی الجملہ یہ ایک گراں قدر اور بہترین نسخہ ہے ۔ اس کا ایک مخطوطہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ، میں موجود

ہے۔ (مخطوطہ نمبر ۲۴ سیالکوٹی ۱۹۰) قسطنطنیہ میں ۱۸۴۸ء میں ، دھلی میں ۱۸۷۰ء میں اور لکھنؤ میں ۱۸۷۸ء میں طبع ہو چکا ہے۔ (بحوالہ ذیل نمبر ۴) ۔

المراجع : ۱- یوسف الیان سرکیس ، معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ ، ج ۱ ، ص ۱۰۶۸ ، مصر ۱۹۲۸ء ۔

۲- منظور احسن عباسی ، تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ، ۱۹۶۷ء ۔

۳- برق ، غلام جیلانی ، ڈاکٹر ، فلسفیان اسلام ، ص ۲۸۶ مطبوعہ شیخ غلام علی ، لاہور ۔

۴- دائرہ معارف اسلامیہ اردو ، ص ۴۸۳ تا ۴۸۴ ، دانش گاہ پنجاب ، لاہور ۔

۵- Ellis, A.G., M.A., Catalogue of Arabic Books in the British Museum, Vol. I, p. 35.

۶- Beale, T.W., An Oriental Biographical Dictionary, p. 4, Sind Sagar Academy, Lahore.

ف
۲۹۷،۵۷۱
ـ ف

فال نامہ

(مخطوطہ نمبر ۲۵ ب ج)

۱- **تقطیع** : طول چھ انچ عرض ، ساڑھے تین انچ ۔

۲- **اوراق** : ۸ ورق ، ۱۶ صفحات (ناقص) ، ۱۴ سطریں ۔

۳- **خط** : نستعلیق ۔

۴- **کاتب** نا معلوم ۔

۵۔ **مصنف** : نا معلوم ۔

۶۔ **آغاز** : ''فال نامہ ازجہت حمل عورت کہ پسرست یا دختر درین شکل انگشت نہد اگر برشمس یا مریخ یا مشتری انگشت افتد داندکہ پسراست'' ۔ (ناقص)

۷۔ **اختتام** : و لیکن تا یک ہفتہ خودرا مشغول دار تا ازغم والم رہی وضمیر خودرا باکسے درمیان میار تا افسوس نخوری و غلہ و سیم صدقہ دہ تاازغم اعدا منیا باشد ۔

۸۔ **کیفیت** : یہ مخطوطہ ایک قدیم فالنامہ ہے جو پرانے زمانے میں رائج تھا ۔ اگرچہ مصنف اس بات کا مدعی ہے کہ ''ایں فالنامہ السیت کہ ایمۂ معصومین بایں عمل نمودہ اند و از حضرت رسالت و بدر ایوان جلالت علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات نیز روایت کردہ اند ''لیکن مصنف کا یہ دعویٰ محض فرضی ہے کیونکہ معتبر کتب اور احادیث میں ایسا کوئی فالنامہ مروی نہیں ہے اور نہ قرآن کریم کا نزول اس غرض سے ہوا ہے کہ اسے اس طرح کے امور میں استعمال کیا جائے ۔ مصنف نے اپنے اس فالنامے کی بنیاد قرآن کریم کی آیات و حروف کو بنایا ہے ۔ مثلاً الف کے تحت لکھتا ہے ''آگاہ باش کہ الف بشارت میدہد ترا بشادی و خرمی وعیش و شادمانی واشارت می نماید بیرون آمدن ازغم و رنج وآفت وبلا'' اسی طرح ن کے تحت مصنف رقمطراز ہے ''نO والقلم و مایسطرونO اے خداوند تعالیٰ اشارت می کند بر حصول مرادات وفراخی ، رزق وبشارت میدہد کہ فتوح از غیب برسد

وباید تو در نماز کاہلی نہ کنی کہ روزے چند محنت و فقر کہ کشیدی بنا بر آنکہ در نماز تقصیر کردہ بود ازیں بعد در نماز کاہلی مکن و فرض حق تعالیٰ را بجاآر'' ۔

اس کتاب کو کوئی مستند حیثیت حاصل نہیں ہے ۔ محض اٹکل پچو باتوں پر مصنف نے اپنے فالنامے کی بنیاد رکھی ہے اس لیے لائق اعتناء نہیں ہے اور نہ یہ کتاب کسی علمی حیثیت کی حامل قرار دی جا سکتی ہے ۔ کتاب کے ابتدائی صفحات بھی غائب ہیں اور آخری صفحات بھی ۔ اس لیے نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف کون ہے اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ اس کا کاتب کون ہے۔ مخطوطے کے اکثر صفحات کرم خوردہ ہیں۔

اشاریے

اسمائے مخطوطات بہ ترتیب موضوعات

ن ش	موضوع	زبان	نام مخطوطہ	نمبر مخطوطہ	نام مصنف	نمبر صفحہ
۱	مصاحف	عربی	پنجسورہ	۸۰	کتاب آسمانی	۱
۲	,,	,,	پنجسورہ	۵۸	,,	۳
۳	,,	,,	پنجسورہ	۲۳۰	,,	۴
۴	,,	,,	حائل شریف مترجم فارسی ۱۵ پارے	۷۳	,,	۵
۵	,,	,,	قرآن کریم	۱۶۸	,,	۶
۶	,,	,,	قرآن کریم	۹۰	,,	۷
۷	,,	,,	قرآن کریم	۱۹۲	,,	۸
۸	,,	,,	قرآن کریم مترجم فارسی	۱۹۴	,,	۹
۹	,,	,,	قرآن کریم	۳۲۱	,,	۱۰
۱۰	تفسیر	,,	تفسیر بیضاوی یا انوار التنزیل	۲۸۳	ناصر الدین البیضاوی، ۶۹۲ھ	۱۱
۱۱	,,	,,	حاشیہ السیالکوٹی علی البیضاوی	۲۱۴	ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، ۱۰۶۸ھ	۱۲
۱۲	,,	فارسی	تفسیر حسینی یا مواہب علیہ	۲۵۱	حسین بن علی واعظ کاشفی، ۹۱۰ھ	۱۵
۱۳	,,	عربی	تفسیر بیضاوی	۱۹۳	ناصر الدین البیضاوی، ۶۹۲ھ	۲۰

ن ش	موضوع	زبان	نام مخطوطه	نمبر مخطوطه	نام مصنف	نمبر صفحه
۱۳	تفسیر	عربی	تفسیر حسینی یا مواہب علیہ	۲۲۰	حسین بن علی واعظ کاشفی، ۹۱۰ھ	۲۱
۱۵	,,	,,	تفسیر حسینی یا مواہب علیہ	۲۱۰-الف	حسین بن علی واعظ کاشفی، ۹۱۰ھ	۲۲
۱۶	,,	,,	تفسیر حسینی یا مواہب علیہ	۲۱۰ - ب	حسین بن علی واعظ کاشفی، ۹۱۰ھ	۲۳
۱۷	,,	,,	تفسیر حسینی یا مواہب علیہ	۱۷۸	حسین بن علی واعظ کاشفی، ۹۱۰ھ	۲۵
۱۸	,,	فارسی	تفسیر چرخی	۲۱۷	یعقوب بن عثمان چرخی	۲۵
۱۹	,,	,,	تفسیر سورۃ الفتح	۲۵۰-الف	شیخ الهداد	۲۸
۲۰	حدیث	عربی	رساله تحقیق عمامه	۵۹-د	علی بن سلطان القاری، ۱۰۱۴ھ	۳۱
۲۱	,,	,,	رساله رفع الجناح باربعین حدیثاً فی باب النکاح	۵۹-ح	علی بن سلطان القاری، ۱۰۱۴ھ	۳۳
۲۲	,,	,,	رساله عصا	۵۹-ہ	علی بن سلطان القاری، ۱۰۱۴ھ	۳۵
۲۳	,,	,,	رساله فضیلة السواک	۵۹-ج	علی بن سلطان القاری، ۱۰۱۴ھ	۳۷
۲۴	,,	,,	اللمعة فی اجوبة الاسئلة السبعة	۵۹-ز	جلال الدین السیوطی، ۹۱۱ھ	۳۸

۲۵	سیرت	فارسی	معارج النبوۃ رکن سوم	۱۷۶-الف	معین بن حاجی محمد الفراہی، ۹۰۷ھ	۴۱
۲۶	,,	,,	معارج النبوۃ رکن چہارم	۱۷۶-ب	معین بن حاجی محمد الفراہی، ۹۰۷ھ	۴۳
۲۷	تصوف	,,	تذکرۃ الاولیاء	۲۴۷	فرید الدین عطار، ۶۲۷ھ	۴۷
۲۸	,,	عربی	تنبیہ الغافلین	۷۱	ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، ۳۷۳ھ	۵۳
۲۹	,,	,,	راحت القلوب	۲۵-الف	فرید الدین مسعود گنج شکر، ۶۶۴ھ	۵۶
۳۰	,,	عربی	رسالہ ایمان و یقین	۲۵۰	نامعلوم	۶۱
۳۱	,,	فارسی	رسالہ رموزات	۲۵-ب	عبدجلیل	۶۳
۳۲	,,	عربی	رسالہ معرفۃ	۵۹-ب	علی بن سلطان القاری، ۱۰۱۴ھ	۶۶
۳۳	,,	فارسی	ریشی نامہ	۳۴-ب	داؤد بن حسن خاکی، ۹۹۴ھ	۶۷
۳۴	,,	,,	شرح لمعات	۲۵۰-ب	نظام الدین بن عبدالشکور التھانیسری، ۱۰۲۴ھ	۷۱
۳۵	,,	,,	الفتح الربانی	۶۴	عبدالقادر جیلانی، ۵۶۱ھ	۷۴
۳۶	,,	عربی	الفتوحات المکیہ	۲۷	ابوبکر محی الدین بن عربی، ۶۳۸ھ	۷۹
۳۷	,,	فارسی	فوائد نامہ شیخ حمزہ	۳۴-الف	داؤد بن حسن خاکی، ۹۹۴ھ	۸۵
۳۸	,,	عربی	کتاب المواعظ	۱۸۸	نامعلوم	۸۹
۳۹	,,	فارسی	کیمیائے سعادت	۶۱	محمد بن محمد الغزالی، ۵۰۵ھ	۹۱
۴۰	,,	,,	کیمیائے سعادت			
			رکن چہارم	۲۰۳	محمد بن محمد الغزالی، ۵۰۵ھ	۹۸
۴۱	,,	,,	کیمیائے سعادت	۲۰۲	محمد بن محمد الغزالی، ۵۰۵ھ	۹۹
۴۲	اصول فقہ	عربی	حاشیہ شیخ الاسلام			
			برتلویح	-	ابویحیی زکریا ابن محمد الانصاری، شیخ الاسلام، ۹۲۵ھ	۱۰۰
۴۳	فقہ	,,	الدرۃ المنورۃ	۵۹-ط	علی بن سلطان القاری، ۱۰۱۴ھ	۱۰۲

ن ش	موضوع	زبان	نام مخطوطه	نمبر مخطوطه	نام مصنف	نمبر صفحه
۴۴	فقه	فارسی	رساله در معرفت ایمان و اسلام	۷۷-ه	نامعلوم	۱۰۴
۴۵	,,	عربی	لمعان فی شرب الدخان	۵۹-الف	علی بن سلطان القاری ، ۱۰۱۴ه	۱۰۶
۴۶	,,	,,	شرح الوقایه الجزء الاول	۱۰۱	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه، ۷۵۰ه	۱۰۹
۴۷	,,	,,	شرح الوقایه الجزء الاول	۲۰۷	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه ، ۷۵۰ه	۱۱۱
۴۸	,,	,,	شرح الوقایه الجزء الثانی	۲۳۴	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه ، ۷۵۰ه	۱۱۲
۴۹	,,	,,	شرح الوقایه الجزء الاول	۹۸	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه ، ۷۵۰ه	۱۱۳
۵۰	,,	,,	شرح الوقایه الجزء الثانی	۹۷	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه ، ۷۵۰ه	۱۱۴
۵۱	,,	,,	شرح الوقایه الجزء الاول	۱۶۳	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه ، ۷۵۰ه	۱۱۵
۵۲	,,	,,	شرح الوقایه الجزء الثانی	۸۲	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه ، ۷۵۰ه	۱۱۵
۵۳	,,	,,	شرح الوقایه	۸۹	عبیدالله بن مسعود بن تاج الشریعه ، ۷۵۰ه	۱۱۶

۵۴	فقہ	فارسی	فتاوی قراخانیہ	۶۹	ملا صدر الدین یعقوب	۱۱۷
۵۵	,,	عربی	المقدمۃ فی الصلوۃ	۷۷-د	ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی ، ۳۷۳ھ	۱۲۰
۵۶	,,	فارسی	نام حق	۱۹	شرف الدین بخاری ، ۶۹۳ھ	۱۲۱
۵۷	,,	عربی	ہدایہ اخیرین	۷۳	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی، ۵۹۳ھ	۱۲۲
۵۸	کلام	,,	رسالہ عقائد نسفی	۷۷-ب	نجم الدین ابوحفص عمر النسفی ، ۵۳۷ھ	۱۲۵
۵۹	,,	,,	شرح عقائد نسفی	۹۱	مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی ، ۷۹۱ھ	۱۲۶
۶۰	,,	فارسی	کاشف اللغات	۷۷-الف	عبدالکریم بن مخدوم درویزہ ، ۱۰۷۲ھ	۱۲۹
۶۱	تجوید	,,	رسالہ تجوید القرآن	۷۷-ج	نامعلوم	۱۳۲
۶۲	تاریخ	,,	تاریخ ارادت خان	۲۳	مبارک اللہ واضح ارادت خان ، ۱۱۲۸ھ	۱۳۳
۶۳	,,	,,	تاریخ فرشتہ	۲۷	محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی	۱۳۷
۶۴	,,	,,	ظفر نامہ رنجیت سنگھ	۳۰	دیوان امر ناتھ اکبری	۱۴۰
۶۵	ادب	,,	دیوان بیدل	۵۶	میرزا عبدالقادر بیدل ، ۱۲۰۷ء	۱۴۲
۶۶	,,	,,	دیوان جامی	۴۳	نورالدین عبدالرحمن جامی ، ۸۹۸ھ	۱۴۶
۶۷	,,	,,	دیوان حافظ شیرازی	۵۳	شمس الدین محمد حافظ شیرازی ، ۷۹۱ھ	۱۵۱
۶۸	,,	,,	دیوان حافظ شیرازی	۲۴۶	شمس الدین محمد حافظ شیرازی ، ۷۹۱ھ	۱۵۴
۶۹	,,	,,	دیوان خواجہ کرمانی	۰۸	محمود بن علی خواجو کرمانی ، ۷۵۳ھ	۱۵۵
۷۰	,,	,,	دیوان طالب آملی	۵۴	طالب آملی ، ۱۰۳۵ھ	۱۵۸
۷۱	,,	,,	دیوان طالب آملی	۵۵	طالب آملی ، ۱۰۳۵ھ	۱۶۶
۷۲	,,	,,	دیوان عرفی	۳۶	محمد جمال الدین عرفی شیرازی ، ۹۹۹ھ	۱۶۷
۷۳	,,	,,	کلیات شفائی	۳۵	حکیم شرف الدین حسن شفائی ، ۱۰۳۸ھ	۱۷۰
	,,	,,	دیوان واقف	۲۰	نور العین واقف لاہوری ، ۱۲۰۰ھ	۱۷۲

ن ش	موضوع	زبان	نام مخطوطه	نمبر مخطوطه	نام مصنف	نمبر صفحه
۷۵	ادب	فارسی	مثنوی نیرنگ عشق	۵۱	محمد اکرم غنیمت کنجاہی	۱۷۵
۷۶	،،	،،	مثنوی نیرنگ عشق	۱۰۹	محمد اکرم غنیمت کنجاہی	۱۷۷
۷۷	،،	،،	یوسف زلیخا جامی	۶۳	نور الدین عبدالرحمن جامی ، ۸۹۸ھ	۱۷۹
۷۸	،،	،،	یوسف زلیخا جامی	۷۸	نور الدین عبدالرحمن جامی ، ۸۹۸ھ	۱۸۰
۷۹	اخلاق	،،	رساله زبدة الاخلاق	۲۷-ب	غلام محمد بن حکیم صادق علی	۱۸۱
۸۰	طب	عربی	التصریف لمن عجز عن التالیف	۵	ابوالقاسم خلف بن عباس الزهراوی	۱۸۳
۸۱	،،	،،	حمیات قانون شیخ الرئیس	۳	شیخ الرئیس ابن سینا ابو علی الحسین ، ۴۲۸ھ	۱۸۶
۸۲	،،	اردو	کارنامۂ عشرت	۱۳	قربان علی سالک	۱۸۷
۸۳	،،	عربی	المغنی فی شرح الموجز المعروف بالسدیدی	۳	سدید الدین کازرونی	۱۸۸
۸۴	،،	،،	مفرح القلوب	۱۰	محمد اکبر ارزانی	۱۹۰
۸۵	،،	،،	موجز القانون	۲	علاء الدین علی بن ابی حزم القرشی، ابن النفیس، ۶۸۷ھ	۱۹۲
۸۶	،،	،،	موجز القانون	۱	علاء الدین علی بن ابی حزم القرشی، ابن النفیس، ۶۸۷ھ	۱۹۳
۸۷	،،	،،	موجز القانون	۲۳۱	علاء الدین علی بن ابی حزم القرشی ، ابن النفیس، ۶۸۷ھ	۱۹۶
۸۸	قیافه	فارسی	رساله در علم فراست	۲۷-الف	غلام محمد بن حکیم صادق علی خان	۱۹۷
۸۹	خطبات	عربی	مجموعه خطبات جمعه	۶۰	ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی ۳۷۳ھ	۱۹۸
۹۰	اوراد	،،	درود مستغاث	۱۶۹	—	۱۹۹

٩١	اوراد	عربی	دلائل الخیرات	٢٣٢	نامعلوم	٢٠٠
٩٢	,,	,,	دلائل الخیرات مطلا	٢٠٣	نامعلوم	٢٠١
٩٣	,,	,,	دلائل الخیرت	٦٢	نامعلوم	٢٠٢
٩٤	,,	,,	رساله مناجات	٢٥٠	نامعلوم	٢٠٣
٩٥	,,	فارسی	زاد المعاد	١٠٨	ملا محمد باقر مجلسی، ١١١٠ھ	٢٠٥
٩٦	,,	,,	ناد علی و مجموعہ			
٩٧	نحو		اوراد و وظائف	٥٨	نامعلوم	٢٠٩
		عربی	الفوائد الضیائیه	٨٨	نور الدین عبدالرحمن جامی ، ٨٩٨ھ	٢١٠
٩٨	,,	,,	رساله کلمهٔ توحید	٥٩-و	علی بن سلطان القاری ، ١٠١٤ھ	٢١١
٩٩	منطق	,,	حاشیة السیالکوٹی			
			علی قطبی و میرقطبی	٢٩	عبدالحکیم سیالکوٹی ، ١٠٦٧ھ	٢١٢
١٠٠	فال نامہ	فارسی	فال نامه	٢٥-ج	نامعلوم	٢١٨

اسمائے مخطوطات بہ ترتیب حروف تہجی

اسمائے مصنفین

اسمائے کاتبین و خطاطین

نمبر شمار	اسمائے کاتبین	صفحہ نمبر
۲۷	غلام محی الدین	۱۷۵
۲۸	غلام محی دین	۱۸۱
۲۹	لطف علی	۱۶۷
۳۰	محمد تقی بن اصل اللہ	۱۷۰
۳۱	محمد حسین متخلص بسعری	۱۴۶
۳۲	محمد زمان	۱۵۸
۳۳	محمد شریفی	۱۸۶
۳۴	محمد صادق چشتی	۲۸
۳۵	محمد علی	۱۹۸
۳۶	ملا محمد و اخند فرید	۲۶
۳۷	محمد محکم الدین	۳۲، ۳۴، ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۶۶، ۱۰۲، ۱۰۶، ۲۱۱
۳۸	محمد وزیر	۶۳
۳۹	محمود	۱۸۶
۴۰	میاں بخش بن حضرت میاں علی محمد	۱۷۷
۴۱	میاں محمد عظمت	۱۱۸
۴۲	میرزا محمد منور کشمیری	۱۷۳
۴۳	میر کلاں بن میرکی بن درویش محمد	۱۰
۴۴	میر مرزا علی قیس	۱۳۳
۴۵	نور محمد ولد شیخ بدلی	۹۸
۴۶	وزیر علی	۵۶
۴۷	یحیٰی	۵

مخطوطات بلحاظ سنین

نمبر شمار	سن	صفحہ نمبر
۱	۹۷۲ھ	۱۰
۲	۱۰۵۴ھ	۱۷۰
۳	۱۰۵۸ھ	۱۵۸
۴	۱۰۶۶ھ	۱۶۷
۵	۱۰۷۷ھ	۱۱۶
۶	۱۰۸۱ھ	۹۱
۷	۱۰۸۹ھ	۹۸
۸	۱۰۹۰ھ	۱
۹	۱۰۹۴ھ	۴۱
۱۰	۱۰۹۴ھ	۴۳
۱۱	۱۰۹۸ھ	۲۲
۱۲	۱۰۹۸ھ	۲۴
۱۳	۱۱۰۰ھ	۱۶۶
۱۴	۱۱۱۸ھ	۲۸
۱۵	۱۱۱۸ھ	۷۱
۱۶	۱۱۳۹ھ	۱۱۷
۱۷	۱۲ جلوس محمد شاہ (۱۱۴۴ھ)	۹۹
۱۸	۱۲۱۳ھ	۱۳۷
۱۹	۱۲۲۰ھ	۲۰۰
۲۰	۱۲۳۵ھ	۲۰۵
۲۱	۱۲۵۱ھ	۱۴۶
۲۲	۱۲۵۱ھ	۱۷۵
۲۳	۱۲۵۱ھ	۱۸۱
۲۴	۱۲۵۴ھ	۱۸۸
۲۵	۱۲۶۰ھ	۱۷۳

نمبرشمار	سن	صفحہ نمبر
۲۶	۱۲۶۶ھ	۱۹۶
۲۷	۱۲۷۴ھ	۱۷۷
۲۸	۱۲۷۷ھ	۱۵۱
۲۹	۱۲۸۹ھ	۶
۳۰	۱۲۹۴ھ	۱۸۳
۳۱	۱۳۰۰ھ	۱۳۳
۳۲	۱۸۸۵ء (۱۳۰۳)	۸۹

کتابیات

۱- آب کوثر ، شیخ محمد اکرام ، فیروز سنز -
۲- آتشکدۂ آذر ، لطف علی بیگ ، ایران -
۳- ادب نامہ ایران ، مقبول بیگ بدخشانی ، لاہور -
۴- انوار سہیلی ، تہران -
۵- پاکستان میں فارسی ادب ، ظہور الدین احمد ، لاہور -
۶- تاریخ ادبیات ایران ، رضا زادہ شفق ، ترجمہ مبارز الدین رفعت ، دھلی -
۷- تاریخ ارادت خان ، تحقیق غلام رسول مہر ، لاہور -
۸- تاریخ فرشتہ ، ترجمہ اردو عبدالحی ، خواجہ ، لاہور -
۹- تذکرہ شعرائے پنجاب ، عبدالرشید ، خواجہ ، اقبال اکادمی ، کراچی -
۱۰- تذکرہ شعرائے کشمیر ، پیر علی حسام الدین راشدی ، اقبال اکادمی ، کراچی -
۱۱- تذکرہ طالب آملی ، عبدالرشید ، خواجہ ، اقبال اکامی ، کراچی -
۱۲- تذکرہ علمائے ہند ، رحمن علی ، نول کشور ، لکھنئو -
۱۳- خلاصۃ الاثر ، المحبی ، محمد امین بن فضل اللہ ، بیروت -
۱۴- دائرہ معارف اسلامیہ ، اردو ، دانش گاہ پنجاب ، لاہور -
۱۵- دائرۃ المعارف ، فرید وجدی ، بغداد -
۱۶- دائرۃ المعارف ، فواد افرام البستانی ، بیروت -
۱۷- دیوان خواجو کرمانی ، بتصحیح احمد سہیلی خوانساری ، ایران -
۱۸- دیوان غنیمت ، بتصحیح پروفیسر غلام ربانی عزیز ، پنجابی ادبی اکادمی ، لاہور -
۱۹- دیوان واقف ، ڈاکٹر محمد باقر ، پنجابی ادبی اکادمی ، لاہور -
۲۰- رود کوثر ، شیخ محمد اکرام ، فیروز سنز -
۲۱- ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین فی الکنیۃ واللقب ، محمد علی تبریزی -
۲۲- سفینۃ الاولیاء ، داراشکوہ ، ترجمہ غلام دستگیر نامی ، لاہور -
۲۳- شعر العجم ، شبلی نعمانی -
۲۴- ظفر نامہ رنجیت سنگھ ، تحقیق سیتارام کوہلی ، ۱۹۲۸ء لاہور -
۲۵- الغزالی ، شبلی نعمانی -
۲۶- غوث اعظم ، امان اللہ خان امان سرحدی ، لاہور -
۲۷- فلسفیان السلام ، برق ، غلام جیلانی ، لاہور -

۲۸- فہرست المخطوطات دارالکتب ، فواد سید ، القاہرہ -

۲۹- فہرست مخطوطات عربیہ ، منظور احسن عباسی ، پنجاب پبلک لائبریری ، لاہور -

۳۰- فہرست مخطوطات فارسیہ ، منظور احسن عباسی ، پنجاب پبلک لائبریری ، لاہور

۳۱- القاموس الاسلامی ، احمد عطیۃ اللہ ، القاہرہ -

۳۲- کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون ، حاجی خلیفہ چلپی ، تہران -

۳۳- کلیات بیدل ، افغانستان -

۳۴- المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع ، ملا علی القاری ، بغداد -

۳۵- معجم المطبوعات العربیہ و المعربۃ، یوسف الیان سرکیس ، القاہرہ -

۳۶- مقدمۃ الہدایہ، عبدالحی اللکنوی -

۳۷- موج کوثر ، شیخ محمد اکرام ، فیروز سنز -

۳۸- نفحات الانس ، جامیؒ ، لاہور -

۳۹- نیرنگ عشق ، بتصحیح پروفیسر غلام ربانی عزیز ، لاہور -

۴۰- An Oriental Biographical Dictionary by Beale, Sind Sagar Academy, Lahore.

۴۱- Catalogue of Arabic Books in British Museum Library by Ellis, A.G., M.A.

۴۲- Catalogue of Persian Manuscripts by Rieu, C.

۴۳- Encyclopeadia Britanica

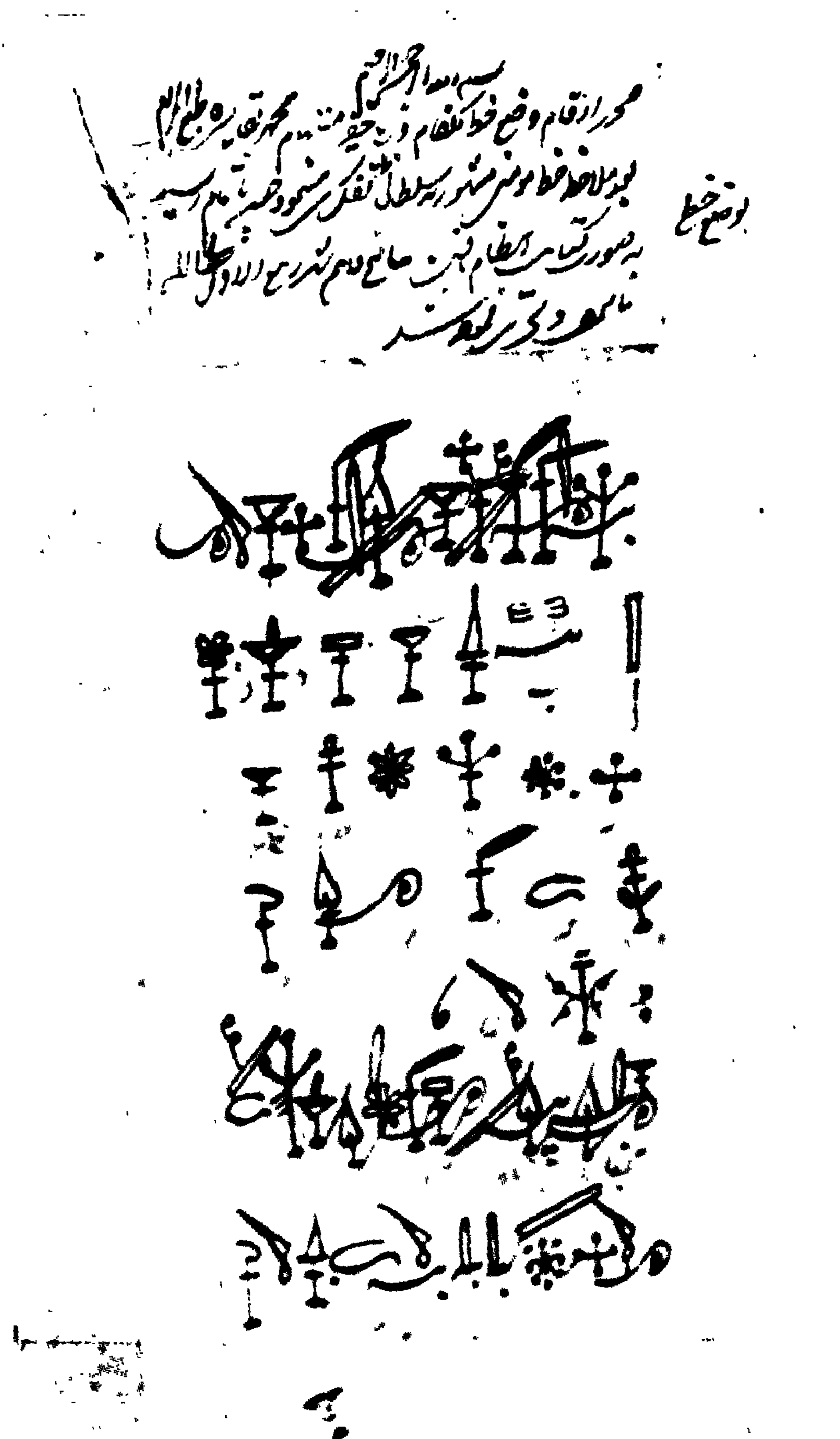
۴۴- Encyclopeadia of Relegion & Ethics

۴۵- Encyclopeadia of Islam

۴۶- Kashir, History of Kashmir, Lahore

۴۷- Persian Literature by Storey, London

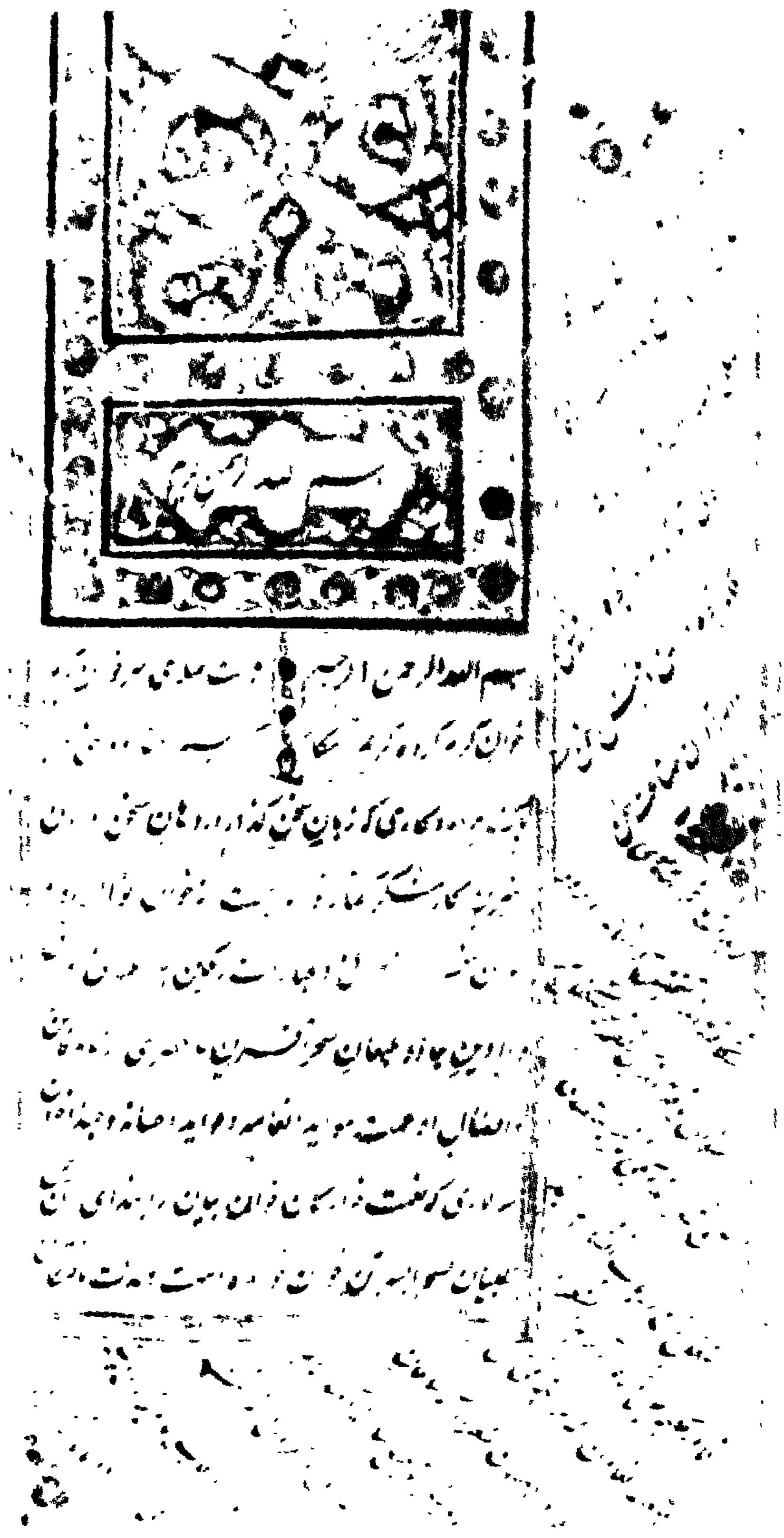
۴۸- Shorter Encyclopeadia of Islam



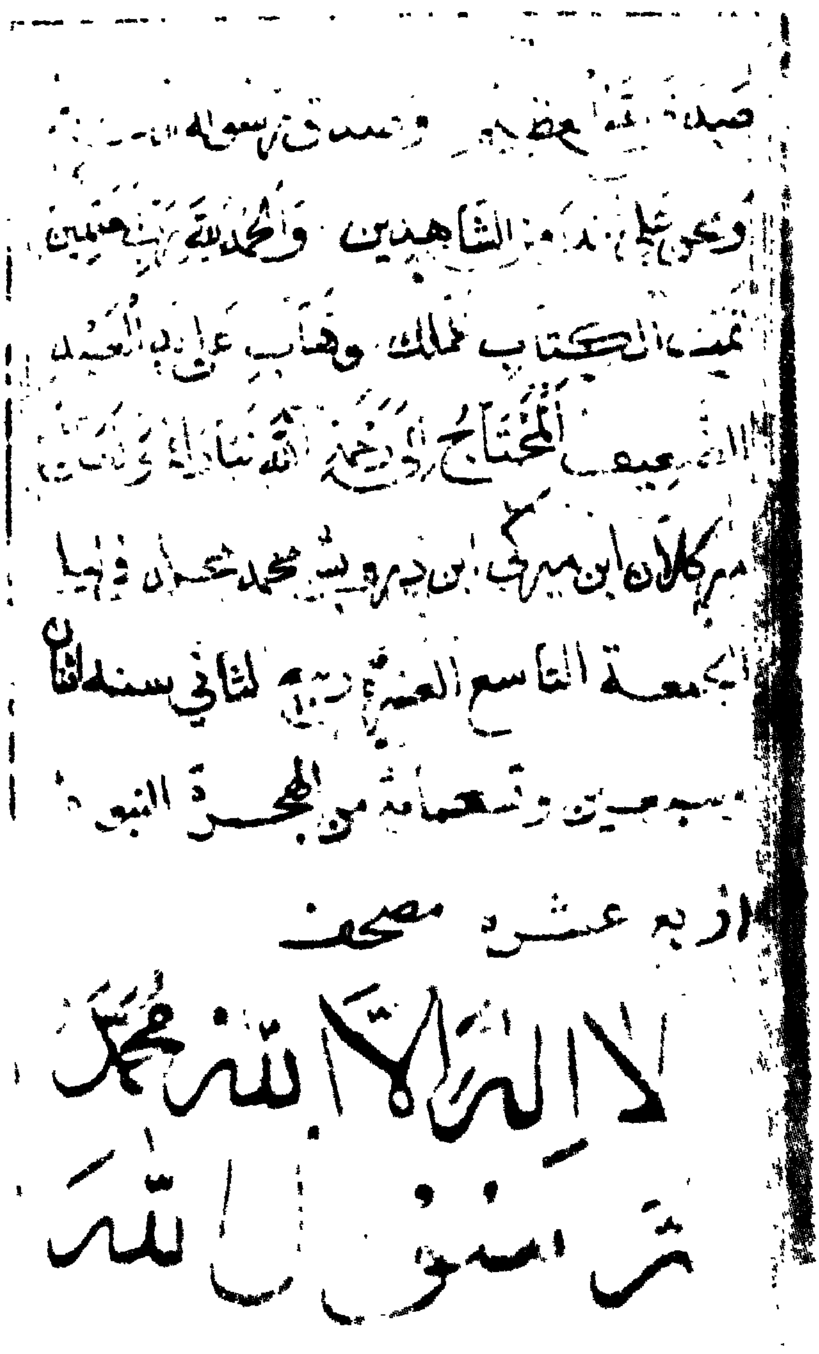
نمونه خط کفام (محفوظ در نجی کتب خانه کرنل خواجه عبدالرشید صاحب)



نمونهٔ صفحهٔ اول مثنوی مولانا روم دفتر چهارم (مخ نمبر ۲۷۸)



نمونهٔ صفحهٔ اول دیوان جامی (نسخ نمبر ۲۳)


صدق الله العظيم وصدق رسوله ...
ونحن على ذلك من الشاهدين والحمد لله رب العالمين
تمت الكتاب بعون الملك الوهاب على يد العبد
الضعيف المحتاج الى رحمة الله تعالى ...
مير كلان ابن مير كى ابن درويش محمد ... في يوم
الجمعة التاسع العشر ربيع الثاني سنه اثنان
سبعين وتسعمائة من الهجرة النبوية
اربع عشر مصحف
لا اله الا الله محمد
رسول الله

۹۷۲ھ کے لکھے ہوئے قرآن کریم کا صفحۂ آخر (صفحہ نمبر ۳۲۱)



بہترین جلد کا نمونہ (صفحہ نمبر ۲۰۴)

اغلاط نامہ

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
بندہ	پندہ	۱	۲
بن عمر	ن عمر	۸	۱۴
بید پائے	بید پائے	۱۹	۱۷
ادب نامہ	ادب نامۂ	۱۶	۱۹
او	آؤ	۲۲	۲۰
علاء الدولہ	علاہ الدوالہ	۱۱	۲۴
الدعوات	الذات	۵	۳۶
ربنا	رنیا	۲۲	۴۱
فتاوی	فتاءل	۱	۷۶
غواصی	غواصمی	۵	۶۳
چینوں	جنیوں	۱۰	۷۸
کاتب	کاتپ	۱۲	۷۹
توضیح	توضبح	۲۱	۹۴
غوامض	غوائض	۱۷	۱۰۱
معجم	ھجم	۲۰	۱۰۱
بخاری	نجاری	۸	۱۰۳
مغلقات	مفلقات	۱	۱۱۲
النسخة	السنتحہ	۱۴	۱۱۲
فقہ	فقیہ	۱۸	۱۲۱

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۳	۲۰	واضع	واضح
۱۳۷	۱۷	وضوع	وضوح
۱۴۳	۹	رحمت	زحمت
۱۴۹	۵	انکار	افکار
۱۶۰	۶	سب	سبب
۱۶۰	۷	طائب	صائب
۱۶۱	۲۲	مجہت	بجہت
۱۶۵	۱۲	طاہی	طاہری
۱۷۱	۱۵	شعار	اشعار
۱۷۹	۲۱	بہنائے	بنائے
۱۸۲	۷	استعداء	استعداد
۱۸۷	۱۹	بالجیر	بالخیر
۱۹۳	۱	ابی خرم	علی بن ابی حزم
۲۱۲	۶	اجمین	اجمعین

Printed at the Jadeed Urdu Type Press, Chamberlain Road, Lahore
and Published by
The Research Cell, Dyal Singh Trust Library, Nisbet Road, Lahore.

CATALOGUE
OF THE
MANUSCRIPTS
IN
RESEARCH CELL
OF
DYAL SINGH TRUST LIBRARY

Volume I

by

MOLANA SYED MOHAMMAD MATIN HASHMI, M.A.
RESEARCH ADVISER

MOLANA SAJID-UR-RAHMAN SIDDIQUI, M.A.
RESEARCH ASSISTANT

DYAL SINGH TRUST LIBRARY
LAHORE

1975